کبیر وچناولی

تالیف

ہری اودھ



ساہتیہ اکادمی

سرورق کے آخری صفحہ پر سنگ تراشی کے جس نمونے کی تصویر دی گئی ہے، اس میں تین جیوتشی بھگوان بدھ کی ماتا مہارانی مایا کے خواب کی تعبیر بیان کر رہے ہیں۔ اور ان کے نیچے ایک کاتب بیٹھا ان کی تعبیر قلمبند کر رہا ہے۔ یہ شاید ہندوستان میں لکھنے کے فن کی قدیم ترین تصویری مثال ہے۔

(ناگارجن کونڈا، دوسری صدی عیسوی)
(بشکریہ نیشنل میوزیم، نئی دہلی)

کبیر وچناولی

کبیر وچناولی

تالیف
ہری اودھ

ترجمہ
سرسوتی سرن کیف



ساہتیہ اکادمی

Kabir Vachnavali : Urdu translation with translitration in Persian script by Saraswati Saran 'Kaif' of Hariaudh's compilation in Hindi. Sahitya Akademi, New Delhi (1996), Rs. 150

پہلا ایڈیشن : ۱۹۹۰ء
دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۶ء

ساہتیہ اکادمی

ہیڈ آفس

رویندر بھون۔ ۳۵ فیروز شاہ روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

سیلز آفس
سواتی، مندر مارگ۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

علاقائی دفاتر

جیون تارا بلڈنگ۔ چوتھی منزل، ۲۳ اے/۴۴ ایکس۔ ڈائمنڈ ہاربر روڈ، کلکتہ ۷۰۰۰۵۳
۱۷۲، ممبئی مراٹھی گرنتھ سنگرہالیہ مارگ، دادر۔ بمبئی ۴۰۰۰۱۴
گنا بلڈنگ، دوسری منزل۔ ۳۰۴ - ۳۰۵، اناسلائی، تینام پیٹھ۔ مدراس ۶۰۰۰۱۸
اے۔ ڈی۔ اے رنگ مندر، ۱۰۹ جے۔ سی۔ روڈ۔ بنگلور ۵۶۰۰۰۲

Price Rs. 150

Printed at :
Diamond Art Printers

ہندوؤں میں تینتیس کروڑ دیوتاؤں سے لے کر خدائے واحد کے معتقد بلکہ خدا کے وجود سے منکر تک سبھی اشخاص شامل ہیں۔ اس لیے کسی ایک ہندو مذہب کی تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ ہمیں اس کے مختلف اجزا کو علاحدہ علاحدہ کر کے دیکھنا چاہیئے۔ اس معاملے میں ارتقا کا دھیان رکھنا بھی ضروری ہے۔

ویدک فلسفے کو موٹے طور پر دیوتاؤں پر اعتقاد کا فلسفہ کہا جا سکتا ہے۔ ویدوں کے سنگھتا संहिता نامی حصے میں کم و بیش ہر جگہ دیوتاؤں کی تعریف و توصیف کے منتر ملتے ہیں۔ ہر ابتدائی مذہب کی طرح ویدک عہد میں بھی قدرت کی مختلف طاقتوں جیسے سورج، آندھی، بارش، آگ وغیرہ سے ملنے والی ذاتی تکالیف اور ان سے تحفظ کے وسائل کے فقدان میں انھیں زندہ اور زبردست وجود سمجھا گیا اور یہی سوچا گیا کہ اگر ان کے غیظ و غضب سے بچنا ہے تو ان دیوتاؤں کی قصیدہ خوانی کرنی چاہیئے۔ اسی لیے شروع کے ویدک منتر صرف پرارتھنا کے منتر ہیں۔

اس اعتقاد کا اگلا قدم یگیہ यज्ञ کرنا تھا۔ یگیہ یا قربانی کی رسم بھی دنیا کی ہر ابتدائی تہذیب میں پائی جاتی ہے۔ جب خانہ بدوش قبائل کو کچھ رہائشی استقامت حاصل ہوئی تو ان کے اہل دماغ میں یہ خیال پنپنا شروع ہوا کہ جس طرح طاقت ور لوگ صرف رونے گڑگڑانے سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اپنے لیے تحفے تحائف چاہتے ہیں اسی طرح دیوتا صرف منتروں سے خوش نہیں رہ سکتے بلکہ ان کی دائمی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کے عطیات کا کچھ حصہ شکرانے کے طور پر انھیں واپس کر دینا چاہیئے۔ اس کے لیے بتدریج بڑے بڑے یگیوں کا نظام پیدا کیا گیا۔ مختلف مقاصد کے لیے مختلف قسم کے یگیہ ہونے لگے جن میں زرعی اور جنگلاتی پیداوار نیز جانوروں کی قربانی دی جاتی تھی۔ بعد کی فلسفیانہ کتاب بھگوت گیتا میں بھی شری کرشن نے کہا ہے کہ جو شخص دیوتاؤں کی دی ہوئی چیزوں کو (جن میں ہر قسم کی پیداوار شامل ہے) یگیوں میں دیوتاؤں کو (علامتی طور پر) واپس کیے بغیر استعمال کرتا ہے وہ گویا چوری کا مال کھاتا ہے۔

یگیہ کے ارتقا کے ساتھ ہی طبقاتی تقسیم بھی شروع ہو گئی کیوں کہ آریوں کی بستیاں بس گئی تھیں اور زندگی کے پرسکون ہونے کے ساتھ ہی قواعد کی پیچیدگی بڑھ گئی تھی۔ یگیوں کے ضابطے اتنے تفصیل دار ہو گئے تھے کہ ایک پروہت برہمنوں کا طبقہ پیدا ہو گیا اور ویدوں کی تعلیم پر اسی کا اجارہ ہو گیا۔ اس میں بھی دو قسم کے علما ہوئے۔ ایک طبقہ تو بستی میں رہ کر بستی والوں اور راجاؤں سرداروں کی مذہبی رہنمائی کرتا تھا اور دوسرا بستی کے باہر درس و تدریس اور مراقبہ ریاضت میں زندگی گزارتا تھا۔

کبیر کے فلسفے کا پس منظر

کبیر کے اکھڑپن کا تو سبھی نے ذکر کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ایک ضروری بات [illegible] کی گئی۔ کبیر نے بہت ہی الجھی ہوئی زبان استعمال کی ہے۔ اگر آپ کبیر کو زیادہ پسند نہیں کرتے تو اسے ان کی ناخواندگی پر محمول کر سکتے ہیں اور اگر ان کے معتقد ہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی انسانی زبان کے الفاظ تمام و کمال روحانی احساسات کی عکاسی نہیں کر سکتے، چناں چہ کبیر کے الفاظ کو محض اشارہ سمجھنا چاہیئے اور انھیں لسانی منطق کی کسوٹی پر نہیں کسنا چاہیئے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کبیر اپنے عقیدے کو واضح طور پر پیش نہیں کرتے اور دوسرے کئی عقاید یا ان کے ماننے والوں پر چوٹ کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اگر ہم کبیر کی اپنی توضیحات کے ساتھ ہی دوسرے اعتقادات پر کیے گئے ان کے اعتراضات دیکھیں تو ان کے نظریات واضح ہو سکتے ہیں۔ اس کے لیے کچھ حد تک ان عقائد کا علم بھی ضروری ہے جن پر کبیر نے اعتراضات کیے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کبیر اسلام کا زیادہ علم نہ رکھتے تھے۔ انھوں نے شاید کسی عالم سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ اپنے دیباچے میں ڈاکٹر ہزاری پرساد دویدی نے وضاحت کی ہے کہ غریب طبقات کے مسلمان کہنے کو تو مسلمان ہو گئے تھے لیکن ان کا میل جول مولویوں سے زیادہ اُن سدھوں اور جوگیوں کے ساتھ تھا جن کی نظر میں ہندو مسلمان کی تفریق نہیں تھی۔ کبیر کے ارشادات اولاً تو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ہیں ہی بہت کم اور جو ہیں بھی ان سے بھی ان کی اسلام کے بارے میں مکمل واقفیت کا خاطر خواہ ثبوت نہیں ملتا۔

اسلام کے علاوہ ہندوستان میں جو خاص مذہب ہے اور جس کی اکثریت بتائی جاتی ہے وہ ہندو دھرم ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ ہندو کہے جاتے ہیں ان میں کوئی اعتقادی یگانگت نہیں ہے

ان کی مثال آج کے مدرسین اور محققین میں ملتی ہے۔

اسی وقت ایک اور ذہنی انقلاب رونما ہوا کیوں کہ آریوں نے دراوڑوں کو فتح کرنے کے ساتھ ان کے ساتھ کچھ اعتقادات اور فلسفوں کو لینا شروع کر دیا اور ان کے دیوتا شیو اور شکتی وغیرہ کو اپنے دیوتاؤں میں شامل کرنے لگے۔ بعد میں شیو اور شکتی سے متعلقہ مستقل فلسفوں کا ظہور ہوا۔ اس کے ساتھ ہی جنگلوں میں رہنے والے مرتاضوں نے ویدوں کے منتروں پر غور کرنا شروع کیا اور ان سے فلسفیانہ نتائج اخذ کیے۔ یہ اُپ نشدوں' براہمن گرنتھوں اور دوسرے شاستروں کی تخلیق کا زمانہ تھا اور یہیں سے دیوتاؤں کی کثرت میں وحدت کا تخیل پیدا ہوا۔ اس ذہنی منزل کو ویدانت یعنی مابعد وید کا نام دیا گیا ہے اور وحدت الٰہی کا خیال یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ مانا گیا کہ دیوتاؤں میں بڑے برہما' وشنو اور مہادیو کا وجود اور ان کے اپنے اپنے کام مسلّم لیکن ایک طاقت ان سب سے بالاتر ہے جو ان سب کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور اپنی مرضی سے ان سب سے کام کراتی ہے۔ مختلف اُپ نشدوں میں اس وجود اعظم کی مختلف تاویلات کی گئیں لیکن آریوں اور دراوڑوں کی مشترکہ تہذیب میں' جسے آج ہم ہندو تہذیب کہہ سکتے ہیں' دیوتاؤں کے تعدد کے ساتھ ہی ایک واحد وجود اعظم یعنی برہم کا تخیل مستقل طور پر جنم لے چکا تھا اور یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ سیکڑوں دیوی دیوتاؤں کو ماننے کے باوجود ہندو فلسفے میں اشراک کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

اس فلسفے کی رو سے یہ ضرور مانا جاتا تھا کہ ہر روح بار بار نئے جسم میں جنم لیتی ہے۔ اگر ہندو فلسفے کی کوئی بنیادی خصوصیت ہے تو وہ یہی سلسلۂ تناسخ ہے جو غالباً ہندو فلسفے (اور اس کے زیر اثر پیدا ہونے والے مذاہب بودھ جین وغیرہ) کے علاوہ دنیا کے کسی اور روحانی فلسفے میں نہیں ہے۔ دیوتاؤں کا تخیل ہر قدیم تہذیب میں ہے اور سامی تہذیب میں بھی دیوتاؤں کی کمی ملائک سے پوری کر دی گئی ہے حالاں کہ انسان سے ملائک کی پرستش نہیں کروائی جاتی نہ ان کے لیے کسی قسم کی قربانی دلائی جاتی ہے۔

سلسلۂ تناسخ کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ اوتار واد کا تصور پیدا ہوا جس کے مطابق جب اخلاقی تنزل انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو خدا انسان بلکہ حیوان تک کا جسم اختیار کر کے دنیا کو فتنوں سے نجات دلاتا ہے۔ دیگر قدیم تہذیبوں میں یہ تصور نہیں ملتا۔ ہاں سامی تہذیب میں اس کی بدلی ہوئی صورت نبیوں کے ظہور میں دکھائی دیتی ہے جو فتنہ دور کرنے آتے ہیں لیکن خود خدا نہیں ہوتے بلکہ اس کے

بھیجے ہوئے نبی ہوتے ہیں۔ یہ توجہ طلب ہے کہ ہندو فلسفے سے پیدا ہونے والے مذاہب اور اعتقادات میں تناسخ کو کم وبیش ہر جگہ قبول کیا گیا ہے لیکن اوتاروں کے عقیدے کو سناتنی ہندوؤں کے علاوہ اور کسی ہندوستانی مذہب نے نہیں اپنایا۔

چناں چہ ہندوستان کے قدیم مذہب جسے برہمنی یا ہندو یا سناتنی کچھ بھی کہا جا سکتا ہے۔ ان کی بنیاد موٹے طور پر ان تصورات پر ہے: (ا) موت کے بعد حیات کا سلسلہ جاری رہتا ہے تا وقتیکہ نجات دائمی حاصل نہ ہو جائے۔ (ب) ہر جنم میں اسی جنم کے نہیں بلکہ پچھلے کئی جنموں کے اعمال کم چھے یا بُرے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔ اچھے اعمال پر سورگ اور اعمال قبیحہ پر نرک ملتا ہے لیکن عارضی طور پر۔ نجات تبھی ملتی ہے جب اعمال اور ان کے نتائج ختم ہو جائیں۔ یہ مرتبہ یوگ سے یا مرشد کی عنایت سے یا ایشور کے کرم سے ملتا ہے۔ (ج) انسانی آبادی چار طبقوں یعنی برہمن' کشتریہ' ویشیہ اور شودر میں منقسم ہے اور سبھی کو اپنے اپنے طبقے کے لیے مخصوص کام کرنے چاہئیں۔ (د) سبھی دیوی دیوتاؤں کے آگے سر جھکانا چاہیے' خصوصاً اپنے فرقے کے معبود (چاہے وہ رام ہوں یا کرشن یا شیو یا شکتی) کی پرستش اہتمام سے کرنی چاہیے۔ ہر دیوتا ایک خاص قسم کی مرادیں پوری کرتا ہے اس لیے اس سلسلے میں اس کی پرستش کرنی چاہیے۔ بعد کے زمانے میں دیوی دیوتاؤں کے مندر بنا دیے گئے اور ان میں ان کی مورتیاں نصب کر دی گئیں۔ (اسی طرح بعد میں طبقات فطری رجحان کی بنا پر نہیں بلکہ ولدیت کی بنا پر مانے جانے لگے۔) (ہ) برہمنوں کو قابل تعظیم قرار دیا گیا۔ اسی طرح گائے کو بھی مقدس قرار دیا گیا۔

اس برہمنی یا سناتنی مذہب کے ردعمل کے طور پر چھٹی صدی قبل مسیح میں بودھ اور جین مذاہب کا آغاز ہوا۔ ان مذاہب میں اعمال حسنہ' بے آزاری' مذہبی تعلیمات پر اعتقاد راسخ' اور خواہشات نفسانی کا استیصال تو برہمنی مذہب سے حاصل کی ہوئی اقدار ہیں۔ لیکن دو باتوں میں یہ مذاہب اس سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان میں طبقاتی تقسیم کی کوئی گنجائش نہیں ہے یعنی برہمن طبقے کی فضیلت کو یکسر ختم کر دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ وجود عظیم یا اللہ یا برہم کے معاملے میں واضح طور پر کچھ بھی نہیں کہا گیا۔ روح کو ضرور مانا گیا اور انسانوں کے لیے اتنا کافی سمجھا گیا کہ وہ اعمال نیک اور تزکیہ نفس کے ذریعے سکونِ دائمی حاصل کریں اور زندگی میں میانہ روی اختیار کریں یعنی کسی معاملے میں انتہائی رویہ اختیار نہ کریں۔ فلسفیانہ طور پر بودھ مذہب میں دنیا کے مبدا اور مخرج کے طور پر ایک خلائے عظیم (مہا شونیہ) کا تخیل ضرور ملتا ہے۔

کئی صدیوں تک ان عقائد کے امتزاج باہمی اور ٹکراؤ کی تاریخ ملتی ہے۔ ان مذہبی فرقوں نے حکومتوں کا سہارا لے کر ایک دوسرے کے ساتھ جدال وقتال بھی کیا اور لاشعوری طور پر ایک دوسرے کی اچھی بری اقدار کو بھی اختیار کیا۔ چناں چہ بعد میں پیدا ہونے والے وشنو فرقے نے بودھوں اور جینوں سے ترک حیوانات یعنی گوشت خوری چھوڑنے کی قدر لے لی۔ بودھوں نے پرانے مذہب کی دیکھا دیکھی عورتوں کا اپنے وہاروں میں داخلہ ممنوع کر دیا۔ بودھوں کی کچھ مذہبی شاخوں نے لوگ یا روحانی ترقی کی وہ صورت قبول کر لی۔ جو بعض شیو فرقوں سے مخصوص تھی یعنی فعل جنسی کو روحانی ترقی کا وسیلہ بنانا۔ اسی طرح رفتہ رفتہ برہمنوں کی طرح بودھوں اور جینوں میں بھی بھکشوؤں اور مُنیوں کے طبقات پیدا ہو گئے جو اعمالِ دینی کے علاوہ کوئی دنیوی کام نہ کرتے تھے اور دوسروں کی محنت مشقت پر گزارہ کرتے تھے۔

چناں چہ کسی نہ کسی صورت میں ایسے طبقات کا ظہور ہوتا رہا جو مذہبی اور روحانی رہ نمائی کرنے کے عوض معمولی خانہ دار لوگوں سے اقتصادی منافعت لیتے تھے۔ لیکن بودھ بھکشوؤں اور جین مُنیوں سے برہمن اس معنی میں مختلف تھے کہ وہ بغیر کسی قسم کی ذاتی قربانی دیئے ہوئے محض نسلی بنا پر عموماً لوگوں کا اقتصادی استحصال کرتے تھے حالاں کہ برہمنوں میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو ایثار، نفس کشی اور تحصیل علم میں فائق ہوتے تھے لیکن بحیثیت کل برہمن طبقے کے متعلق یہ خیال تھا کہ یہ مذہب کو اپنی اجارہ داری بنا کر دوسروں کی محنت کا فائدہ اٹھاتا ہے۔

عہدِ وسطیٰ میں اس کا ردعمل ناتھ تحریک کی صورت میں ہوا۔ ان کا فلسفہ شیومت کا تھا۔ ان کی ظاہری صورت جوگیوں کی تھی جو ترکِ تعلق کر کے صرف روحانی ترقی کی راہ پر چلتے تھے اور اپنے مخصوص لباس سے دور ہی سے پہچانے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی دوسرا آدمی اُن کے لباس کی نقل کر کے دھوکا نہ دے سکے اس کے لیے ان میں سے ایک خاص طبقہ اپنے کانوں کے درمیان (نرمۂ گوش میں نہیں) سوراخ کرا کر ان میں کنڈل پہنتا تھا۔ انھیں کن پھٹا جوگی کہتے تھے۔ ان کے روحانی پیشواؤں کو ناتھ یا سدھ کہتے ہیں اور ان میں سے مچھندر ناتھ اور ان کے بھی زیادہ ان کے مرید گورکھ ناتھ کے نام بہت مشہور ہیں۔ کبیر کے طبقے کے افراد کا رابطہ سب سے زیادہ انھیں جوگیوں اور سدھوں سے رہتا تھا اور بچپن میں کبیر نے بھی ان کا ساتھ کیا تھا اور ان کے فلسفے سے خاطر خواہ واقفیت حاصل کی تھی۔ بعد میں کبیر بھگتی مارگ کے ایک مشہور پیشوا رامانند کے مرید ہو گئے اور انھوں نے سدھ مارگ اور بھگتی مارگ دونوں کا امتزاج کر کے ایک نئی راہ نکالی۔ اس راہ پر کئی اور لوگ ملوک داس، روی داس وغیرہ بھی اپنے طریقے سے چلے اور اس طریقے کو سنت مارگ

کہا جانے لگا۔ چناں چہ سنت مارگ کو سمجھنے کے لیے سدھ اور بھگتی فلسفوں کا جاننا ضروری ہے۔

ناتھ یا سدھ فلسفے کے مطابق وجودِ اعلیٰ کو شیو کا نام دیا گیا جن کی نہ کوئی صفت ہے نہ کوئی حرکت، وہ ویدانتیوں کے پرم برہم کی طرح شعور محض ہیں۔ ان کے اندر ہی ان کی تخلیقی قوت مضمر ہے جسے شکتی کہتے ہیں۔ یہ دونوں بنیادی طور پر ایک ہونے کے باوجود عملی طور پر مختلف ہیں کیوں کہ شکتی کے زور مارنے پر شیو اپنی لطافت کو بتدریج کم کرتے ہوئے پہلے اپَر پھر پرم پھر شونیہ پھر نرنجن پھر پرماتما کا درجہ لیتے ہیں اور ان حالات میں ان کی شکتی بھی علی الترتیب نجا، پرا، اپرا، سوکشما اور کنڈلی کا روپ لیتی ہے۔ اس کے بعد بیس پچیس منزلوں میں لطافت محض جو شیو ہیں کثیف سے کثیف تر ہو کر جامد دنیا کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں یعنی یہاں تخلیق سے مراد کسی چیز سے کسی نئی چیز کا بنانا نہیں بلکہ خود کو مخلوق کی صورت میں ڈھالنا ہے۔ یہ وحدت الوجود ہے۔ ویدانت میں یہی ادویت سدھانت ہے۔ اس میں کچھ اختلاف نظریات بھی ہے اور اچھی خاصی تعداد میں ویدانتی اور سدھ دو وجودوں یعنی شیو اور شکتی کو مانتے ہیں۔ بہرکیف کثیف ترین صورت اختیار کر لینے کے بعد پھر لطافت کی طرف بڑھنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس کی ابتدائی منزلیں قوت نمو اور قوت حیات ہیں جو نباتات اور حیوانات میں دکھائی دیتی ہیں۔ انسان میں یہ لطافت زیادہ ہوتی ہے اور اگر وہ ہٹھ یوگ کے سخت روحانی راستے پر بڑھتا جائے تو وہ اپنے اصلی شیو روپ کو دوبارہ پا لے گا۔ سدھ اسی کے لیے کوشاں ہیں۔

بھگتی مارگ جنوبی ہند کے سوامی رامانجاچاریہ نے شروع کیا۔ میرے اندازے کے مطابق ان پر دوسری صدی عیسوی میں مسیحیت کے پرچار کے لیے آئے ہوئے سینٹ ٹامس کا بالواسطہ اثر پڑا اور انھوں نے وجودِ مطلق کی بجائے وجودِ اعلیٰ کو مخلوق سے علاحدہ مانا اور عبودیت کے ذریعہ انسان کو وجودِ اعلیٰ کی قربت پانے کی تلقین کی۔ اس راہ میں سخت جسمانی ریاضت کے بجائے وجودِ اعلیٰ سے جذباتی طور پر منسلک ہونے کی بات تھی جو عام انسانوں کے لیے آسان تھی۔ اس میں معبود کے خوش ہونے پر گناہوں کی سزا سے معافی ملنے کی امید بھی تھی۔ اس لیے عام لوگ اس راستے کی طرف جھکے اور اپنے کام آسان بنانے کے لیے بھگتی یعنی عبودیت اور پریم یعنی محبت کو ملا کر معبود کے بھی ٹھوس تصور اختیار کرنے لگے جیسے رام کرشن وغیرہ۔ سوامی رامانند اسی بھگتی مارگ کے مشہور سنت تھے۔

کبیر نے ان دونوں دھاروں کو ایک کرنے کی کوشش کی۔ سدھوں سے انھوں نے جو چیزیں لیں وہ تھیں ذات پات کا استیصال، وجودِ اعلیٰ کا لطیف ترین تصور (یاد رکھیے کہ کبیر کے رام دشرتھ کے بیٹے نہیں ہیں، وہ شیو اور برہم کی طرح وجودِ لطیف محض ہیں) گورو یا مرشد کی ضرورت، جوگیوں کی طرح کنڈلنی جگاکر احساس روحانی کی اعلیٰ منزلوں پر پہنچنا، انسانی اور اعلیٰ ترین وجود کے درمیان متعدد روحانی مدارج اور روحانی دنیاؤں کا تصور (حالاں کہ تفصیلوار ان کے روحانی طبقات سدھوں کے اور صوفیوں کے روحانی طبقات سے مختلف ہیں) وغیرہ۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے بھگتی مارگ سے عشق الٰہی (وہ رام کو لطیف ترین وجود مانتے ہوئے بھی خود کو ان کی بیوی مانتے ہیں) تزکیۂ نفس، انسانوں اور جانوروں پر رحم اور گوشت خوری کا ترک، محنت کی کمائی کھانا وغیرہ کو عملاً اختیار کیا۔

ان کے ہندو مسلم اتحاد کے پہلو کو بھی صحیح طور پر سمجھنا چاہیے۔ انھوں نے گاندھی جی کی طرح ہندو اعتقادات اور اسلام میں مماثلت ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اس کے برخلاف وہ ہندو اور مسلمان دونوں کو گم راہ سمجھتے ہیں۔ ان کا اپنا مسلک ہے اور اپنا فلسفہ ہے جس کو انھوں نے ہندو یا مسلمان طبقے تک محدود نہیں رکھا۔ اسی بنا پر وہ مذہبی اتحاد کے حامی ہیں۔ ان کا لہجہ سمجھانے بجھانے کا نہیں بلکہ سخت مخالفت کا ہے۔ اس کی وجہ ایک تو ان کا ذاتی مزاج رہا ہوگا، دوسرے زندگی میں ان کو مذہبوں کے ماننے والوں کی ظاہر داریوں سے کچھ ایسا سابقہ پڑا اور مذہبوں کے خود ساختہ ٹھیکیداروں کی ریاکاری اور مکر و فریب سے دل پر کچھ ایسی چوٹ پڑی کہ وہ ان کی شدید مخالفت پر تل گئے۔ چناں چہ وہ تمام ظاہر داریوں، عقیدوں، اور رسومات کی مخالفت کرتے ہیں جو انسان کو انسان سے جدا کرتی ہیں اور نفرت کے بیج بوتی ہیں۔ وہ تمام انسانی برادری کو ایک سمجھتے ہیں اور محبت کو عظیم ترین طاقت۔ وہ اس خدا کی تلقین کرتے ہیں جو سب کا خدا ہے۔

سرسوتی سرن کیف

کبیر

ہمارے ملک کے جن روحانی رہ نماؤں نے مذہب و ملت کے قوانین کے پیچھے چھپی دائمی حقیقت کو دیکھا ہے اور ذاتی تجربے پر مبنی اپنے مقولات کے ذریعہ اسے عوام کے سامنے لانے کی کوشش کی ہے ان میں کبیر کی بڑی اہم حیثیت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کبیر کی پیدائش سکندر لودی کے زمانے میں ہوئی تھی، انھوں نے بچپن میں سوامی رامانند سے دیکشا لی تھی اور مرنے کے وقت کاشی چھوڑ کر مگہر چلے گئے تھے۔ ان کے پیروؤں کا کہنا ہے کہ وہ کسی برہمن بیوہ کے بیٹے تھے۔ سماجی مشکلات کی وجہ سے ان کی ماں نے نوزائیدہ بچے کو لہرتارا کے تالاب کے پاس پھینک دیا تھا۔ اتفاق سے اسی راستے نیرو نامی ایک جولاہا جا رہا تھا۔ نوزائیدہ بچے کو دیکھ کر اس کے دل میں رحم آیا اور اس نے اپنے گھر لاکر اس کی پرورش کی۔

عام اعتقاد یہ ہے کہ کاشی میں مرنے والوں کو خود بخود مکتی (پیدائش و موت سے رہائی) ملتی ہے۔ کبیر داس ایسے اعتقادوں کے چکر میں آنے والے نہیں تھے اس لیے وہ مرتے وقت مگہر چلے گئے تھے۔ ان کے انتقال کی تاریخ سمبت ۱۵۰۵ وکرمی کی اگہن سدی ایکادشی بتائی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی زندگی کا عرصہ بڑا لمبا تھا۔ غالباً ان کی پیدائش سمبت ۱۴۵۵ وکرمی (۱۳۹۸ء) میں ہوئی تھی جیسا کہ ان کے مت کے پیرو مانتے ہیں۔ اس طرح وہ پوری پندرھویں صدی عیسوی اور اس کے بعد بھی کچھ برسوں تک زندہ رہے۔ یہ زمانہ ہندوستان میں اتھل پتھل اور مذہبی لین دین کا تھا۔ اس کے کچھ برسوں پہلے ہندوستان میں اسلام جیسے منظم مذہب کی آمد ہو چکی تھی۔ اسلام کی سماجی تنظیم اس ذات پات والی سماجی تنظیم کے لیے جو ہندوستان میں طویل عرصے سے چلی آ رہی تھی اور جس میں تبدیلی ناممکن سمجھی جاتی تھی، ایک زبردست چیلنج تھی۔ ہندوستان کو پہلی مرتبہ ایک ایسی مذہبی اور سماجی تنظیم کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا جو اس کی اپنی تنظیم سے بالکل مختلف تھی۔ یہ بات نہیں کہ اس کے پہلے ہندوستان میں اور اقوام آئی ہی نہیں تھیں۔ حقیقتاً، جیسا شاعر اعظم

رابیندر ناتھ ٹیگور نے کہا ہے' ہندوستان کئی اقوام انسانی کا بحرِ اعظم ہے۔ یہاں جو مذہبی تنظیم رائج تھی اس میں کئی ذاتیں شامل تھیں۔ اس میں ایک ذات کا فرد دوسری ذات میں شامل نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن جو نئی سماجی تنظیم آئی وہ پرانی تنظیم سے بالکل الٹی تھی۔ ہندوستانی نظام میں ایک ذات کے مختلف افراد مختلف اعتقاد رکھنے کے باوجود اس ذات ہی کے رکن رہتے تھے۔ اس کا "فرد" علیحدہ ہستی رکھتا تھا لیکن وہ علیحدہ ہو نہیں سکتا تھا۔ نئی تنظیم میں وہ علیحدہ ہوسکتا تھا لیکن اس کی علیحدہ ہستی نہیں تھی۔ پہلی تنظیم میں ذات کی خصوصیت قائم رکھتے ہوئے انفرادی طریق پرستش ممکن تھا' نئی تنظیم میں ذات کی خصوصیت ختم ہوجاتی تھی لیکن طریق پرستش اجتماعی تھا۔

یہ فطری بات ہے کہ نئی تنظیم کی آمد پر سماجی اور مذہبی معاملات میں خلفشار اور بے چینی کا احساس ہو۔ کچھ عرصے تک تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہندوستان شروع ہی سے اخلاقی پاکیزگی اور ذات پات کی پابندیوں میں چھپی ہوئی جس حقیقت کو اہمیت دیتا آرہا ہے وہ ماند پڑجائے گی۔ ایسے وقت ہی میں کبیر صاحب کا ظہور ہوا۔ انھوں نے سماج کی اوپری تہہ کے خلفشار کو دیکھا اور سمجھا اور عوام کی توجہ اس بنیادی حقیقت کی طرف مبذول کی جسے دونوں سماجی تنظیموں کے پیرو مانتے تو تھے لیکن عوامل ظاہری پر زور دینے کی وجہ سے ان کی نظر غیر واضح اور دھندلائی سی ہوگئی تھی۔ کبیر نے بہ آواز بلند کہا " ارے اِن دوؤن راہ نہ پائی" اور پھر یہ بھی کہا :

ہمرے رام رحیا' کیسوا سہہ رام تم ہوئی
بسمل میٹ بسمبھر ایکے اور نہ دوجا کوئی

کبیر داس نے جس جولاہا خانوادے میں پرورش پائی تھی اس میں ایک طرف تو ناتھ پنتھی یوگیوں کے اعتقادات تھے دوسری طرف وہ اسلام کے زیر اثر بھی تھا۔ میں نے اپنی "کبیر" نام کی کتاب میں اس جولاہا قوم کی سماجی صورت کا مفصل مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مختصر میں کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کی پارچہ باف اقوام اسلام کی ترویج کے قبل نرگن وادی (ذات بے صفات کے معتقد) ناتھ پنتھی یوگیوں کے زیر اثر تھیں۔ ترویج اسلام سے انھیں ایک نئے منظم مذہب کا سہارا ملا اور وہ رفتہ رفتہ مسلمان ہوتی گئیں اور کچھ بعد تک ناتھ فرقے کے اثر میں بنی رہیں۔ بنارس کے جس جولاہا خاندان میں کبیر کی پرداخت ہوئی تھی وہ مسلمان ہوچکا تھا لیکن اس پر ناتھ پنتھی یوگیوں کا اثر باقی تھا۔ کبیر کو بچپن ہی سے نرگن پنتھ کی روحانی ریاضت کا سیدھا تجربہ ہوگیا تھا۔ ان پر اسلام جیسے منظم اور توسیع پذیر مذہب کا بھی اثر پڑا جس سے ان کی شخصیت میں زبردست جرأت اور خود اعتمادی

پیدا ہوگئی۔ آچاریہ رامانند کے تقرب میں آنے کے بعد انھیں یوگ کی راہ کی خشکی اور بھکتی کے راستے کی لذت کا احساس ہوا۔ ان کے مقولات کی مثال ایک ایسی بیل سے دی جاسکتی ہے جو یوگ کی زمین پر بھکتی کا بیج پڑنے پر اُگی تھی۔

ان دنوں شمالی ہند کے ہٹھ یوگیوں اور جنوبی ہند کے بھکتوں میں بنیادی فرق تھا۔ ایک ٹوٹ جاتا تھا لیکن جھکتا نہیں تھا' دوسرا جھک جاتا تھا ٹوٹتا نہیں تھا۔ ایک کے لیے سماجی اونچ نیچ مذاق اور اعتراض کا ہدف تھی دوسرے کے لیے ذہنی تحریک اور سماجی معیار کی بنیاد۔ اس کے ساتھ اندرونی اختلاف یہ بھی تھے کہ جہاں ایک سماجی نابرابری کو ناانصافی سمجھتے ہوئے بھی فرد کو سب سے ارفع سمجھتا تھا وہیں دوسرا سماجی بلندیوں پر پہنچ کر بھی خود کو "ترنادپ سنی چین" (تنکے سے بھی گیا بیتا) سمجھنے میں بھی فخر محسوس کرتا تھا۔

یوگی ڈٹ کر ذات پات کے اختلافات پر چوٹ کرتا تھا' رسوم ظاہری اور اس پر مبنی برتری کو پھٹکارتا تھا لیکن یوگ کی راہ کا ہر سالک ظاہر اور باطن دونوں میں خود کو سماج کے دوسرے افراد سے برتر سمجھتا تھا' دوسروں کی ظاہر بینی پر ترس کھاتا تھا' طرح طرح کی پیچیدہ باتوں میں اس کا مذاق اڑاتا تھا اور امید کرتا تھا کہ لوگ اس کے معجزات اور کرشمے دیکھ کر دانتوں تلے انگلی دبائیں گے۔ بھکت ذات پات کے اختلاف' چار ورنوں (برہمن' کشتری' ویش اور شودر) اور چار آشرموں (طالب علم' خانوادہ ساز' خادم عام اور تارک الدنیا) اور اونچ نیچ کے سماجی اخلاق کو سر جھکا کر منظور کرلیتا تھا' خود کو ویرانۂ جہاں میں بھٹکتا ہوا گمراہ انسان مانتا تھا' اپنے پرانے رجحانات گنہ گاری پر منفعل رہتا تھا اور امید کرتا تھا کہ خدائے حاضر و ناظر اس کے احساس انفعال کو سمجھے گا اور اسے کشاکش دنیوی سے رہائی دلا دے گا۔ ایک کو اپنے علم پر فخر تھا اور دوسرے کو لاعلمی کا سہارا' ایک کے لیے جسم ہی کائنات تھا اور دوسرے کے لیے کائنات ہی جسم' ایک کو اپنے پر بھروسا تھا' دوسرے کو رام پر' ایک عشق کو کمزور سمجھتا تھا دوسرا عرفان کو سخت' ایک یوگی تھا دوسرا بھکت۔

عوام میں دونوں کا دو طرح ردعمل ہوا۔ ایک نے معتقد دنیادار کے دل میں شبہ پیدا کردیا۔ وہ سوچنے لگا کہ مایا (دامِ ہمہ جہاں) زبردست ہے' اس سے رہائی محال ہے' تحصیل روحانی کی راہ مسدود ہے' یوگ نہ جاننے والے کی نہ جانے کیا پاداش ہوگی' چوراسی لاکھ انواع مخلوقات میں نہ جانے وہ کب تک بھٹکتا پھرے گا۔ وہ سوچتا تھا کہ دنیا کا چکر خطرناک ہے' مایا کا گھماؤ دائمی ہے' ریاضت کی راہ بہت مشکل ہے اس میں رکاوٹوں کی فوجیں کھڑی ہیں اور دنیادار بے بس ہے۔ دوسرے (بھکت) نے اسے بے پروا بنادیا۔

وہ سوچنے لگا کہ جس نے غلطی سے بھی ایک بار خدا کا نام لے لیا اسے اور کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں' ایک بار وشنو کا تلک ماتھے پر لگ گیا تو بیکنٹھ کا دروازہ کھل گیا' کسی طرح تلسی کی مالا مل گئی تو جنت میں مقام یقینی ہے اور کلجگ اور دوسرے یگوں سے بہتر ہے کیوں کہ اس میں گناہ کے خیال کی سزا نہیں ہے لیکن ثواب کے ارادے کی پوری جزا ہے ۔ رام کا نام رام سے بھی بڑا ہے' ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

یوگ نے دنیادار کو ضرورت سے زیادہ شبہہ زدہ بنادیا' بھگت نے مکمل رجائی' ایک نے مکتی کو مہنگا سودا بنادیا دوسرے نے بہت سستا ۔ یوگ میں گلوگیر جذباتیت کی کوئی جگہ نہیں ہے ۔ جو بھگتی بھگت کو قدم قدم پر لرزۂ محبت' بے حرکتی اور مرض کا احساس کراتی ہے وہ اس میدان میں اجنبی تھی ۔ ان لوگوں کے مطابق اگر "تقسیم و اقسام" خیالی باتیں ہیں' ارادے اور عزم بے کار ہیں' دنیا واہمہ ہے' اصلیت تقسیم اور اقسام سے باہر ہے اور لطیف و کثیف کے بھی آگے ہے' اور اصلیت اگر یکساں' اور بے تقسیم ہے تو رونے سے کیا فائدہ؟ جو ہستی مطلق اور لامنقسم اور بیدار محض ہے اس کے سامنے سینہ کوبی کس لیے ؟ اس لاصفت' بے جذباتی اور بے ترحم حقیقت کی پرستش کیا اور حمد کیا ! (اودھوت گیتا) ۔ یوگ کی پہلی شرط لاجذباتیت اور غیریت ہے اس لیے وہ اپنے پیرو کو سخت بنا دیتا ہے ۔ کبیر داس نے بھی یوگیوں سے وراثت میں یہ اکھڑپن پایا تھا ۔ دنیاداری میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کو دیکھ کر اور ان کے آنسو دیکھ کر وہ ترس کھا کر دکھی نہیں ہوتے تھے بلکہ اور زیادہ سخت ہو کر انھیں پھٹکار دیتے تھے ۔

لیکن اکھڑپن کبیر داس کی صفت خصوصی نہیں ہے ۔ جب وہ یوگی یا اودھوت کو مخاطب کرتے ہیں تبھی ان کا اکھڑپن پورے زور پر ہوتا ہے ۔ وہ یوگ کے سامنے پہیلیاں بجھاتے رہتے ہیں' "شتی" اور "سہج" کی ماہیت پوچھتے رہتے ہیں' "دویت" (دوئی) اور "ادویت" (وحدت) کے سوالات اٹھاتے ہیں اور اودھوت کی لاعلمی پر شرارت آمیز خندہ زنی کرتے ہیں ۔

پھر بھی یہ اکھڑپن ان کی فطرت میں تھا ۔ انھیں یہ اصول منظور نہیں تھا کہ بھلا برا جس کو بھی ایک بار پکڑو اسے ہمیشہ پکڑے رہو ۔ وہ حقیقت کی تلاش میں تھے اور کوئی موہ انھیں اس راستے سے بھٹکا نہیں سکتا تھا ۔ وہ ہاتھ میں جلتی لکڑی لے کر چل پڑے تھے اور صرف اسی کو اپنا ساتھی بناتے تھے جو ان کے ہاتھوں اپنا گھر جلوانے کے لیے تیار ہو :

ہم گھر جارا آپنا لیا مرا ڑا ہاتھ
اب گھر جاروں تاس کا جو چلے ہمارے ساتھ

وہ سر سے پیر تک مست مولا تھے وہ ایسے مست تھے جو پرانے کاموں کا حساب نہیں رکھتا' موجودہ

کاموں کو سب کچھ نہیں سمجھتا اور مستقبل میں سب کچھ جھاڑ پھٹکار کر نکل جاتا ہے ۔ جو دنیادار اپنے اعمال کا حساب رکھتا ہے وہ مست نہیں ہو سکتا ۔ جو ماضی کا صحیفہ کھولے وہ مستقبل کا ناظر نہیں بن سکتا ۔ جو عشق کا متوالا ہے وہ دنیا والوں کے پیمانوں سے اپنی کامیابیاں نہیں ناپتا ۔ کبیر جیسے بھکڑ کو دنیاداری سے کیا واسطہ ؟

ہمن ہیں عشق مستانہ ہمن کو ہوشیاری کیا
رہیں آزاد یا جگ سے ہمن دنیا سے یاری کیا

کبیر داس بھگت اور وفادار بیوی کو ایک ہی زمرے میں رکھتے تھے ۔ دونوں کا فرض مشکل ہے' دونوں کی فطرت گداز ہے' دونوں کے سامنے لالچ کا جال بچھا ہے ۔ دونوں ہی باہر سے میٹھے اور اندر سے سخت' باہر سے نرم اور اندر سے مضبوط ہوتے ہیں ۔ بھگت کی مثال ایسی وفا شعار عورت سے ہی دی جا سکتی ہے جو سب کی خدمت کرے لیکن دھیان ایک ہی کا رکھے ۔ ستی کی سندور کی لکیر کی جگہ کاجل نہیں بھرا جا سکتا اور کبیر کی آنکھوں میں رہے ہوئے رام کی جگہ کوئی اور نہیں رم سکتا :

کبیر ریکھ سندور کی کاجل دیا نہ جائے
نین رمیا رم رہا دوجا کہاں سمائے

بھگت کی یہ دعا صرف ستی عورت ہی کو زیب دیتی ہے :

نیناں انتر آو تو جیوں ہی نین جھپیوں
ناہوں دیکھوں ہور کو نا تجھ دیکھن دیوں
میرا مجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ہے سو تیرا
تیرا تجھ کو سونپتا کیا لاگے ہے میرا

انھیں خود اپنے پر اور اپنے محبوب پر جو لامحدود اعتماد تھا اسی نے ان کی شاعری میں ایک عظیم قوت بھر دی ہے ۔ ان کے جذبات سیدھے دل سے نکلتے ہیں اور سیدھے سامع پر اثر کرتے ہیں ۔

دوسروں کے اندھے اعتقادات پر زوردار چوٹ کرنے والے کبیر اظہار محبت کے معاملے میں گداز ہو جاتے ہیں ۔ انھیں اپنے محبوب پر اعتماد تو ہے لیکن ان کے دل کو اطمینان نہیں ہے کہ یہ سوز عشق کافی ہے ۔ نہ معلوم اس محبوب کو کون سا ڈھنگ پسند ہو کیسا ملبوس پسند ہو ۔ آہ اس عجب مست محبوب کا وصال کیسا ہوتا ہوگا :

من پر پریت نہ پریم رس نا اس تن میں ڈھنگ
کیا جانوں اس پیو سوں کیسی رہسی سنگ

(ک. گ. صفحہ ۲۰)

اس قوت کو خود پر عدم اعتماد سمجھنا غلطی ہوگی۔ اس میں صرف فراز عشق اور تفحص کا اظہار ہوا ہے۔ بھکت کو خود پر پورا اعتماد ہے لیکن محبوب کی بلندی اور وقار پر اسے اور زیادہ اعتماد ہے غیر متزلزل عاشق یہ سوچتا ہے کہ اس کا محبوب کہیں غیر مطمئن نہ واپس ہو جائے۔ اس تفحص اور اندیشے کی وجہ اپنے نا مکمل ہونے کا احساس ہے خود انکساری نہیں۔

کبیر ایک طرف جہاں اودھوت یا سدھ یوگی پر چوٹ کرتے ہیں اور اس خشک علم روحانی کو مضحکہ خیز سمجھتے ہیں وہیں دوسری طرف وہ پنڈت، شیخ اور قاضی پر بھی چوٹ کرتے ہیں۔ لیکن شیخ، پنڈت یا قاضی پر چوٹ کرتے وقت وہ اتنے ہوشیار نہیں رہتے جتنے اودھوت یا یوگی پر چوٹ کرتے وقت رہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ پنڈت اور شیخ کے ذخیرۂ علم کو انھوں نے اتنی باریکی سے نہیں دیکھا تھا جتنی باریکی سے اودھوت کی ریاضت دیکھی تھی۔ اسی لیے وہ حملہ اتنا تیز نہیں ہوتا۔ وہ پنڈت اور شیخ سے اس طرح مخاطب ہوتے ہیں جیسے یہ لوگ ناچیز محض ہوں، صرف ظاہرداری کے انبار، محض خراب اطوار کے مجسمے۔ معمولی ہندو خانہ دار پر چوٹ کرتے وقت وہ بے پروا ہوتے ہیں، ان کے ہونٹوں پر ایک بے نیازانہ تبسم دکھائی دیتا ہے گویا وہ ان آدمیوں کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ ان پر چوٹ کی جائے۔ لیکن اسی بے پروائی کی وجہ سے ان کی شاعری میں ایک فطری رَو اور دل کش شعریت آجاتی ہے۔ یہی بے پروائی کبیر کی طنزیات کی جان ہے۔ سچ پوچھا جائے تو آج تک ہندی میں ایسا طنز نگار پیدا ہی نہیں ہوا۔ ان کی صریح چوٹ کرنے والی زبان، بغیر کہے سب کچھ کہہ دینے والی تکنیک اور نہایت سادہ ہونے کے ساتھ نہایت سخت طریقۂ اظہار غیر معمولی طور پر معمولی ہے۔ ظاہری رسوم پر حملہ کرنے والے پرانے سنتوں اور یوگیوں کی اس ملک میں کمی نہیں ہے لیکن اتنے معمولی اور سادہ طریقے سے مسمار کر دینے والی زبان کبیر سے پہلے بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ طنز اسے کہتے ہیں کہ کہنے والا زیر لب مسکرا رہا ہو اور سننے والا تلملا اٹھا ہو تاہم یہ سمجھتا ہو کہ کہنے والے کو جواب دینا خود کو اور زیادہ مضحکہ خیز بنانا ہوگا۔ کبیر اسی طرح کے طنز نگار تھے۔

نہ جانے میرا صاحب کیسا ہے
مسجد بھیتر ملّا پکارے کیا تیرا صاحب بہرا ہے
چیونٹی کے پگ نیبر باجے تو بھی صاحب سنتا ہے

پنڈت ہوکے آسن مارے لمبی مالا جپتا ہے
انتر تیرے کپٹ کترنی سو بھی صاحب لکھتا ہے
اونچا نیچا محل بنایا گہری نیو جما تا ہے
چلنے کا منصوبہ نا ہیں رہنے کا من کرتا ہے
کوڑی کوڑی مایا جوڑی گاڑ زمیں میں دھرتا ہے
جہہ لینا ہے سوے جیئیے پاپی بہہ بہہ مرتا ہے
ست ونتی کو گزی ملے نہیں ویشیا پہنے خاصا ہے
جہہ گھر سادھو بھیک نہ پاوے بھڑوا کھات بتاسا ہے
ہیرا پائے پرکھ نہیں جانے کوڑی پرکھا کرتا ہے
کہت کبیر سنو بھائی سادھو ہری جیسے کو تیسا ہے

(ک. و. صفحہ ۱۵۴)

یہ زبان جھنجھوڑنے والی ہے، جتنی سادہ اتنی ہی تیز۔ پڑھتے وقت معلوم ہوتا ہے کہ کہنے والا اپنے بیے بالکل بے فکر ہے۔ اگر وہ اپنے لیے اتنا بے فکر نہ ہوتا تو اتنا سخت طنز نہ کرتا۔

کبیر داس کے لیے عشق الٰہی ہی سب کچھ ہے، وید نہیں، شاستر نہیں، قرآن نہیں، جپ نہیں، مالا نہیں، تسبیح نہیں، مندر نہیں، مسجد نہیں، اوتار نہیں، نبی نہیں، پیر نہیں، پیغمبر نہیں۔ یہ عشق ساری رسوم ظاہری سے بالاتر ہے اور سارے مذہبی اعمال سے برتر ہے۔ جو کچھ بھی اس کی راہ مسدود کرتا ہے وہ قابلِ تحقیر ہے۔

انھوں نے سارے اُپاسوں (روزہ داریوں) اور تیرتھوں کو ایک ساتھ ہی نامنظور کر دیا۔ ان چیزوں کا ساتھ کر کے اور معتقد وید کا تخیل کر کے ان کے لیے بھی دنیوی عزو وقار کا انتظام کرنے کو انھوں نے بیکار سمجھا۔ انھوں نے واحد اللہ نرنجن نرلیپ خدا میں لگن لگانے کو ہی اپنا مقصد بنایا اور اس کا اعلان کیا۔ اس لگن اور محبت کا کوئی ذریعہ اس محبت کے علاوہ نہیں ہے، کسی اور واسطے کو انھوں نے منظور نہیں کیا۔ محبت ہی مقصد ہے، محبت ہی ذریعہ۔ اس کا ذریعہ برت بھی نہیں، محرم بھی نہیں، پوجا بھی نہیں، حج بھی نہیں، تیرتھ بھی نہیں:

ایک نرنجن الکھ میرا۔ ہندو ترک نہوں نہیں میرا
راکھوں برت نا محرم جانا۔ تت ہی سمرُوں جو رہے ندانا

پوجا کروں نہ نماز گزاروں۔ ایک نرا کار ہردے نام سکاروں
نا حج جاؤں نہ تیرتھ پوجا۔ ایک پہچانیا تو کیا دوجا
کہے کبیر بھرم سب بھاگا۔ ایک نرنجن سوں من لاگا

(ک۔گ۔ پد ۳۳۸)

ان کے نزدیک یہ جو پیر' پیغمبر' قاضی' ملا' روزہ' نماز' اور مغرب رو ہونے پر عقیدت ہے وہ سب غلط ہے اور جو دیوتا' برہمن' ایکادشی' دیوال اور مشرق رو ہونے پر عقیدت ہے وہ بھی غلط ہے۔ اگر ہندوؤں کے بھگوان مندر میں اور مسلمانوں کے خدا مسجد میں رہتے ہیں تو وہاں کس کی ملکیت ہے جہاں نہ مندر ہے نہ مسجد۔ کبیر داس نے اسی لیے ان سب کو رد کر دیا اور ان لوگوں کو بھی مسترد کر دیا جو آنکھیں بند کر کے چلنا پسند کرتے ہیں۔ وہ اپنی روح کے خدا ہی کو اپنا ہمراہ بنا کر نکل پڑے۔ بولے: "او فقیر تو اپنی راہ چل' مندر بھی نہ جا اور مسجد کی طرف بھی رخ نہ کر' کیوں جھگڑے میں پڑتا ہے' تیرے رام رحیما اور کیشو کریما میں تو کوئی فرق نہیں' تیرے لیے تو دونوں ایک ہی ہیں' ایک ہی ہے دوسرا کوئی نہیں":

ہمرے رام رحیم کریما کیسو اللہ رام ست سوئی
بسمل میٹ بسمبر ایکے اور نہ دوجا کوئی
ان کے قاضی ملا پیر پیغمبر روزہ پچھم نماجا
ان کے پورب دسا دیو دِوِج پوجا گیارس گنگ دواجا
ترک مسیت دیہرے ہندو دو ہو ٹھا رام دُہائی
جہاں مسیت دیہرا ناہیں تہاں کا کی ٹھکرائی
ہندو ترک دوؤ رہ توٹی پھوٹی اور کچرائی
اَرگھ اُرگھ دسہوں دِس جت تت پور رہیا رام رائی
کہے کبیر اداس فقیرا اپنی راہ چل بھائی
ہندو ترک کا کرتا ایکے تا مَتی لکھی نہ جائی

(ک۔گ۔ صفحہ ۴۸)

لیکن کبیر یہیں نہیں رکے۔ اگر لفظ اللہ مذہب اسلام کی نمائندگی کرتا ہے اور لفظ رام ہندو تہذیب کی تو وہ ان دونوں کو سلام کر لینے کو تیار ہیں۔ لیکن کسی نہ کسی لفظ کا استعمال تو کرنا ہی پڑے گا۔ اگر عربی فارسی الفاظ اسلامی تہذیب کی اور سنسکرت ہندی کے الفاظ ہندو تہذیب کی یاد دہانی

کرتے ہیں تو کبیر داس اس ذہنی اختلاف کو بھی پنپنے نہیں دیتے۔ وہ وید اور قرآن سے بھی آگے بڑھ کر کہتے ہیں:

گگن گرجے تہاں سدا پاوس جھرے' ہوت جھنکار نت بجے تُورا
وید کتیب کی گم' ناہیں تہاں' کہے کبیر کوئی رمے سورا

(شبداولی صفحہ ۱۰۴)

اس طرح ساری ظاہری مذہبی رسوم کو مسترد کرنے کی بے پناہ جرأت لے کر کبیر داس ریاضت کے میدان میں اترے۔ محض استرداد کوئی اہم بات نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص کسی بھی بات کو مسترد کر سکتا ہے۔ لیکن کسی عظیم مقصد کے لیے رکاوٹوں کو مسترد کرنا واقعی ہمت کا کام ہے۔ بے مقصد بغاوت تخریب کن ہوتی ہے' اچھے مقصد کو لے کر بغاوت کرنا بہادر آدمی کا کام ہے۔ انھوں نے غیر متزلزل اعتقاد کے ساتھ راہ عشق اپنانے کی تلقین کی۔ وہ تا زندگی مردہ رسوم اور مذہبی بد اطواری کی زبردست فوج سے لوہا لیتے رہے۔ لالچ اور چوٹوں کا ڈر' خواہشات اور غصہ ان کے لیے سدِّ راہ ضرور ہوئے ہوں گے۔ انھیں انھوں نے غیر معمولی جرأت کے ساتھ فتح کیا۔ ان کا واحد اسلحہ معرفت کی تلوار تھی۔ اس غضب کی تلوار کو انھوں نے ایک لمحے کے لیے بھی رکنے نہیں دیا۔ وہ متواتر چلتی رہی۔ لیکن انھوں نے مروت کی رواداری کو بھی نہیں چھوڑا۔ یہی ان کی زرہ تھی۔ انھوں نے بے دردی کے ساتھ مذہبی بد اطواریوں' ظاہری رسوم اور مردہ روایتوں کو کاٹا۔ وہ سر ہتھیلی پر رکھ کر قسمت آزمائی کے لیے نکلے تھے۔ ایک لمحے کے لیے بھی ان کی ابروؤں پر بل نہیں پڑا اور پیشانی پر شکن نہیں آئی۔ وہ سچے سورما کی طرح میدان میں ڈٹے رہے۔

ایک شمشیر اک سار بجتی رہے کھیل کوئی سورما سنت جھیلے
کان دل جیت کرودھ پنیاں کر پرم سکھ دھام سہاں مرتی میلے
سیل سے نیہہ کر گیان کو کھڑگ لے آئے چوگان میں کھیل کھیلے
کہیں کبیر سوئی سنت جن سورما سیس کو سونپ کر کرم ٹھیلے

(شبداولی صفحہ ۱۰۶)

ایسے تھے کبیر۔ سر سے پاؤں تک مست مولا' فطرتاً بے پروا' عادت میں اکھڑ' بھگت کے آگے منکسر' ظاہردار کے سامنے ہیبت ناک' دل سے صاف' دماغ سے درست' اندر سے نرم' باہر سے سخت' نسلی طور پر ارذل' عملی طور پر قابل ستایش۔ وہ جو کچھ کہتے تھے تجربے کی بنا پر کہتے تھے۔

ہوئی ہوگی ۔ ان کے نام پر شائع شدہ کتابوں کی تعداد درجنوں تک پہنچتی ہے لیکن وہ ساری مستند تصانیف نہیں ہیں۔ جب سے موجودہ طریقے کی تحقیق کا آغاز ہوا ہے اس وقت سے کبیر داس کی اصلی تصانیف کی تلاش کی بہت کوشش کی گئی ہے ۔ آں جہانی ڈاکٹر شیام سندر داس کو ایک ایسا مخطوطہ ملا تھا جس پر سمبت ۱۵۶۱ وکرمی (۱۵۰۴ء) دیا ہوا تھا۔ اگر یہ وقت کتابت صحیح ہوتا تو کبیر داس کی زندگی میں لکھی ہوئی مانی جا سکتی تھی لیکن اس وقت عالموں نے اس وقت کتابت کو جعلی قرار دیا ہے۔ اس مخطوطے کی بنا پر آنجہانی ڈاکٹر صاحب نے کبیر گرنتھاولی کے نام سے اس کا ایک ایڈیشن ناگری پرچار سبھا سے شائع کرایا تھا۔ حالاں کہ اب یہ مانا جانے لگا ہے کہ یہ مخطوطہ اتنا پرانا نہیں ہے جتنا پہلے سمجھا گیا تھا تاہم وہ آج سے دو ڈھائی سو برس پہلے کی تدوین ضرور ہے۔ سکھ لوگوں کے گورو گرنتھ صاحب میں بھی کبیر کی تخلیقات شامل کی گئی ہیں لیکن وہ بھی کبیر صاحب کے وصال کے بہت بعد شامل کی گئی ہیں۔ الہ آباد یونیورسٹی کے ڈاکٹر رام کمار ورما نے ان ملفوظات کی علیحدہ تدوین کی ہے ۔ کبیر سمپرداے میں "بیجک" نامی کتاب کی بہت توقیر ہے ۔ اس کی کئی تفاسیر اور توضیحی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس (بیجک) میں دی ہوئی نظموں اور گورو گرنتھ صاحب کی نظموں میں بہت فرق ہے۔ جو وانیاں (نظمیں) کبیر گرنتھاولی میں دی ہوئی ہیں وہ بھی اس سے بہت مختلف ہیں۔ ان تین مشہور کتابوں کے علاوہ کبیر صاحب کے نام پر مروج پدوں اور ساکھیوں کی تعداد بہت ہے ۔ پنڈت ایودھیا سنگھ اپادھیائے ہری آودھ نے سبھی طرح کی وانیوں سے کبیر وچناولی کا انتخاب کیا تھا۔ حالاں کہ صاحب علم اور عاشق تحقیق حضرات اس کی ہر ایک وانی (نظم) کو مستند نہیں مانیں گے تاہم اس میں شک نہیں کہ کئی سمپردایوں (فرقوں) اور کتابوں میں بکھری ہوئی وانیوں کا یہ بہترین انتخاب ہے۔ اس سے چاہے کبیر کی زبان سمجھنے میں مدد نہ ملے لیکن ان کے اصولوں' اقدار اور خصوصیات کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب بہت کار آمد ہے۔ کبیر داس کے بھجنوں نے دنیا کے سارے اہلِ علم کی توجہ اپنی طرف مبذول کی ہے۔ ان کی وانیوں نے' جو ذات اور مذہب کے اختلاف سے بالاتر اور مبنی بہ حقیقت ہیں۔ دنیا والوں کو نئی روشنی عطا کی ہے۔ اس کتاب کی وانیاں بلاشبہ ایسے باذوق حضرات کے دل نشیں ہوں گی جنھیں انسان کے صحیح مذہب کی تلاش ہے

ہزاری پرساد دویدی

بنارس ہندو یونیورسٹی

وارانسی

اسی لیے ان کی باتیں چبھنے والی اور طنز تملا دینے والے ہوتے تھے ۔ ان کے جو پیش رو لوگ مذہبی ظاہرداری کے مخالف تھے انھوں نے بھی اپنے چاروں طرف ظاہرداری کا طلسم کھڑا کر رکھا تھا۔ اسی لیے ان لوگوں میں وہ مستانہ بے پروائی نہیں تھی جو کبیر کو اتنا مرغوبِ عالم بنائے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پیشرو کتاب (مذہبی کتب) کی مذمت چاہے جتنی کریں کتاب ان کی پڑھی ہوئی ہوتی تھی کیوں کہ یہ لوگ بودھ اور یوگی تھے ۔ چناں چہ وہ اندر ہی اندر کتاب کے وقار سے مرعوب رہتے تھے ۔ وہ لوگ کبیر کی طرح بے خوف خود اعتمادی کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکے :

تیرا میرا منوا کیسے اک ہوئے رے
میں کہتا ہوں آنکھن دیکھی
تو کہتا کاگد کی لیکھی
میں کہتا سجھاون ہاری
تو راکھیو اُرجھائی رے

مصمم خود اعتمادی اور بے غرضانہ عبودیت کے بغیر کوئی اتنی صفائی سے نہیں کہہ سکتا کہ " تو راکھیو اُرجھائی رے": معمولی بات کو معمولی نہ رکھ کر بیکار مباحث سے اسے ملوث کر دینا ہی کیا زیادہ تر " کاگد کی لیکھی " کا کام نہیں ہے ؟

عبودیت کے سیلاب میں بھی انھوں نے کبھی خود کو حقیر نہیں سمجھا کیوں کہ ان کی فروتنی میں بھی ان کی خود اعتمادی کے ساتھ نہیں چھوڑتی تھی ۔ ان کا دل جس شراب عشق کا مخمور تھا وہ معرفت کے شیرے سے کشید کی گئی تھی ۔ اسی لیے ان میں کورانہ اعتقاد' جذباتیت اور مجنونانہ جذبہ عشق کا فقدان ہے۔ وہ مصلح زمانہ کی سی طاقت اور خود اعتمادی لے کر پیدا ہوئے تھے اور زمانہ ساز لوگوں جیسی مضبوطی ان میں موجود تھی ۔ اسی لیے وہ زمانہ ساز ثابت ہوئے ۔ ان کی شخصیت کو ایک جملے میں یوں کہا جا سکتا ہے : " وہ سر سے پاؤں تک مست مولا تھے' بے پروا' مصمم' سخت رو"۔ انھیں غیر معمولی صفات کے سبب وہ قرنِ وسطیٰ کے ہندوستانی نفس کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کے بعد ان کی ترویج کردہ نرگن سادھنا (لاصفات کی عبودیت) نے بھگتی کے مسلک کو بہت متاثر کیا۔

کبیر کی تصنیفات کئی صورتوں میں ملتی ہیں ۔ وہ خود پڑھے لکھے نہیں تھے۔ ان کی تخلیقات عموماً عابدوں کے ذہنوں ہی میں پھوٹتی رہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی نظموں میں تھوڑی بہت تبدیلی بھی

۴۔ دیہی ماہیں بدیہہ ہے صاحب سرت سروپ
انت لوک میں رم رہا جا کے رنگ نہ روپ
(وہ جسم یا سارے اجسام میں غیر مجسم ہو کر تخیل کی صورت رہتا ہے
وہ جس کا نہ رنگ ہے نہ روپ جائے لامحدود میں ساری ہے)

۵۔ چار بھُجا کے بھجن میں بھول پرے سب سنت
کبرا سُمرے تاسُ کو جا کے بھُجا انت
(سارے سنت مہاتما چار بانہوں والے دیوتاؤں کی پرستش میں گمراہ ہیں
کبیر تو اس ذات کی یاد کرتا ہے جس کے لاتعداد بازو ہیں)۔

۶۔ جنم مرن سے رہت ہے میرا صاحب سوئے
بلہاری وہ پیو کی جن سرجا سب کوئے
(میرا مالک تو وہی ہے جو پیدائش اور موت سے معرا ہے
میں اپنے اس محبوب کے نثار ہوں جو سبھی کا خالق ہے۔)

۷۔ ایک کہوں تو ہے نہیں دوے کہوں تو گارِ
ہے جیسا تیسا رہے کہے کبیر وچارِ
(اگر میں اسے ایک کہتا ہوں تو وہ ہے ہی نہیں یعنی اس کا پتہ نہیں اور دو کہوں تو گالی ہو جائے گی
کبیر سوچ بچار کر یہ کہتا ہے کہ وہ جیسا ہے ویسا ہی ہے یعنی اس کا بیان ناممکن ہے)

۸۔ ریکھ روپ جہہ ہے نہیں ادھر دھر و نہیں دیہہ
گگن منڈل کے مدھیہ میں رہتا پرکھ بدیہہ
(نہ اس کی خطوط سے تصویر بن سکتی ہے نہ اس کی کوئی صورت ہے نہ وہ کسی چیز پر ٹکا ہے نہ اس کے جسم ہے
وہ لاجسم قادر مطلق عرشیات کے درمیان رہتا ہے

حصّہ اوّل

کرتا نرنے (ذاتِ فاعل)

۱ اُچھے پرکھ اک پیڑ ہے نرنجن وا کی ڈار
تر دیوا ساکھا بھئے پات بھیا سنسار
(ذات لافانی ایک درخت ہے۔ اس کی بڑی شاخ ذات حق ہے
تین دیو برہما وشنو اور مہیش اس کی چھوٹی شاخیں ہیں اور دنیا اس کی پتیاں ہیں)

۲ صاحب میرا ایک ہے دوجا کہا نہ جائے
دوجا صاحب جو کہوں صاحب کھرا رسائے
(میرا صاحب یعنی مالک ایک ہی ہے۔ کسی دوسرے کو مالک نہیں کہہ سکتا۔
اگر میں کسی دوسرے کو مالک کہوں گا تو میرا مالک سخت ناخوش ہوگا)

۳ جا کے مُنہ ماتھا نہیں ناہیں روپ کُروپ
پُہُپ باس سیں پاترا ایسا تتو انوپ
(جس کے نہ مُنہ ہے نہ پیشانی' جو نہ خوب صورت ہے نہ بدصورت
جو پھول کی خوشبو سے بھی لطیف تر ہے ایسی لامثال حقیقت ہے وہ)

۹. سوئی میرا ایک تو اور نہ دوجا کوئے
جو صاحب دوجا کہے دوجا کُل کا ہوئے
(میرا تو ایک تو ہی ہے، دوسرا اور کوئی نہیں
جو شخص دوسرے مالک کی بات کرے وہ دوسرے خاندان کا یعنی حرام زادہ ہے)

۱۰. سرگُن کی سیوا کرو نرگُن کو کر گیان
نرگُن سرگُن سے پرے تہین ہمارا دھیان
(تم چاہے باصفات خدا کی پرستش کرو یا لاصفات کی معرفت کرو
ہمارا دھیان تو اسی میں لگا ہے جو باصفت اور لاصفت سے آگے ہے)

شکتی متا (قدرتِ ایزدی)

۱۱. صاحب سوں سب ہوت ہے بندے تے کچھ ناہیں
رائی تے پربت کرے پربت رائی ماہیں
(جو کچھ بھی ہوتا ہے ذاتِ الٰہی سے ہوتا ہے، بندے سے کچھ نہیں ہوتا۔
وہ چاہے تو رائی کو پہاڑ بنادے اور پہاڑ کو رائی جیسا کردے)

۱۲. بہن بہنتا تھل کرے تھل کر بہن بہوئے
صاحب ہاتھ بڑائیا جس بھاوے تس ہوئے
(وہ چاہے تو بہتے دریا کو مٹی جیسا خشک کردے اور مٹی کو پانی کی طرح بہادے
مالک کی طاقت بہت بڑی ہے۔ سب کچھ وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔)

۱۳. صاحب سا سمرتھ نہیں گروا گہر گنبھیر
اوگن چھوڑے گُن گہے چھنک اتارے تیر
(صاحب یعنی مالک جیسا قادر کوئی نہیں ہے، نہ اس جیسا کوئی طاقتور یا گہرا ہے
اگر کوئی شخص برائیوں کو چھوڑ کر بھلائی اپناتا ہے تو وہ اسے ایک لمحے میں پار لگا دیتا ہے)

۱۴. جو کچھ کیا سو تم کیا میں کچھ کیا ناہیں
کہو کہی جو میں کیا تم ہی تھے مجھ ماہیں
(اے خدا جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے میں نے کچھ نہیں کیا
سچ یہ ہے کہ جو تم نے کہا وہی میں نے کیا، تم ہی تو میرے اندر تھے)

۱۵. جا کو راکھے سائیاں مار سکے نہیں کوئے
بال نہ بانکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے
(جس کی حفاظت خدا کرتا ہے اسے کوئی مار نہیں سکتا
چاہے ساری دنیا اس کی دشمن ہو جائے پر اس کا بال بانکا تک نہ ہوگا)

۱۶. سائیں میرا بانیا سہج کرے بیوپار
بن ڈانڈی بن پالڑا تولے سب سنسار
(میرا مالک ایسا تاجر ہے جو بڑی آسانی سے تجارت کرتا ہے۔
وہ ترازو کی ڈنڈی اور پلڑے کے بغیر ہی ساری دنیا تول لیتا ہے)

۱۷. سائیں تجھ سے باہرا کوڑی ناہیں بکائے
جا کے سر پر دھنی تو لاکھوں مول کرائے
(اے میرے مالک، جو تجھ سے باہر ہے اس کی قیمت ایک کوڑی کی بھی نہیں
اے منعم تو جس پر مہربان ہے اس کی قیمت لاکھوں کی کرا دیتا ہے)

سروگھٹ ویاپکتا (موجودگی برہمہ جا)

۱۸. تیرا سائیں تجھ میں جیوں پہپن میں باس
کستوری کا مرگ جیوں پھر پھر ڈھونڈے گھاس
(تیرا مالک تجھ میں اس طرح سمایا ہے جیسے پھولوں میں خوشبو
تو کیوں کستوری کے ہرن کی طرح گھوم گھوم کر گھاس میں خوشبو تلاش کرتا ہے)

۱۹۔ جا کارن جگ ڈھونڈھیا سوتو گھٹ ہی مانہہ
پردہ دیا بھرم کا تاتیں سوجھے ناہہ
(جس مالک کی ساری دنیا میں تلاش کی وہ تو جسم کے اندر ہے
اس نے بے یقینی کا پردہ ڈال دیا ہے اسی لیے دکھائی نہیں دیتا)

۲۰۔ سمجھے تو گھر میں رہے پرسا پلک لگائے
تیرا صاحب تجھ میں انت کہوں مت جائے
(اگر تجھ میں سمجھ ہو تو جو کچھ اللہ نے دیا ہے اسے آنکھوں سے لگا اور گھر میں رہ۔
تیرا مالک تیرے اندر ہے' تو اس کے لیے کہیں اور نہ جا)۔

۲۱۔ جیتا گھٹ تیتا متا بہُت بانی بہُت بھیکھ
سب گھٹ بیا پک ہوے رہا سوئی آپ الیکھ
(جتنے جسم یعنی افراد ہیں اتنے خیالات ہیں۔ لوگوں کی طرح طرح کی بولیاں اور حلیے ہیں
جو ان سارے اجسام میں موجود ہے وہ وہی ایک ہے جو ناقابل بیان ہے)

۲۲۔ بھولا بھولا کیا پھرے سر پر بندھ گئی بیل
تیرا سائیں تجھ میں جیوں تل ماہیں تیل
(تو کیوں بھٹکتا پھرتا ہے۔ اسی چکر میں تیرے سر پر دنیاداری سوار ہوگئی ہے۔
تیرا مالک تو تیرے اندر ہی ہے جیسے تل کے اندر تیل ہوتا ہے)

۲۳۔ جیوں تل ماہیں تیل ہے جیو چقمق میں آگ
تیرا سائیں تجھ میں جاگ سکے تو جاگ
(جس طرح تل کے اندر تیل اور چقماق کے اندر آگ رہتی ہے
اسی طرح تیرا مالک تجھ میں ہے۔ اگر تو جاگ سکے تو جاگ یعنی یہ سمجھ لے)

۲۴۔ جیوں نینن میں پوتری یوں خالق گھٹ ماہہ
مورکھ لوگ نہ جانہی باہر ڈھونڈن جاہہ
(جس طرح آنکھوں میں پتلی رہتی ہے اسی طرح خالق ہر جسم میں ہے
احمق لوگ یہ بات نہیں جانتے اور اسے تلاش کرنے باہر جاتے ہیں)

۲۵۔ پاوک روپی سائیاں سب گھٹ رہا سمائے
چت چقمق لاگے نہیں تاتے بجھ بجھ جائے
(مالک تو آگ کی طرح ہے جو ہر شخص کے جسم میں موجود ہے۔
دل کا چقماق چوں کہ رگڑا نہیں جاتا اس لیے یہ آگ بار بار بجھ جاتی ہے)

شبد (آہنگِ روحانی)

۲۶۔ کبرا شبد شریر میں بن گن باجے تانت
باہر بھیتر رم رہا تاتیں چھوٹی بھرانت
(اے کبیر میرے جسم کے اندر جیسے ایک تانت خود بخود بج رہی ہے اور آہنگ ہو رہا ہے۔
وہ آہنگ اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ یہ احساس ہونے پر میری الجھن دور ہوگئی)

۲۷۔ سبد سبد بہُ انترا سار سبد چت دیجے
جا سبد سے صاحب ملے سوئی سبد گہہ لیجے
(الفاظ ہر طرح کے ہوتے ہیں دھیان اسی لفظ پر لگانا چاہیئے جو اصل ہے
جس لفظ سے مالک ملتا ہے اسی لفظ کو یا آہنگ کو پکڑنا چاہیئے)۔

۲۸۔ ایک سبد سکھ راس ہے ایک سبد دکھ راس
ایک سبد بندھن کٹے ایک سبد گل پھانس
(ایک ایسا لفظ ہو سکتا ہے جس سے راحت کا خزانہ ہو دوسرے لفظ سے دکھ ملتے ہیں
ایک لفظ سے ساری بندشیں ٹوٹتی ہیں دوسرے لفظ سے گردن میں پھانسی لگتی ہے)

۲۹۔ سبد سبد سب کوئی کہے سبد کے ہاتھ نہ پاؤں
ایک سبد اوشدھ کرے ایک سبد کر گھاؤ
(ہر شخص الفاظ کا استعمال کرتا ہے۔ لفظوں کے نہ ہاتھ ہوتے ہیں نہ پاؤں
تاہم ایک لفظ مرض میں دوا کا کام کرتا ہے اور ایک لفظ زخم پیدا کرتا ہے)

۳۰۔ سبد برابر دھن نہیں جو کوئی جانے بول
ہیرا تو داموں ملے سبد ہیں مول نہ تول
(الفاظ جیسی کوئی دولت نہیں بشرطیکہ ٹھیک بولنا آتا ہو
ہیرا تو قیمت دے کر مل جاتا ہے لیکن لفظوں کا نہ کوئی مول ہے نہ تول)

۳۱۔ متا ہمارا منتر ہے ہمسا ہوئے سو لیے
سبد ہمارا کلپ ترو جو چاہے سو دیے
(ہمارا مت یعنی اعتقاد ہی ہمارا منتر ہے' یہ اسی کو ملتا ہے جو ہم سا ہوتا ہے
ہمارا شبد کلپ کا درخت ہے' اس سے جو بھی خواہش کرو وہ پوری کرے گا)

۳۲۔ سیتل سبد اُچاریئے اہم آنیے ناںہہ
تیرا پریتم تجھ میں ستروبھی تجھ ماںہہ
(تم ٹھنڈے یعنی آرام دینے والے الفاظ بولو اور غرور نہ کرو
تمھارا محبوب تمھارے اندر ہے اور تمھارا دشمن بھی تمھارے اندر ہے)

۳۳۔ وہ موتی مت جانیے پُھیے پوت کے ساتھ
یہ تو موتی سبد کا بیدھ رہا سب گات
(اسے موتی نہ سمجھو جو کانچ کے ٹکڑے کے ساتھ دھاگے میں بندھ جاتا ہے
یہ جو شبد کا موتی ہے تو سارے جسم ہی کو بیندھ رہا ہے)۔

۳۴۔ جنتر منتر سب جھوٹھ ہے مت بھرموسب کوئے
سار سبد جانے بنا کاگا ہنس نہ ہوئے
(سارے جنتر منتر جھوٹے ہیں۔ کسی کو ان کے بہلاوے میں نہیں آنا چاہیے۔
اصلی شبد کے جانے بغیر کوا ہنس نہیں ہو سکتا یعنی انسان مدارج عالیہ روحانی پر نہیں پہنچ)

نام

۳۵۔ آدِ نام پارس اہے من ہے میلا لوہ
پرست ہے کنچن بھیا چھوٹا بندھن موہ
(ازلی یعنی اللہ کا نام پارس پتھر ہے اور دل زنگ زدہ لوہا۔
اس پارس کے چھوتے ہی وہ سونا بن گیا اور ساری بندھن دنیوی تعلقات کے چھوٹ گئے)

۳۶۔ آدِ نام نج سار ہے بوجھ لیہو سو ہنس
جن جانیو نج نام کو امر بھیو سو بنس
(ازلی نام اصل جوہر ہے' جس نے اسے سمجھ لیا وہ عارف کامل ہے۔
جس شخص نے اس اصل نام کو سمجھا وہ اور اس کا خاندان لافانی ہوگیا)

۳۷۔ آدِ نام نج مول ہے اور منتر سب ڈار
کہے کبیر نج نام بن بوڑ موا سنسار
(ازلی نام جڑ کی طرح ہے اور دوسرے سارے منتر اس درخت کی شاخیں
کبیر کہتا ہے کہ اصلی نام کے بغیر ساری دنیا ڈوب کر مری جا رہی ہے)

۳۸۔ نام رتن دھن پائے کے گانٹھی باندھ نہ کھول
ناہیں پٹن نہیں پارکھو نہیں گاہک نہیں مول
(اگر تم نام کے جواہر کو پا لو تو اسے گانٹھ میں باندھ لو' کھول کے کسی کو نہ دکھاؤ
اس جواہر میں نہ آب ہے' نہ اس کا پارکھی ہے' نہ گاہک ہے نہ اس کی کوئی قیمت ہے)

۳۹۔ سبھی رسائن ہم کری نہیں نام سم کوئے
رنچک گھٹ میں سنچرے سب تن کنچن ہوئے

(ہم نے ہر طرح کی کیمیا آزمائی ہے لیکن ازلی نام جیسی کوئی نہیں ہے۔
یہ ذرا سی بھی بدن میں جائے تو سارا جسم سونے کا ہو جائے)

۴۰۔ جبھین نام ہردے دھرا بھیا پاپ کا ناس
مانو چنگی آگ کی پری پرانی گھاس

(جب بھی کسی نے اس کا نام دل میں رکھا اسی وقت اس کے گناہ ختم ہوگئے
جیسے آگ کی چنگاری پرانی یعنی خشک گھاس میں پڑگئی ہو)

۴۱۔ گیان دیپ پرکاس کر بھیتر بھون جرائے
تہاں سمرت نام کو سہج سمادھ لگائے

(معرفت کا چراغ جلاکر اندر کا محل یعنی دل جلا دینا یعنی پاک کرنا چاہیئے
وہاں سچے نام کا سمرن کرکے معمولی طور پر استغراقِ الٰہی کی مشق کرنی چاہیئے)

۴۲۔ سپنیہوں میں برّائے کے دھوکے ہو نکرے نام
واکے پگ کی پینتری میرے تن کو چام

(جس شخص کے منہ سے خواب میں بھی بڑبڑاتے ہوئے دھوکے سے نام سنائی دے
اس کے پاؤں کے جوتے میرے جسم کی کھال کے بنائے جائیں)

۴۳۔ جیسو مایا من رمیو تیسو نام رمائے
تارا منڈل بیدھ کے تب امراپور جائے

(جس طرح دل میں مایا یعنی تعلقات دنیوی گھر کیے ہیں ویسے ہی اگر نام گھر کر جائے
تو انسان ستاروں کی دنیا کو پار کر کے دائمی قیام کی دنیا میں چلا جائے)

۴۴۔ پاوک روپی نام ہے سب گھٹ رہا سمائے
چت چقمق لاگے نہیں دھواں ہوئے ہوئے جائے

(اس کا نام ایسی آگ ہے جو ہر جسم کے اندر موجود ہے
دل کا چقماق چوں کہ رگڑا نہیں جاتا اس لیے صرف دھواں اٹھ اٹھ کر رہ جاتا ہے)

۴۵۔ نام بنا بے کام ہیں چھپّن کوٹ بلاس
کا اندراسن بیٹھبو کا بیکنٹھ نواس

(نام کے بغیر چھپّن کروڑ قسم کی عیش و عشرت بے کار ہیں
چاہے وہ دیوتاؤں کے راجا اندر کے تخت پر بیٹھنا ہو یا جنت میں رہنا ہو)

۴۶۔ لوٹ سکے تو لوٹ لے ست نام کی لوٹ
پاچھے پھر پچھتائیگا پران جاہنہ جب چھوٹ

(اگر تجھ سے لوٹی جا سکے تو سچے نام کی جو لوٹ ہو رہی ہے وہ لوٹ لے۔
ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے جب جان جسم سے نکلنے لگے گی)

۴۷۔ شونیہ مرے اجپا مرے انہد بھی مرجائے
رام سینہی نا مرے کہہ کبیر سمجھائے

(شونیہ واد، اجپ جاپ اور انہد ناد کو سننے والے یوگی سبھی مرجاتے ہیں
لیکن رام کے عاشق کو موت نہیں ہے کبیر یہ بات سمجھا کر کہہ رہا ہے)

پرچے (تعارف)

۴۸۔ لالی میرے لال کی جت دیکھوں تت لال
لالی دیکھن میں گئی میں بھی ہوگئی لال

(میرے محبوب کی گل روئی نے ہر سمت سرخی بکھیر دی ہے
میں جب اس لالی کو دیکھنے چلی تو میں بھی لال ہوگئی، یعنی اللہ کا عاشق اس میں سما جاتا ہے)

۴۹. جن پاؤں بھوئیں بہُت پھرے گھومے دیس بدیس
پیا ملن جب ہوئیا آنگن بھیا بدیس
(ان پیروں سے میں زمین پر بہت گھوما اور ملک ملک کو دیکھا۔
جب میرا محبوب مجھ سے مل گیا تو پردیس ہی میرے گھر کا صحن ہوگیا)

۵۰. الٹ سامنا آپ میں پرگٹی جوت اننت
صاحب سیوک ایک سنگ کھیلیں سدا بسنت
(جب میں نے باہر سے نظر ہٹی اور اندر ڈالی تو لافانی نور ظاہر ہوا۔
پھر یہ حال ہوگیا کہ آقا اور غلام یعنی معبود اور عابد ہمیشہ کے لیے ہولی کھیلنے لگے)

۵۱ جوگی ہوا جھلک لگی مٹ گیا اینچا تان
اُلٹ سمانا آپ میں ہوا برہم سمان
(جب میں نے یوگ شروع کیا تو مجھے نور بصر ملا اور میرا دوئی کا احول پن مٹ گیا
میں باہر سے پلٹ کر خود میں سما گیا اور برہم یعنی ذات مطلق جیسا ہوگیا)

۵۲. نون گلا پانی ملا بہُر نہ بھر ہے گون
سرت سبد میلا بھیا کال رہا گہہ مون
(جب نمک پانی میں گھل گیا یعنی بندہ فنا فی اللہ ہوگیا تو نمک کی گٹھری پھر نہیں بھرتی یعنی جسم نہیں ہوتا
جب آہنگ ازلی سے ملنا ہوجاتا ہے تو موت یا وقت میں ٹھہراؤ آجاتا ہے)

۵۳. کہنا تھا سو کہہ دیا اب کچھ کہا نہ جائے
ایک گیا سو جا رہا دریا لہر سمائے
(جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ میں نے کہہ دیا۔ اب مجھ سے کچھ کہا نہیں جاتا۔
جو لفظ نکل گیا وہ نکل کر گم ہوگیا جیسے دریا کے اندر موج سما جاتی ہے)

۵۴. اُن مُن سوں من لاگیا گگنہہ پہنچا جائے
چاند بہونا چاندنی الکھ نرنجن رائے
(میرا دل اس سے لگا ہے جو خواہش سے پرے ہے اور اس سے میں آسمان میں پہنچ گیا
اس جگہ چاند کے بغیر چاندنی رہتی ہے اور وہاں میرے آقا نادیدہ اور ناملوث موجود ہیں)

۵۵. میری مٹی مکتا بھیا پایا اگم نواس
اب میرے دوجا نہیں ایک تمھاری آس
(جب خودی مٹ گئی تو میں آزاد ہوگیا اور مجھے لاانتہا مقام مل گیا۔
اب کوئی دوسرا میرا نہیں ہے، مجھے صرف تمھارا سہارا ہے)

۵۶. سُرتِ سمانی نرتِ میں اجپا ماہیں جاپ
لیکھ سمانا الکھ میں آپا ماہیں آپ
(محبت میں معرفت سما گئی اور لاذکری میں ذکر محو ہوگیا
حسن نادیدہ میں دیدار سما گیا اور میرے خود کے اندر لامحدود اللہ سما گیا)
(یہ دوہا یوگ پر بھکتی یعنی محبت و عقیدت کی برتری ظاہر کرتا ہے۔ مترجم)

۵۷. پار برہم کے تیج کا کیسا ہے ان مان
کہیے کی سوبھا نہیں دیکھے ہی پرمان
(اُس پار برہم یعنی حقیقت مطلق کی تجلی کا قیاس کس طرح ممکن ہے
یہ حسن کہنے کی چیز نہیں ہے۔ اس کا یقین اسے دیکھ کر ہی ہوسکتا ہے۔)

۵۸. پنجر پریم پرکاسیا انتر بھیا اجاس
سکھ کر سوتی محل میں بانی پھوٹی باس
(جسم کو جب محبت میں روشن کیا اور دل میں جب اجالا ہوا
تو محل میں آرام سے سوتی ہوئی آواز یعنی جوگیوں کا انہدناد جاگ اٹھا)

۵۹۔ آیا تھا سنسار میں دیکھن کو بہہ روپ
کہے کبیرا سنت ہو پڑ گیا نظر انوپ
(میں اس دنیا میں طرح طرح کی چیزیں دیکھنے آیا تھا
کبیر کہتے ہیں کہ جب میں فقیر ہو گیا تو مجھے لاثانی حقیقت دکھائی دی)

۶۰۔ پایا تھا سو گہہ رہا رسنا لاگی سواد
رتن نرالا پائیا جگت ٹٹولا بعد
(میں نے جو پایا اسے مضبوطی سے پکڑ لیا اور میری زبان کو اسی کا ذائقہ لگ گیا
میں نے پہلے لاثانی جواہر پایا، اس کے بعد ہی دنیا کو ٹٹول کر دیکھا)

۶۱۔ کبیرا دیکھا ایک انگ مہما کہی نہ جائے
تیج پنج پرسا دھنی نینن رہا سمائے
(اے کبیر میں نے ایک یکتا چیز دیکھی جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی
میرے سامنے میرے غنی نے بقعۂ نور رکھ دیا اور وہی میری آنکھوں میں سما گیا ہے)

۶۲ گگن گرج برسے امی بادل گہر گمبھیر
چہوں دس دمکے دامنی بھیجیں داس کبیر
(آسمان سے گہرا بادل گرج گرج کرامت برسا رہا ہے یعنی روحانی فیض مل رہا ہے
چاروں طرف بجلی یعنی تجلی چمک رہی ہے اور اس بارش میں کبیر داس بھیگ رہے ہیں)

۶۳۔ دیپک جو یا گیان کا دیکھا اپرم دیو
چار وید کو گم نہیں جہاں کبیرا سیو
(میں نے معرفت کا چراغ جلایا اور لاثانی معبود کا دیدار کیا
جہاں کبیر پہنچے ہیں وہاں چاروں وید بھی نہیں پہنچ سکتے)

۶۴۔ اب گورو دل میں دیکھیا گاون کو کچھ نا نہہ
کبرا جب ہم گاوتے تب جانا گورو نا نہہ
(اب ہم نے اپنے گورو کو اپنے دل میں دیکھا ہے اور گانے یعنی اس کی تعریف کرنے کی طاقت نہیں ہی
اے کبیر جب ہم گاتے تھے اس وقت ہم نے گورو کو جانا ہی نہیں تھا)

۶۵۔ مان سروور سگم جب ہنسی کیل کراہِ
مکتاہل موتی چگے اب اڑ انت نہ جاہِ
(مان سرووریعنی عالم معرفت تبھی آسانی سے ملتا ہے جب ہنسی یعنی مرشد محبت کرتی ہے۔
اب ہنس موتی چگ رہا ہے اور اڑ کر کسی اور جگہ نہیں جا سکتا)

۶۶ سن منڈل میں گھر کیا باجے شبد رسال
روم روم دیپک بھیا پرگٹے دین دیال
(ہم نے شونیہ منڈل یعنی عالم لاموجودگی میں گھر بنایا ہے اور کان میں میٹھی آواز آرہی ہے
ہمارا رواں رواں چراغ بنا ہے اسی وقت خدائے پاک کا ظہور ہوا ہے)

۶۷۔ سرت اڑانی گگن کو چرن بلمبی جائے
سکھ پایا صاحب ملا آنند ارنہ سمائے
(ہمارا روحانی تجسس آسمان میں پرواز کر گیا اور اس کے قدموں پر جا پڑا۔
ہم نے بے انتہا راحت پائی، ہمارا مالک مل گیا، خوشی ہمارے سینے میں نہیں سما رہی ہے)

۶۸۔ پانی ہی تے ہم بھیا ہم ہی گیا بلائے
کبرا جو تھا سوئی بھیا اب کچھ کہا نہ جائے
(پانی ہی سے برف بنی تھی یعنی عنصر اعظم ہی سے جسم انسانی بنا تھا اور اب برف غائب ہو گئی
اے کبیر جو کچھ پہلے تھی اسی حالت میں پہنچ گیا، اب کچھ اور کہا نہیں جاتا)

۶۹۔ ست سرودر مین من نیر تیر سب دیو
سُدھا سندھو سب ملسہی برلا جانے بھیو
(شونیہ منڈل یعنی عالم لاموجودگی تالاب ہے' دل مچھلی ہے' تالاب کے کنارے ہی پر دیوتا ہیں
سبھی لوگ اس امرت کے سمندر میں عیش کر رہے ہیں لیکن شاذونادر ہی کوئی اس کا بھید سمجھتا ہے)

۷۰۔ میں لاگا اُس ایک سے ایک بھیا سب مانہہ
سب میرا میں سبن کا تہاں دوسرا نانہہ
(میں نے اس ایک سے تعلق کیا اور وہ ایک ہی سبھوں میں آ گیا۔
اب سبھی میرے ہیں اور میں سبھوں کا ہوں' کوئی غیر نہیں رہا۔)

۷۱۔ گن اندری سہجے گئے ست گورو کری سہائے
گھٹ میں نام پرگٹ بھیا بک بک مرے بلائے
(میرے مرشد کامل نے مدد کی اور میں جسم کی اور حواس خمسہ کی بندش سے آزاد ہو گیا
میرے جسم ہی میں ازلی نام کا ظہور ہو گیا۔ اب میری بلا بک بک کر کے مرے یعنی میں خاموش رہوں گا)

۷۲۔ کبیرا بھرم نہ بھاجیا بہہ بدھ دھریا بھیکھ
سائیں کے پرچے بنا انتر رہیو ریکھ
(اے کبیر چاہے طرح طرح کے بھیس بناؤ دل کا تذبذب دور نہ ہوگا
جب تک مالک سے تعارف نہ ہوگا دل میں لکیر پڑی ہی رہے گی)

انوبھو (تجربہ)

۷۳۔ آتم انوبھو گیان کی جو کوئی پوچھے بات
سو گونگا گڑ کھائے کے کہے کون مکھ سواد
(روحانی تجربے اور معرفت کی اگر کوئی بات پوچھے
تو یہ بتاؤ کہ گونگا آدمی گڑ کھا کر کس منہ سے اس کا ذائقہ بتائے)

۷۴۔ جیوں گونگا کے سَین کو گونگا ہی پہچان
تیوں گیانی کے سکھ کو گیانی ہوئے سو جان
(جس طرح گونگا ہی دوسرے گونگے کے اشارے سمجھ سکتا ہے
اسی طرح ایک گیانی ہی دوسرے گیانی کی لذت کا اندازہ کر سکتا ہے)

۷۵۔ کاگد لکھے سو کاگدی کی بیوہاری جیو
آتم درشٹ کہاں لکھے جت دیکھو تت پیو
(جو شخص کاغذ پر لکھتا ہے وہ کاغذ ہی کا استعمال کرنے والا ہے یا بیوپاری ہے
روحانی نظر کہاں کہاں اپنی بات لکھے' وہ تو جہاں جاتی ہے وہاں محبوب کو پاتی ہے)

۷۶۔ لکھا لکھی کی ہے نہیں دیکھا دیکھی بات
دُلہا دُلہن مل گئے پھیکی پڑی برات
(یہ لکھنے لکھانے کی نہیں دیکھنے دکھانے کی بات ہے
دولہا دلہن جب مل گئے تو برات پھیکی پڑ گئی)

۷۷۔ بھرو ہوئے سو ریتئی ریتو ہوئے بھرائے
ریتو بھرو نہ پایئے انوبھو سوئی کہائے
(جو چیز بھری ہو وہ خالی ہو سکتی ہے اور جو خالی ہو وہ بھری جا سکتی ہے
لیکن روحانی تجربہ ایسی چیز ہے جس میں نہ خالی پن معلوم ہوتا ہے نہ بھرا پن)

سار گرہتا (حصولِ اصلیت)

۷۸۔ سادھو ایسا چاہیئے جیسا سوپ سبھائے
سار سار کو گہہ رہے تھوتھا دیے اڑائے
(سادھو کو اپنی فطرت میں سوپ کی طرح ہونا چاہیئے
اسے چاہیئے کہ وہ اصل جنس کو اپنے پاس رکھے اور بیکار چھلکے وغیرہ اڑا دے۔)

۷۹. اوگُن کو تو ناگہے گُن ہی کو لے بین
گھٹ گھٹ مہکے مدھپ جیو پرماتم لے چین
(عقلمند لوگ بری باتوں کو چھوڑ کر اوصاف حمیدہ اپناتے ہیں
جیسے کبھی خوشبو دینے والے پھولوں سے بھونرا کام کے پھولوں کو پہچان لیتا ہے۔)

۸۰. ہنسا پیٔے کو کاڑھ لے نیر چھیر نروار
ایسے گہیں جو سار کو سو جن اتریں پار
(ہنس پانی ملے دودھ میں سے دودھ اور پانی الگ کر دیتا ہے
اسی طرح سے جو لوگ اصلیت کو تلاش کر لیتے ہیں وہی پار لگ سکتے ہیں)

۸۱. چھیر روپ ست نام ہے نیر روپ بیوہار
ہنس روپ کوئی سادھ ہے تت کا چھاننہار
(اسم الٰہی دودھ کی طرح ہے اور دنیوی مشاغل پانی جیسے
جو اس پانی سے چھان کر دودھ کو الگ کر لیتا ہے وہی سادھو ہوتا ہے)

سم درشتا (یک نظری)

۸۲. سم درشٹی ست گورو کیا دیا اوِچل گیان
جنہہ دیکھوں تنہہ آپ ہی دوجا ناہیں آن
(میں نے ایسا مرشد کیا جو سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے' اس نے مجھے مستقل علم دیا
اب میں جہاں دیکھتا ہوں ایک ہی جلوہ دکھائی دیتا ہے' دوسرا کوئی نظر نہیں آتا)

۸۳ سم درشٹی ست گورو کیا مٹیا جگت وِکار
جنہہ دیکھو تنہہ ایک ہی صاحب کا دیدار
**(میں نے سب کو ایک نظر سے دیکھنے والا مرشد کیا' اس نے دنیوی آلائشوں سے پاک کر دیا
اب میں جہاں بھی دیکھتا ہوں اپنے مالک کا جلوہ ہی دیکھتا ہوں)**

۸۴. سم درشٹی تب جانیے سیتل سمتا ہوئے
سب جیون کی آتما لکھے ایک سی ہوئے
(اسی کو ایک نگاہ سے دیکھنے والا کہنا چاہیے' جس کی یک نظری آرام دینے والی ہو
اور وہ سبھی جانداروں کی ارواح کو ایک ہی نظر سے دیکھے)

بھکتی

۸۵. جب لگ ناتا جگت کا تب لگ بھکتی نہ ہوئے
ناتا توڑے ہر بھجے بھگت کہاوے سوئے
(جب تک تعلق دنیوی موجود ہے بھکتی نہیں ہو سکتی۔
جو دنیا سے قطع تعلق کر کے خدا کی یاد کرتا ہے اسی کو بھگت کہنا چاہیے)

۸۶. بھکتی بھیش بہہ انترا جیسے دھرتی اکاس
بھگت لین گورو چرن میں بھیش جگت کی آس
(اصل بھگت اور بناوٹی بھگت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔
بھگت گورو کی خدمت میں محو رہتا ہے اور بنے ہوئے بھگت کو دنیوی امید ہوتی ہے)

۸۷. دیکھا دیکھی بھکتی کا کبہوں نہ چڑھسی رنگ
بپت پڑے یوں چھاڑسی جیوں کینچلی بھجنگ
(دوسروں کی دیکھا دیکھی بھکتی کا رنگ کسی پر نہیں چڑھ سکتا
ایسا آدمی مصیبت پڑنے پر بھکتی کو ایسے ہی چھوڑ دیتا ہے جیسے سانپ کینچلی اتار دیتا ہے)

۸۸. گیات سمپورن نا بھدا ہردا نہیں جُڑائے
دیکھا دیکھی بھکتی کا رنگ نہیں ٹھیرائے
(پورا علم حاصل نہیں ہوتا اور قلب کو اطمینان بھی نہیں ہوتا
دیکھا دیکھی کی گئی بھکتی کا رنگ ٹھہرتا نہیں ہے)

۸۹۔ کھیت بگارو کھرتوا سبھا بگاری کور
بھکتی بگاری لالچی ،جیوں کیسر میں دھور

(بیکار گھاس پھوس کھر پتوار سے کھیت بگڑتا ہے ' نا مہذب آدمی سے محفل بگڑتی ہے ۔
لالچی آدمی کی وجہ سے بھکتی بگڑتی ہے جیسے زعفران میں مٹی مل گئی ہو)

۹۰۔ کامی کرودھی لالچی ان تیں بھکتی نہ ہوئے
بھکتی کرے کوئی سورما جات برن کل کھوئے

(شہوت پسند ' غصہ ور یا لالچی لوگوں سے بھکتی نہیں ہو سکتی
بھکتی کرنا تو ایسے بہادر کا کام ہے جو اپنی ذات ' ورن یعنی برہمن چھتری وغیرہ اور خاندان کو چھوڑ دے)

۹۱۔ جل جیوں پیارا ماچھری لوبھی پیارا دام
ماتا پیارا بالکا بھکت پیارا نام

(جس طرح مچھلی کو پانی پیارا ہے اور لالچی آدمی کو دولت ۔
اور جس طرح ماں کو بیٹا پیارا ہے ایسے ہی بھکت کو نام پیارا ہوتا ہے)

۹۲۔ جب لگ بھکتی سکام ہے تب لگ نسپھل سیو
کہے کبیر وہ کیوں ملے نہ کامی نج دیو

(جب تک عبودیت با غرض ہے تب تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہو گا
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے میں وہ معبود، جو خود بے غرض کیسے مل سکتا ہے)

۹۳۔ بھکتی گیند چوگان کی بھاوے سوئی لے جائے
کہے کبیر کچھو بھید نہیں کہا رنک کہ رائے

(بھکتی تو چوگان کی گیند کی طرح ہے' اسے جو بھی چاہے لے جا سکتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اس معاملے میں بادشاہ اور فقیر میں کچھ فرق نہیں ہوتا)

۹۴۔ لولاگی تب جانیے چھوٹ کبھوں نہیں جائے
جیوت لولاگی رہے موئے تہنہہ سمائے

(بھکتی میں لولگنا اسی کو کہتے ہیں جب وہ کبھی چھوٹے نہیں ۔
جب ساری زندگی لو لگی رہے اور مرنے پر بھی اللہ ہی میں سما جائے)

۹۵۔ لگی لگن چھوٹے نہیں جیبھ چونچ جر جائے
میٹھا کہا انگار میں جاہ چکور چبائے

(چاہے اس کی زبان اور چونچ جل جائے لیکن اس کی لگن نہیں چھوٹتی
لگن ہی تو ہے ورنہ انگارے میں کون سی حلاوت ہے جسے چکور کھاتا ہے)

۹۶۔ سووں تو سپنے ملے جاگوں تو من مانہہ
لوچن راتا سدھ ہری بچھرت کبھوں نانہہ

(جب سوتا ہوں تو وہ محبوب خواب میں آتا ہے اور جاگتے وقت دل میں رہتا ہے
میں اس کے حسن میں شرابور ہوں' اس نے میری سدھ بدھ ختم کر دی ہے وہ کبھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوتا)

۹۷۔ توں توں کرتا توں بھیا تجھ میں رہا سمائے
تجھ ماہیں من مل رہا اب کہوں انت نہ جائے

(میں برابر تیرا نام لیتا ہوا "تو" ہی بن گیا اور تجھ میں محو ہو گیا
میرا دل تجھ سے مل گیا ہے' اب وہ کہیں اور نہیں جا سکتا)

۹۸۔ ارب کھرب لوں درب ہے اُدے است لوں راج
بھکتی مہاتم نا تُلے یہ سب کونے کاج

(چاہے اربوں کھربوں کی دولت ہو چاہے مشرق سے مغرب تک کی سلطنت
بھکتی کی عظمت ان سے نہیں ناپی جا سکتی' یہ سب بے کار ثابت ہوتے ہیں)

۹۹. اندھ بھیا سب ڈوبئی یہ نہیں کرے بچار
ہری بھگتی جانے بنا بوڑ مرا سنسار
(دنیا والے اندھے ہوکر بھٹک رہے ہیں اور کچھ سمجھ نہیں پاتے۔
بھگوان کی بھگتی کے بغیر ساری دنیا ڈوب کر مری جا رہی ہے)

۱۰۰. اور کرم سب کرم ہیں بھگتی کرم نش کرم
کہے کبیر پکار کے بھگتی کرو تج دھرم
(دوسرے کام کام ہیں عبودیت بے کام یعنی بے غرض چیز ہے
کبیر پکار پکار کر کہتا ہے کہ مذہب کو چھوڑو اور عبودیت حاصل کرو)

پریم

۱۰۱ یہ تو گھر ہے پریم کا خالہ کا گھر نا نہہ
سیس اتارے بھوئیں دھرے تب پیٹھے گھر مانہہ
(یہ محبت کا گھر ہے کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے
جو کوئی اس میں آنا چاہے پہلے اپنا سر کاٹ کر زمین پر رکھے پھر آئے)

۱۰۲ سیس اتارے بھوئیں دھرے تا پر راکھے پاؤ
داس کبیرا یوں کہے ایسا ہوئے تو آو
(محبت کرنے والا اپنا سر کاٹ کر زمین پر رکھے اور اس پر اپنا پیر رکھے
کبیر داس کہتے ہیں جو ایسا کر سکے وہی یہاں آئے)

۱۰۳ پریم نہ باڑی اوپجے پریم نہ ہاٹ بکائے
راجا پرجا جیہہ رچے سیس دیئے لے جائے
(محبت نہ تو باغ میں اگتی ہے نہ بازار میں بکتی ہے
راجا پرجا جسے بھی اس کی ضرورت ہے اپنا سر دے کر لے جائیں)

۱۰۴. پریم پیالہ جو پیے سیس دچھنا دیے
لوبھی سیس نہ دے سکے نام پریم کا لیئے
(محبت کا پیالہ جو پیتا ہے اسے نذرانے میں اپنا سر دینا ہوتا ہے
لالچی آدمی سر تو دے نہیں سکتا، محبت کا صرف نام لیا کرتا ہے)

۱۰۵. چھنہہ بڑھے چھن اوترے سو تو پریم نہ ہوئے
اگھٹ پریم پنجر بسے پریم کہاوے سوئے
(جو ایک لمحے میں چڑھے اور دوسرے میں اتر جائے وہ محبت نہیں ہوتی
جب ایسی محبت انسان میں پیدا ہو جو کم ہونے والی نہ ہو وہی محبت کہلاتی ہے)

۱۰۶ جب میں تھا تب گورو نہیں اب گورو ہیں ہم نانہہ
پریم گلی اتِ سانکری تا میں دو نہ سمانہہ
(جب میں تھا یعنی جب مجھے احساسِ خودی تھا تب مرشد نہیں تھے اب مرشد ہی ہیں میں نہیں ہوں
محبت کا کوچہ بہت تنگ ہوتا ہے، اس میں دو کی گنجایش نہیں ہے)

۱۰۷. جا گھٹ پریم نہ سنچرے سو گھٹ جان مسان
جیسے کھال لوہار کی سانس لیت بن پران
(جس جسم میں محبت نہیں اسے مردہ سمجھنا چاہیئے
وہ لوہار کی دھونکنی جیسا ہے جو جان نہ ہونے پر بھی سانس لیتی ہے۔)

۱۰۸. اُٹھا بگولا پریم کا تنکا اُڑا اکاس
تنکا تنکا سے ملا تنکا تن کے پاس
(جب محبت کا بگولا اُٹھا تو تنکا یعنی بے حقیقت انسان آسمان میں اُڑ گیا
اب تنکا تنکے سے مل گیا یعنی عاشق محبوب سے مل گیا اور جس کا تھا اسی کا ہوگیا)

۱۰۹۔ سو جوجن ساجن بسے مانو ہردے منجھار
کپٹ سینہو آنگنیں جانو سمندر پار

(محبوب سیکڑوں کوس پر بسے تو دل میں رہتا ہے۔
لیکن جھوٹا جیب گھر کے صحن میں ہو تو بھی اتنی دور ہے جیسے سمندر پار رہتا ہو۔)

۱۱۰۔ یہ تت وہ تت ایک ہے ایک پران دو گات
اپنے جیہ سے جانیے میرے جیہ کی بات

(یہ اصلیت اور وہ اصلیت یعنی عاشق اور معشوق ایک ہیں جیسے دو جسموں میں ایک جان ہو
اے محبوب تمھیں اپنے دل ہی سے میرے دل کی بات معلوم ہو جائے گی)

۱۱۱۔ ہم تمھرو سمرن کریں تم موہے چتوو نا نہہ
سمرن من کی پریت ہے سو من تم ہی ما نہہ

(ہم تمھاری سمرن کرتے ہیں اور تم مجھے دیکھتے بھی نہیں
سمرن تو دل کی محبت ہے اور میرا دل تمھارے ہی پاس ہے)

۱۱۲۔ پریت جو لاگی گھل گئی پیٹھ گئی من مانہہ
روم روم پیو پیو کہے مکھ کی سردھا نا نہہ

(جب مجھے محبت ہوئی تو وہ گھل کر دل میں سما گئی
اب جسم کا رواں رواں محبوب کو پکار رہا ہے، محض زبانی عقیدت کی بات نہیں)

۱۱۳۔ جو جاگت سو سپن میں جیوں گھٹ بھیتر سانس
جو جن جا کو بھاوتا سو جن تا کے پاس

(جو میرے سامنے جاگتے میں تصور میں ہے وہی سوتے خواب میں جیسے جسم میں سانس ہر وقت رہتی ہے
جو جس کا محبوب ہوتا ہے وہ اس کے پاس رہتا ہی ہے)

۱۱۴ پیا چاہے پریم رس راکھا چاہے مان
ایک میان میں دو کھڑگ دیکھا سنا نہ کان

(اگر کوئی جام محبت پینا چاہے اور ساتھ ہی اپنا اعزاز بھی قائم رکھے
تو یہ ایک میان میں دو تلواروں کی بات ہوگی جو دیکھی کیا سنی تک نہیں گئیں)

۱۱۵۔ کبرا پیالا پریم کا انتر لیا لگائے
روم روم میں رم رہا اور امل کیا کھائے

(اے کبیر میں نے تو محبت کا پیالا ہی دل سے لگا لیا ہے
اب روئیں روئیں میں وہی سما رہا ہے، میں اور کوئی نشہ کیا کروں)

۱۱۶۔ کبرا ہم گورو رس پیا باقی رہی نہ چھاک
پاکا کلس کمہار کا بہُر نہ چڑھسی چاک

(اے کبیر میں نے گورو کی محبت کا رس پیا ہے، اب کچھ اور پانے کی آرزو نہیں ہے
کمہار کا گھڑا جب آنوے میں پک جاتا ہے تو پھر چاک پر چڑھ کر نہیں گھومتا)

۱۱۷۔ سبے رسائن میں کیا پریم سمان نہ کوئے
رتی اک تن میں سنچرے سب تن کنچن ہوئے

(میں نے ہر طرح کی کیمیا آزمائی لیکن محبت جیسی کوئی نہ نکلی
یہ ایک رتی بھر بھی اندر جاتی ہے تو سارا جسم سونے کا ہو جاتا ہے۔)

(یہ دوہا وہی ہے جو دوہا نمبر ۲۹ ہے۔ مترجم)

۱۱۸۔ راتا ماتا نام کا پییا پریم اگھائے
متوالا دیدار کا مانگے مکتی بلائے

(میں تو اس کے نام میں محو ہوں، میں نے جی بھر محبت کا رس پیا ہے
میں تو اپنے محبوب کے دیدار کا متوالا ہوں، مکتی میری بلا مانگے)

۱۱۹۔ ملنا جگ میں کٹھن ہے مل بچھڑو جن کوئے
بچھڑے سجن تیہہ ملیں جن ماتھے مَن ہوئے
(دنیا میں ملنا مشکل ہے۔ کوئی شخص مل کر نہ علیحدہ ہو
بچھڑا محبوب اسے ملتا ہے جو من سے جدا ہوئے سانپ کی طرح سرپٹک کر جان دے دیتا ہے)

۱۲۰۔ جوئی ملے سو پریت میں اور ملے سب کوئے
من سو منسا نا ملے دیہہ ملے کا ہوئے
(ملنا تو اسی کو کہتے ہیں جو محبت میں ہوتا ہے
جب دل ہی دل سے نہ ملے تو جسم کے ملنے سے کیا ہوتا ہے)

۱۲۱۔ نینن کی کر کوٹھری پتری پلنگ بچھائے
پلکوں کی چق ڈار کے پییہ کو لیا رجھائے
(میں نے اپنی آنکھوں کی کوٹھری بنائی اور ان میں پتلی کا پلنگ بچھایا
پھر پلکوں سے اس میں چق ڈال دی یعنی آنکھیں بند کر لیں اور اس طرح محبوب کو خوش کیا)

۱۲۲ جب لگ مرنے سے ڈرے تب لگ پریمی نا نہہ
بڑی دور ہے پریم گھر سمجھ لیہو من ماںہہ
(جب تک کوئی موت سے ڈرے تب تک وہ عاشق نہیں ہو سکتا
یہ بات دل میں اچھی طرح سمجھ لو کہ محبت کا مقام بڑی دور جانے پر ملتا ہے)

۱۲۳ ہری سے تو جن ہیت کر کر ہرجن سے ہیت
مال ملک ہری دیت ہیں ہرجن ہری ہی دیت
(تو چاہے اللہ سے محبت نہ کر اللہ والوں سے محبت ضرور کر۔
اللہ تو تجھے ملک و دولت ہی دے گا' اللہ والے تو اللہ ہی کو تیرے ہاتھ میں دے دیں گے)

۱۲۴۔ کہا بھیو تن بچھڑے دور بسے رجن باس
نیناں ہی انتر پرا پران تمھارے پاس
(جب محبوب دور رہتا ہے تو جسمانی طور پر علیحدہ ہو جاتا ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے
علیحدگی تو آنکھوں ہی کی ہے' میری جان تو تمھارے پاس ہی ہے)

۱۲۵۔ جل میں بسے کمودنی چندا بسے اکاس
جو ہے جا کو بھاوتا سو تا ہی کے پاس
(کمدنی یعنی رات میں کھلنے والا کمل پانی میں رہتا ہے اور چاند جسے دیکھ کر وہ کھلتا ہے آسمان میں رہتا ہے
اس دوری سے کچھ نہیں ہوتا' جو جس کا محبوب ہے وہ اس کے قریب رہتا ہے)

۱۲۶ پیتم کو پتیاں لکھوں جو کہوں ہوئے بدیس
تن میں من میں نین میں تا کو کہا سندیس
(میں اپنے محبوب کو خط تو تب لکھوں جب وہ دوسری جگہ رہتا ہو
جو جسم کے اندر' دل کے اندر اور آنکھ کے اندر ہو اسے کیا پیغام بھیجا جائے)

۱۲۷۔ اگن آنچ سہنا سگم سگم کھڑگ کی دھار
نیہہ نبھاون ایک رس مہا کٹھن بیوہار
(آگ کی تپن اور تلوار کی دھار برداشت کرنا آسان ہے
لیکن یکسانیت کے ساتھ محبت کرنا بہت مشکل کام ہے)

۱۲۸۔ نیہہ نبھائے ہی بنے سوچے بنے نہ آن
تن دے من دے سیس دے نیہہ نہ دیجے جان
(محبت کو تو نبھانا ہی پڑتا ہے۔ اس میں کسی اور خیال کو دخل ہی نہیں
چاہے جسم دینا پڑے' دل دینا پڑے' سر دینا پڑے لیکن محبت نہیں چھوڑنی چاہیے)

۱۲۹۔ کانچ کتھیر ادھیر نرناہ نہ اپجے پریم
کہے کبیر کسنی بہے کے ہیرا کے ہیم
(غیر معصوم آدمی کانچ اور رانگے کی طرح ہوتا ہے وہ محبت نہیں کر سکتا۔
کبیر کہتا ہے کہ ہیرا اور سونا ہی کسے جانے کو برداشت کر سکتے ہیں)

۱۳۰۔ کست کسوٹی جو ٹکے تا کو شبد سنائے
سوئی ہمرا بنس ہے کہے کبیر سمجھائے
(جو شخص کسوٹی پر پورا اترتا ہے اسی کو اندر کا روحانی آہنگ سنائی دیتا ہے
کبیر سمجھا کر کہتے ہیں کہ ایسا آدمی ہی میرے خاندان کا ہے یعنی میں اسے اپنا سمجھتا ہوں)

سمرن (ذکر)

۱۳۱۔ دکھ میں سمرن سب کریں سکھ میں کرے نہ کوئے
جو سکھ میں سمرن کرے تو دکھ کاہے کو ہوئے
(ہر شخص تکلیف کے وقت اللہ کو یاد کرتا ہے، آرام کے وقت کوئی ایسا نہیں کرتا
اگر کوئی آرام کے وقت اسے یاد کرے تو تکلیف کیوں اٹھائے)

۱۳۲۔ سکھ میں سمرن نا کیا دکھ میں کیا یاد
کہے کبیر تا داس کی کون سنے فریاد
(جس نے آرام کے وقت اللہ کو یاد نہیں صرف تکلیف میں یاد کیا
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے بندے کی فریاد کون سن سکتا ہے)

۱۳۳۔ سمرن کی سدھ یوں کرو جیسے کامی کام
ایک پلک بسرے نہیں نس دن آٹھوں یام
(اللہ کی یاد اس طرح ہونی چاہیئے جیسے عیاش کو خواہش جماع ہوتی ہے
رات دن آٹھوں پہر میں ایک لمحے کے لیے بھی اسے نہیں بھولنا چاہیئے)

۱۳۴۔ سمرن سوں من لائیے جیسے ناد کرنگ
کہے کبیر بسرے نہیں پران تجے تہہ سنگ
(اللہ کے ذکر میں اس طرح محو ہونا چاہیئے جیسے ہرن شکاری کے نغمے میں مست ہوتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ہرن کی طرح اسے ہمیشہ ساتھ رکھنا چاہیئے اور زندگی کا خاتمہ بھی اس کے ساتھ کرنا چاہیئے)

۱۳۵۔ سمرن سُرت لگائے کے مکھ تے کچھو نہ بول
باہر کے پٹ دیئے کے اندر کے پٹ کھول
(اللہ کی یاد میں دھیان لگا کر منہ سے کچھ نہیں بولنا چاہیئے
باہر کا دروازہ بند کر کے اندر کا دروازہ کھول دینا چاہیئے)

۱۳۶۔ مالا پھیرت جگ بھیا پھرا نہ من کا پھیر
کر کا منکا ڈار دے من کا منکا پھیر
(تجھے مالا پھیرتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا لیکن دل کی گرہ ہی دور نہ ہوئی
تو ہاتھ کے منکے کو زمین پر گرا دے اور دل کے منکے کو پھیرتے ہوئے اس کی یاد کر)

۱۳۷۔ کبرا مالا منہہ کی اور سنساری بھیکھ
مالا پھیرے ہر ملیں گلے رہنٹ کے دیکھ
(اے کبیر دل کی مالا پھیرتے ہوئے دنیادار جیسی صورت میں رہنا چاہیئے
اگر مالا پھیرنے سے خدا ملتا تو رہنٹ کو مل گیا ہوتا جس میں بالٹیوں کی مالا پھرتی ہی رہتی ہے)

۱۳۸۔ کبرا مالا کاٹھ کی بہت جتن کا پھیر
مالا سانس اسانس کی جا میں گانٹھ نہ میر
(اے کبیر لکڑی کے منکوں کی مالا میں طرح طرح کی خرابیاں ہوتی ہیں
سانس کے آنے جانے والی مالا میں نہ کوئی گانٹھ ہوتی ہے نہ ملاوٹ)

۱۳۹۔ بیچے ہی دھن ہوت ہے ہر دم گھٹ کے مانہہ
سرت شبد میلا بھیا سکھ کی حاجت نانہہ

(اس جسم کے اندر معمولی طور ہی ہر وقت روحانی آہنگ اٹھتا رہتا ہے۔
جب یہ آہنگ احساس کے ساتھ مل جاتا ہے تو آدمی کو کسی اور آرام کی ضرورت نہیں رہتی)

۱۴۰۔ مالا تو کر میں پھرے جیبھ پھرے مکھ مانہہ
منوا تو چہوں دِس پھرے یہ تو سمرن نانہہ

(ہاتھ میں مالا پھرتی رہے اور زبان منہ میں پھرتی رہے
دل چاروں طرف گھومتا رہے یہ تو اللہ کا یاد کرنا نہیں ہوا)

۱۴۱۔ تن تھر من تھر بچن تھر سرت نرت تھر ہوئے
کہے کبیر اس پلک کو کلپ نہ پاوے کوئے

(جب جسم ٹھہر جائے، دل ٹھہر جائے دھیان لگانا اور دنیا سے دھیان ہٹانا مکمل ہو جائے
کبیر کا کہنا ہے کہ ایسے لمحہ کو طویل سے طویل عرصہ میں بھی کوئی نہیں پاتا)

۱۴۲۔ جاپ مرے اجپا مرے انہد ہُو مر جائے
سُرت سمائی شبد میں تاہِ کال نہہ کھائے

(ذکر خدا ختم ہو جاتا ہے، بغیر ذکر کے یاد بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اندر سے اٹھنے والا انہد ناد بھی ختم ہو جاتا ہے
لیکن جب آہنگ روحانی میں دھیان سما جاتا ہے تو موت نہیں آتی)

۱۴۳۔ کبیر چھدھا ہے کوکری کرت بھجن میں بھنگ
یا کو ٹکڑا ڈار کے سمرن کرو نسنک

(اے کبیر بھوک ایک کتیا کی طرح ہے، وہ یاد الٰہی میں خلل پیدا کرتی ہے
اس کو ایک ٹکڑا دے کر اطمینان سے ذکر الٰہی کرو)

۱۴۴۔ توں توں کرتا تو بھیا مجھ میں رہی نہ ہوں
واری تیرے نام کی جت دیکھوں تت توں

(میں تُو تُو کرتے کرتے یعنی تیرا نام لیتے لیتے تو ہی ہو گیا، مجھ میں اپنی خودی کا احساس نہیں رہا
میں تیرے نام کے صدقے جس کی وجہ سے ہر طرف تیرا نظارہ میسر ہے)

وشواس (اعتماد بخدا)

۱۴۵۔ کبرا کیا میں چنتھوں مم چنتے کیا ہوئے
میری چنتا ہری کریں چنتا موہے نہ کوئے

(اے کبیر میں کیا فکر کروں اور میرے فکر کرنے سے ہوتا بھی کیا ہے
میری فکر تو خدا کر رہا ہے۔ مجھے کوئی فکر نہیں ہے)

۱۴۶ سادھو گانٹھ نہ باندھئی اُدر سماتا لیے
آگے پاچھے ہری کھڑے جب مانگے تب دیئے

(سادھو اپنی گانٹھ میں باندھ کر کچھ نہیں رکھتا اور پیٹ بھر کھانے سے زیادہ کچھ نہیں لیتا
کیوں کہ اس کے آگے پیچھے خدا کھڑا ہے جب اس سے مانگا جاتا ہے وہ دیتا ہے)

۱۴۷۔ پو پھاٹی پگرا بھیا جاگے جیوا جُون
سب کاہو کو دیت ہے چونچ سماتا چون

(صبح کا تڑکا ہوا، سارے جاندار ساری مخلوق جاگ اٹھی
وہ ہر ایک کو اُتنا آنا یعنی کھانا دیتا ہے جتنا اس کی چونچ میں آ جائے)

۱۴۸۔ کرم کریما لکھ رہا سب کچھ لکھا نہ ہوئے
ماسا گھٹے نہ تل بڑھے جو سر پھوڑے کوئے

(ہر ایک کی تقدیر اللہ کریم نے پہلے سے لکھ دی ہے، کچھ بھی لکھنے سے چھوٹا نہیں ہے
جو کچھ جس کی قسمت ہے اس سے کسی کو ایک بھی ماشہ کم یا ایک تل زیادہ نہیں ملتا چاہے کوئی سر پھوڑ ڈالے)

۱۴۹۔ سائیں اتنا دیجیے جا میں کٹم سمائے
میں بھی بھوکا نہ رہوں سادھو نہ بھوکا جائے
(اے مالک مجھے اتنا دے جتنے میں میرے خاندان کا گزارہ ہو
اتنا ہی مجھے دے جس سے میں بھی بھوکا نہ رہوں اور گھر آیا سادھو بھی بھوکا نہ جائے)

۱۵۰۔ پانڈر پنجر من بھنور، ارتھ انوپم باس
ایک نام سینچا امی پھل لاگا بسواس
(جسم کند کے پھول کا پودا ہے، دل اس کا بھنورا ہے، علم الٰہی اس کی خوشبو ہے
جب میں نے اس پودے کو ایک نام یعنی ذکر الٰہی کی آب حیات سے سینچا تو اس میں اعتقاد کا پھول لگا)

۱۵۱۔ گایا جن پایا نہیں ان گائے تے دور
جن گایا بسواس گہے تا کے سدا حضور
(جن لوگوں نے تیرا نام گایا تو محض گانے سے تجھے نہیں پایا، نہ گانے والے تو تجھ سے دور ہی رہے
لیکن جنھوں نے اعتقاد کے ساتھ تیرا نام گایا ہمیشہ تو ان کے سامنے رہا)

برہن (زنِ مہجور)

۱۵۲۔ برہن دیئے سندیسرا سنو ہمارے پیو
جل بن مچھی کیوں جیے پانی میں کا جیو
(برہن پیغام بھیجتی ہے کہ اے ہمارے محبوب ہماری بات سنو
مچھلی پانی کے بغیر اور خشکی کا جانور پانی میں کیوں کر زندہ رہ سکتا ہے)

۱۵۳۔ انکھیاں تو جھائیں پریں پنتھ نہار نہار
جیبھڑیا چھالا پرا نام پکار پکار
(تمھاری راہ دیکھتے دیکھتے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا ہے
اور تمھارا نام پکارتے پکارتے میری زبان میں چھالا پڑ گیا ہے)

۱۵۴۔ نینن تو جھرلائیا رہٹ بہے نس باس
پپیہا جیو پیو پیو رٹے پیا ملن کی آس
(میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے جیسے رات دن رہٹ چل رہا ہو
اور میں برابر پپیہے کی طرح محبوب سے ملنے کی امید میں پی پی پکارے جا رہا ہوں)

۱۵۵۔ بہت دنن کی جووتی رٹت تمھارو نام
جیو ترسے تو ملن کو من ناہیں بسرام
(میں بہت دنوں سے تمھارا نام رٹتے ہوئے تمھارا انتظار کر رہی ہوں
میرا دل تم سے ملنے کو ترس رہا ہے میرے دل کو آرام نہیں ہے)

۱۵۶۔ برہ بھونگم تن ڈسا منتر نہ لاگے کوئے
نام بیوگی نا جیئے جیئے تو باؤ رہوئے
(ہجر کے ناگ نے میرا جسم ڈسا ہے اور کوئی منتر اس کا زہر نہیں اتار پاتا
تمھارے نام کا مہجور زندہ نہیں رہے گا اور جیے گا بھی تو باؤلا ہو کر جیے گا)

۱۵۷۔ برہ بھونگم پیٹھ کے کیا کلیجے گھاؤ
برہی انگ نہ موڑ ہیں جیوں بھاوے تیوں کھاؤ
(ہجر کے سانپ نے اندر گھس کر کلیجے میں زخم کر دیا ہے
لیکن مہجور اپنے اعضا کو موڑیں گے بھی نہیں اور اسے اطمینان سے کھانے دیں گے)

۱۵۸۔ کے برہن کو میچ دے کے آپا دکھلائے
آٹھ پہر کا داہنا موپے سہا نہ جائے
(یا تو مہجور عورت کو موت دے دو یا اپنی صورت دکھاؤ
یہ آٹھوں پہر کی جلن اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتی)

۱۵۹۔ برہ کمنڈل کرلیے بیراگی دو نین
مانگیں درس مدھوکری چھکے رہیں دن رین
(میری دو فقیر آنکھیں ہجر کا کمنڈل ہاتھ میں لیے
تمھاری دید کی روٹی یعنی بھیک مانگ رہے ہیں تاکہ یہ رات دن سیر رہیں)

۱۶۰۔ یہ تن کا دیولا کروں باتی میلوں جیو
لوہو سینچوں تیل جیوں کب مکھ دیکھا پیو (تپ ۹)
(مجھے اس جسم کا چراغ بنانا ہے اور اس میں جان کی بتی ڈالنی ہے
اور اپنے لہو کو تیل بنا کر جلانا ہے تاکہ محبوب کا دیدار کر سکوں)

۱۶۱۔ برہا آیا درس کو کڑوا لاگا کام
کایا لاگی کال ہوئے میٹھا لاگا نام
(مہجور محبوب کے دیدار کے لیے آیا ہے' اسے دنیوی کام کڑوا لگنے لگا ہے
اسے اپنا جسم بھی موت جیسا لگنے لگا ہے' اسے صرف محبوب کا نام میٹھا لگتا ہے)

۱۶۲۔ ہنس ہنس کنت نہ پائیا جن پایا تن روئے
ہانسی کھیلے پیہ ملیں کون سہاگن ہوئے
(کسی کو شوہر یعنی محبوب حقیقی ہنسنے سے نہیں ملتے وہ رونے ہی سے ملتے ہیں
جس عورت کو ہنستے کھیلتے شوہر مل جائیں اسے سہاگن نہیں کہنا چاہیئے)

۱۶۳۔ مانس گیا پنجر رہا تاکن لاگے کاگ
صاحب اجہوں نہ آئیا مند ہمارے بھاگ
(میرے جسم کا گوشت ہجر میں سوکھ گیا ہے صرف ڈھانچا رہ گیا ہے' کوے میرے مرنے کی امید میں مجھے دیکھ رہے ہیں
اب بھی میرا مالک نہیں آیا' میں بہت بدنصیب ہوں)

۱۶۴۔ انکھیاں پریم بسائیا جن جانے دکھ دائے
نام سنیہی کارنے رو رو رات بتائے
(میں نے آنکھوں میں محبت بسائی ہے' مجھے اس کی وجہ سے اور کوئی دکھ درد نہیں ہے
لیکن محبوب کے نام کا عاشق ہونے کی وجہ سے میری راتیں رو رو کر کٹتی ہیں)

۱۶۵۔ ہوس کرے پیہ ملن کی او سکھ چاہے انگ
پیر سہے بن پدمنی پوت نہ لیت اُچھنگ
(یہ کیسی بات ہے کہ محبوب سے ملنے کی ہوس کرو اور جسمانی آرام چاہو
حسین عورت کی گود بھی بچے سے تبھی بھرتی ہے جب وہ تکلیف اٹھاتی ہے)

۱۶۶۔ برہن اودی لاکری سپچے اور دھندھائے
چھوٹ پروں یا برہ سے جو سگرو جر جائے
(مہجور عورت گیلی لکڑی ہے' وہ پسیجتی ہے اور دھواں دیتی ہے
میں ایسی ہی لکڑی ہوں اگر ساری جل جاؤں تو اس ہجر سے چھوٹ جاؤں)

۱۶۷۔ پربت پربت میں پھری نین گنوایو روئے
سو بوٹی پائی نہیں جاتے جیون ہوئے
(میں پہاڑوں پہاڑوں گھومتی رہی اور میں نے رو رو کر آنکھیں کھو دیں
پھر بھی مجھے وہ دوا نہیں ملی جو مجھے زندگی دے سکے)

۱۶۸۔ ہردے بھیتر دَو بلے دھواں نہ پرگٹ ہوئے
جاکے لاگی سو لکھے کی جن لائی سوئے
(دل کے اندر آگ جل رہی ہے اور اس کا دھواں بھی ظاہر نہیں ہوتا
یہ آگ وہی دیکھ سکتا ہے جس کے یہ لگی ہے یا پھر وہ دیکھے جس نے لگائی ہے)

۱۶۹۔ سب ہی ترو تر جائے کے سب پھل لینہوں چکھ
پھر پھر مانگت کبیر ہیں درسن ہی کی بھیکھ
(سب لوگوں نے درخت کے تلے جاکر سارے پھل چکھ لیے ہیں یعنی خواہشیں پوری کرلی ہیں
لیکن کبیر گھوم پھر کر آتے ہیں اور دیدار ہی کی بھیک مانگتے ہیں)

۱۷۰۔ پیہ بن جیہ ترست رہے پل پل برہ ستائے
رین دوس موہیں کل نہیں سسک سسک جیہ جائے
(محبوب کے بغیر جان ترستی رہتی ہے اور ہر لحظہ ہجر ستاتا ہے
مجھے رات دن کبھی آرام نہیں ہے اور سسک سسک کر میری جان نکل رہی ہے)

۱۷۱۔ سائیں سیوت جل گئی مانس نہ رہیا دیہہ
سائیں جب لگ سیوموں یہ تن ہوئے نہ کھیہ
(میرا جسم مالک کا انتظار کرتے کرتے جل گیا ہے، اس میں گوشت نہیں رہا
جب تک میرا جسم راکھ نہیں ہوجائے گا تب تک مجھے مالک کا انتظار رہے گا)

۱۷۲۔ برہا برہا مت کہو برہا ہے سلطان
جا گھٹ برہ نہ سنچرے سو گھٹ جان مسان
(ہجر ہجر کہہ کر ہجر کی شکایت نہ کرو، ہجر سلطان ہے
جس جسم میں یعنی جس شخص میں ہجر نہیں ہے اسے مردہ سمجھو)

۱۷۳۔ دیکھت دیکھت دن گیا نس بھی دیکھت جائے
برہن پیہ پاوے نہیں بیکل جیہ گھبرائے
(راستہ دیکھتے دن گزر جاتا ہے اور اسی طرح رات بھی گزرتی ہے
مہجور عورت کو محبوب شوہر نہیں ملتا صرف اس کا جی گھبراتا رہتا ہے)

۱۷۴۔ سو دن کیسا ہوئے گا گورو گہیں گے بانہہ
اپنا کر بیٹھا وہیں چرن کمل کی چھانہہ
(وہ دن کیسا ہوگا جب میرے مرشد میرا بازو تھامیں گے
اور مجھے اپنا بنا کر اپنے کنول جیسے قدموں کے سائے میں بٹھائیں گے)

۱۷۵۔ جو جن برہی نام کے سدا مگن من مانہہ
جیوں درپن کی سندری کنہو پکڑی نانہہ
(جو لوگ اس نام کے مہجور ہیں وہ دل ہی دل میں مست رہتے ہیں
جیسے آئینہ میں نظر آتی حسینہ کو کوئی شخص پکڑ نہیں پاتا)

۱۷۶۔ چکئی بچھری رین کی آئے ملی پربھات
ست گورو سے جو بچھڑے ملے دوس نہہ رات
(رات کو اپنے چکوے سے علاحدہ ہوئی چکئی صبح ہونے پر اس سے مل جاتی ہے
لیکن جو مرشد کامل سے علاحدہ ہوجاتا ہے وہ اس سے نہ دن میں مل سکتا ہے نہ رات میں)

۱۷۷۔ برہن اٹھا اٹھ بھوئیں پرے درسن کارن رام
موئے پیچھے دیہوگے سو درسن کیہہ کام
(اے رام، تمھارے دیدار کے لیے تمھاری مہجورہ اٹھ اٹھ کر زمین پر گر پڑتی ہے
اگر تم نے اس کے مرنے کے بعد اسے دیدار دیا تو اس کا کیا فائدہ؟)

۱۷۸۔ موئے پیچھے مت ملو کہے کبیرا رام
لوہا ماٹی مل گیا تب پارس کیہہ کام
(کبیر کہتے ہیں کہ اے رام اپنی عاشقہ کے مرنے کے بعد اسے نہ ملو
جب لوہا مٹی میں مل گیا تو پھر پارس کس کام کا یعنی وہ اسے سونا نہیں بنا سکتا)

۱۷۹۔ سب رگ تانت رباب تن برہ بجاوے نت
اور نہ کوئی سُن سکے کے سائیں کے چت
(میری ساری رگوں کو تانت اور جسم کو رباب بنا کر ہجر اسے ہمیشہ بجاتا رہتا ہے
اس نغمے کو کوئی نہیں سن سکتا سوائے میرے مالک کے یا میرے دل کے)

۱۸۰۔ توں مت جانے بِسروں پریت گھٹے مم چت
مروں تو تم سُمرن کروں جیوں تو سمروں نت
(تم یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہیں بھول سکتا ہوں یا میرے دل سے تمہاری محبت کم ہوسکتی ہے
میں مروں گا تو تمہاری سمرن کرتے ہوئے اور جیوں گا تو بھی برابر تمہارا نام لیتے ہوئے)

۱۸۱۔ برہ اگن تن من جلا لاگ رہا تت جیو
کے وا جانے برہنی کے جن بھینٹا پیو
(ہجر کی آگ میں تن من دونوں جل گئے ہیں اور جان اُس جوہر اصلی میں لگی ہے
اس حالت کو یا تو مہجورہ جانتی ہے یا وہ عورت جسے محبوب کا وصال ہوگیا ہے)

۱۸۲۔ برہ کلہاڑی تن بہے گھاؤ نہ باندھے روہ
مرنے کا سنسے نہیں چھوٹ گیا بھرم موہ
(ہجر کی کلہاڑی سے جسم سے خون رواں ہے اور زخم بھرنے والی بوٹی اثر نہیں کر رہی
میرے مرنے میں اب کوئی شبہ نہیں ہے، میرا سارا بھرم اور زندگی سے لگاؤ چھوٹ گیا ہے)

۱۸۳۔ کبرا بید بلائیا پکر کے دیکھی بانہہ
بید نہ ویدن جانئی کرک کلیجے ماہنہ
(اے کبیر طبیب کو بلایا گیا اور اس نے مریض عشق کا ہاتھ پکڑ کر دیکھا
طبیب کو درد کا پتہ کیوں کر چلے گا، کسک تو کلیجے میں ہو رہی ہے)

۱۸۴۔ برہ بان جے لاگیا اوشدھ لگت نہ تاہ
سسک سسک مرمر جیے اٹھے کراہ کراہ
(جسے فراق کا تیر لگا ہے اس پر کوئی دوا کام نہیں کرتی
وہ ہمیشہ سسکتا رہتا ہے مر مر کے جیتا ہے اور جب بھی اٹھتا ہے کراہتا ہوا اٹھتا ہے)

ونتی (عرض)

۱۸۵۔ سرت کرو میرے سائیاں ہم ہیں بھَو جل ماہنہ
آپے ہی بہہ جائیں گے جو نہیں پکڑی بانہہ
(اے میرے مالک ہماری خبر لو۔ ہم دنیوی جنجالوں کے پانی میں پڑے ہیں
اگر تم نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں نہ اٹھایا تو ہم اس میں ضرور بہہ جائیں گے)

۱۸۶۔ کیا مکھ ہے بنتی کروں لاج آوت ہے موہ
تم دیکھت اوگن کروں کیسے بھاوؤں توہ
(میرا کیا منہ ہے جو میں تم سے کچھ عرض کر سکوں، مجھے شرم آتی ہے
تمہاری نگاہوں کے سامنے ہی میں گناہ کرتا ہوں میں تمہیں کیوں کر پسند آسکتا ہوں)

۱۸۷۔ میں اپرادھی جنم کا نکھ سکھ بھرا وکار
تم داتا دکھ بھنجنا میری کرو سنبھار
(میں تو پیدائشی گنہگار ہوں، میرے اندر اوپر سے نیچے تک برائیاں بھری ہیں
تم داتا ہو اور مصیبتوں کے دور کرنے والے ہو، تم میری نگہداشت کرو)

۱۸۸۔ اوگن میرے باپ جی بکس گریب نواج
جو میں پوت کپوت ہوں تؤ پتا کی لاج
(اے میرے غریب نواز باپ میری برائیوں کو معاف کرو
میں ناخلف بیٹا ہوں لیکن پھر بھی والد کی عزت ہوں)

۱۸۹۔ اوگن کیئے تو بہُ کیے کرت نہ مانی ہار
بھاویں بندہ بخشیے بھاویں گردن مار

(میں نے بہت برائیاں کی ہیں اور برائیوں سے باز نہیں رہا
اب تمھاری مرضی ہے چاہے اپنے بندے کو بخش دو چاہے اسے موت کی سزا دو)

۱۹۰۔ صاحب تم جن بیسرو و لاکھ لوگ لگ جانہہ
ہم سے تمھرے بہت ہیں تم سم ہمرے نانہہ

(اے میرے مالک تم کو میری یاد سے محو نہ ہونا چاہیے لاکھوں لوگ میرے پیچھے پڑ جائیں
میرے جیسے تو تمھارے بندے بہت ہیں تمھارے جیسا ہمارا کوئی نہیں)

۱۹۱۔ انتر جامی ایک تم آتم کے آدھار
جو تم چھوڑو ہاتھ تو کون لگاوے پار

(تم اندر کا حال جاننے والے ہو اور روح کے تنہا سہارے تمھیں ہو
اگر تم نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا تو مجھے پار کون لگائے گا)

۱۹۲۔ میرا من جو توہہ سوں تیرا من کہنہ اور
کہہ کبیر کیسے نبھے ایک چت دوئے ٹھور

(میرا دل تو تجھ سے لگا ہوا ہے اور تیرا دل کہیں اور ہے
کبیر کہتے ہیں کہ بات کس طرح بنے گی جب ایک ہی دل دو جگہوں پر ہو)

۱۹۳۔ من پرتیت نہ پریم رس نا کچھ تن میں ڈھنگ
نا جانوں اس پیو سے کیوں کر رہسی سنگ

(نہ تو میرے دل کو اس کی پہچان ہے نہ محبت کا رس ہی ہے نہ میرے جسمانی ڈھنگ درست ہیں
نہیں معلوم کہ اس شوہر کے ساتھ میں کیسے نبھا سکوں گی)

۱۹۴۔ میرا مجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ہے سب تور
تیرا تجھ کو سونپتے کیا لاگت ہے مور

(مجھ میں میرا اپنا کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے سب تیرا ہے
تیری چیز تجھے سونپنے میں مجھے کیا دقت ہو سکتی ہے)

۱۹۵۔ تم تو سمرتھ سائیاں دِرڑھ کر پکرو بانہہ
دُھر ہی لے پہنچایو جن چھاڑو مگ مانہہ

(اے مالک تم تو قادرِ مطلق ہو، تم مضبوطی سے میرا ہاتھ تھامنا
تم مجھے آخری منزل تک پہنچا دینا راستے ہی میں نہ چھوڑ دینا)

سوکشم مارگ (گزرگاہِ تنگ)

۱۹۶۔ اُت تے کوئی نہ باہڑا جاسے بوجھوں دھائے
اِت تیں سب ہی جات ہیں بھار لدائے لدائے

(اُدھر سے کوئی واپس نہیں آیا جس سے دوڑ کر وہاں کے بارے میں پوچھوں
سب لوگ اپنا اپنا بوجھ ڈھوتے ہوئے اِدھر ہی سے اُدھر جا رہے ہیں)

۱۹۷۔ یار بلاوے بھاو سوں موپے گیا نہ جائے
دھن میلی پیو اوجلا لاگ نہ سکوں پائے

(میرا محبوب مجھے محبت سے بلا رہا ہے لیکن مجھ سے جایا نہیں جاتا۔
دلہن میلی کچیلی ہے شوہر صاف ستھرا، میں تو اس کے پاؤں بھی نہیں چھو سکتی)

۱۹۸۔ ناؤں نہ جانے گانو کا بن جانے کت جاؤں
چلتا چلتا جگ بھیا پاؤ کوس پر گانو

(مجھے گانو کا یعنی اپنے ٹھکانے کا نام نہیں معلوم، بغیر جانے کہاں جاؤں
چلتے چلتے زمانہ گزر گیا لیکن گانو سے وہی پاؤ کوس کا فاصلہ بنا ہوا ہے)

۱۹۹۔ چلن چلن سب کوئی کہے مو ہے اندیسا اور
صاحب سوں پریچے نہیں پہنچیں گے کس ٹھور
(ہر شخص چلنے کی بات کر رہا ہے لیکن میرے دل میں دوسرا ہی اندیشہ ہے
مالک کو تو پہچانتے ہی نہیں ، ہم جائیں گے تو کہاں جائیں گے)

۲۰۰۔ جہاں نہ چینٹی چڑھ سکے رائی نا ٹھہرائے
منوا تنہہ لے راکھیے تہیں پہنچئے جائے
(جو جگہ اتنی اونچی ہو کہ چیونٹی بھی وہاں نہ چڑھ سکے اور اتنی تنگ ہو کہ اس پر رائی بھی نہ ٹھہرے
اسی جگہ پر اپنا دل رکھو اور وہیں جا پہنچو)

۲۰۱۔ باٹ بچاری کیا کرے پتھی نہ چلے سدھار
راہ آپنی چھانڑ کے چلے اُجار اُجار
(اگر چلنے والا ہی ٹھیک ڈھنگ سے نہ چلے تو بیچاری راہ کیا کر سکتی ہے
یعنی اگر مسافر ایسا ہے کہ اپنی راہ چھوڑ کر اُجاڑ میں چلتا ہو۔)

۲۰۲ مریئے تو مر جایئے چھوٹ پرے جنجار
ایسا مرنا کو مرے دن میں سو سو بار
(جب مرنا ہی ہے تو مر جاؤ جس سے سارے جھنجھٹ دور ہوں
ایسا مرنا کس کام کا جب دن میں سو سو مرتبہ مرنا پڑے)

پریکشک (پارکھی)

۲۰۳۔ ہیرا تہاں نہ کھولیے جنہہ کھوٹی ہے ہاٹ
کس کر راکھو گانٹھری اٹھ کر چالو باٹ
(اپنے ہیرے کو وہاں نہیں کھولنا چاہیئے جہاں بازار ہی نا اہل ہو
ایسے میں اُسے گٹھری میں کس کر رکھو اور اٹھ کر راستہ لو)

۲۰۴۔ ہیرا پایا پرکھ کے گھن میں دیا آن
چوٹ سہی پھوٹا نہیں تب پائی پہچان
(ہیرے کو پرکھ کر پایا پھر بھی اسے فوراً لا کر گھن کے نیچے رکھ دیا
جب اس نے گھن کی چوٹ سہی اور پھر بھی نہیں پھوٹا پھر اس کی اصلیت پہچانی گئی)

۲۰۵۔ جو ہنسا موتی چگے کانکر کیوں پتیائے
کانکر ماتھا ناوے موتی ملے تو کھائے
(جب ہنس موتی چگتا ہے تو کنکڑ کو کیوں کر خاطر میں لا سکتا ہے
وہ کنکڑ کے لیے تو اپنی گردن نہیں جھکائے گا ، موتی ملے گا تبھی کھائے گا)

۲۰۶ ہنسا بگلا ایک سا مان سروور ماہیہ
بگا ڈھنڈھورے ماچھری ہنسا موتی کھا نہیہ
(مان سرودر جھیل میں ہنس اور بگلے ایک سے لگتے ہیں یعنی دونوں سفید ہیں
لیکن بگلا مچھلی کی تلاش کرتا ہے اور ہنس موتی کھاتا ہے)

۲۰۷۔ چندن گیا بدیسڑے سب کوئی کہے پلاس
جیوں جیوں چولہے جھونکیا تیوں تیوں ادھکی باس
(چندن کی لکڑی انجانے دیس میں گئی اور اسے لوگوں نے پلاس یعنی ڈھاک سمجھا
اور یہ سمجھ کر جب چولہے میں جلایا تو جوں جوں وہ جلی توں توں اس کی خوشبو بڑھی)

۲۰۸۔ ایک اچنبھو دیکھیا ہیرا ہاٹ بکائے
پرکھن ہارا باہری کوڑی بدلے جائے
(میں نے ایک عجیب بات دیکھی کہ ہیرا بازار میں بک رہا ہے
اور چوں کہ پرکھنے والا باہری یا اناڑی ہے اس لیے وہ کوڑی کے مول جا رہا ہے)

۲۰۹۔ نام رتن دھن پائے کے گانٹھ باندھ نا کھول
نہیں پٹن نہہ پارکھی نہہ گاہک نہہ مول

(اگر تم نے نام کے جواہر کی دولت پائی ہے تو اسے گانٹھ باندھ رکھو کھولو نہیں
اس کا نہ کوئی بازار ہے، نہ کوئی پارکھی، نہ کوئی خریدار ہے، نہ کوئی قیمت ہے)

۲۱۰۔ پارس روپی جیو ہے لوہ روپ سنسار
پارس سے پارس بھیا پرکھ بھیا سنسار

(دنیا لوہے کی مانند ہے اور اس میں روح کامل پارس کی طرح ہے
جب پارس سے مس ہوا تبھی دنیا کی اصلی قدر کا پتہ چلا)

۲۱۱۔ امرت کیری پوریا بہُہ بدھ لینھیں چھور
آپ سریکھا جو ملے تاہِ پیاؤں گھور

میں نے اپنی گانٹھ میں بڑے جتن سے امرت کی پُڑیا باندھ رکھی ہے
کوئی اپنا جیسا یعنی ہم مشرب ملے تو اُسے یہ پڑیا گھول کر پلا دوں)

۲۱۲۔ کاجر ہی کی کوٹھری کاجر ہی کا کوٹ
تو بھی کاری نا بھئی رہی جو اونہہ اوٹ

(کاجل کی کوٹھری ہے اور جس قلعے میں یہ ہے یعنی دنیا وہ بھی کاجل کی ہے
لیکن میں مرشد کے پیچھے چھپی رہی اس لیے کالی نہیں ہوئی)

۲۱۳۔ گیان رتن کی کوٹھری چپ کر دینہوں تال
پارکھ آگے کھولیے کنجی وچن رسال

(معرفت کے جواہر کو کوٹھری میں بند رکھو اور کوٹھری پر خاموشی کا تالا ڈال دو
جب کوئی پارکھی سامنے آئے تو میٹھی بولی کی کنجی سے وہ تالا کھولو)

۲۱۴۔ نگ پکھان جگ سکل ہے لکھ آوے سب کوئے
نگ تیں اتم پارکھی جگ میں برلا ہوئے

(ساری دنیا پتھروں اور جواہرات سے بھری ہے اور سبھی اسے دیکھتے ہیں
لیکن کوئی کوئی نرالا پارکھی دنیا میں ایسا ہوتا ہے جو جواہر سے بھی بہتر ہو)

۲۱۵۔ بلہاری تیہہ پُرش کی پرچیت پرکھن ہار
سائیں دینہی کھانڈ کو کھاری بوجھ گنوار

(اُس شخص کے صدقے جاؤں جو دوسرے کے دل کا ارادہ سمجھتا ہے
مالک نے تو شکر دی اور گنوار کو وہ کھاری معلوم ہوئی)

۲۱۶۔ ہیرا وہی سراہیے سہے گھنن کی چوٹ
کپٹ کرنگی مانوا پرکھت نکسا کھوٹ

(اسی ہیرے کو عمدہ کہو جو گھنوں کی چوٹ سے نہ ٹوٹے
جب بھی مکار اور بدطینت انسان کی آزمائش ہوئی اس کا بداصل ہونا ظاہر ہوگیا)

۲۱۷۔ ہری ہیرا جن جوہری سبن پساری ہاٹ
جب آوے جن جوہری تب ہیرو کی ساٹ

(خدا کے نام کا ہیرا بازار میں کھلا پڑا ہے کیوں کہ کوئی جوہری نہیں ہے
جب جوہری یعنی مرشد آئے گا تبھی اس ہیرے کی قدر معلوم ہوگی)

۲۱۸۔ ہیرا پرا بزار میں رہا چھار لپٹائے
بہتک مورکھ چل گئے پارکھ لیا اُٹھائے

(بازار میں ہیرا پڑا ہے لیکن اس پر چھار یعنی نمکین تہہ چڑھی ہے
بہت سے احمق آئے اور اسے دیکھ کر آگے بڑھ گئے، پارکھی آیا تو اس نے اٹھا لیا)

٢١٩۔ کل کھوٹا جگ آندھرا شبد نہ مانے کوئے
جاہ کہوں ہت آپنا سو اُٹھ بیری ہوئے
(کلجگ کا خراب زمانہ ہے، دنیا اندھی ہے اور روحانی آہنگ کو کوئی نہیں مانتا
جسے میں اپنا سمجھ کر اسے سمجھاتا ہوں وہی اٹھ کر میرا دشمن ہو جاتا ہے)

جگیاسو (تلاش کنندہ حق)

٢٢٠۔ ایسا کوؤ ناملا ہم کو دے اُپدیس
بھو ساگر میں ڈوبتا کر گہہ کاڑھے کیس
(مجھے ایسا کوئی نہیں ملا جو اُپدیش دے اور راہِ راست دکھائے
میں دنیا کے سمندر میں اپنے ہی بکھرے بالوں کو سہارے کے لیے پکڑے ڈوب رہا ہوں)

٢٢١۔ ایسا کوئی ناملا جاسے رہیے لاگ
سب جگ جلتا دیکھیا اپنی اپنی آگ
(مجھے ایسا کوئی نہیں ملا جس سے لگ کر ہمیشہ رہ سکوں
میں نے دنیا کے ہر شخص کو اپنی اپنی آگ میں جلتے دیکھا ہے)

٢٢٢۔ جیسا ڈھونڈت میں پھروں تیسا ملا نہ کوئے
تت دیتا ترگن سہت نرگن سے رت ہوئے
(جس قسم کے آدمی کی مجھے تلاش ہے مجھے ویسا کوئی نہ ملا
مجھے ایسا آدمی چاہیے جو تینوں گن یعنی ستوگن، رجوگن، تموگن رکھتے ہوئے بھی ذات لاصفات میں محو ہو)

٢٢٣۔ سرپہہ دودھ پلایئے سوئی وش ہوئے جائے
ایسا کوئی ناملا آپے ہی وِش کھائے
(سانپ کو دودھ پلاؤ تو وہ اس کے اندر جا کر زہر بن جاتا ہے
مجھے ایسا کوئی نہ ملا جو خود ہی زہر کو کھائے)

٢٢٤۔ جن ڈھونڈھا تن پایا گہرے پانی پَیٹھ
میں بپُرا ڈوبن ڈرا رہا کنارے بیٹھ
(جن لوگوں نے گہرے پانی میں گھس کر تلاش کیا انھیں موتی گیا
میں بیچارہ ڈوبنے سے ڈر گیا اور کنارے ہی پر بیٹھا رہا)

٢٢٥۔ ہیرت ہیرت ہیریا رہا کبیر ہرائے
بند سمانی سمند میں سوکت ہیری جائے
(اپنے مقصد کی تلاش کرتے کرتے کبیر خود ہی گم ہو گیا
جو بوند سمندر میں مل گئی تو اب اس کی تلاش کون کر سکتا ہے)

٢٢٦۔ ایک سمانا سکل میں سکل سمانا تاہِ
کبیر سمانا بوجھ میں تہاں دوسرا ناہِ
(وہ ایک سبھی میں سمایا ہوا ہے اور سبھی اس میں سمائے ہیں
کبیر معرفت میں محو ہو گیا ہے اور اسے دوسرا نظر نہیں آتا)

دُوِدھا (تذبذب)

٢٢٧۔ ہردے ماہِی آرسی مکھ دیکھا نہیں جائے
مکھ تو تب ہی دیکھیے دو بدھا دیئے بھگائے
(آئینہ دل میں ہے لیکن اس میں چہرہ دکھائی نہیں دیتا یعنی خودی کی معرفت نہیں ہوتی
چہرہ تبھی دکھائی دے گا جب تذبذب کو بھگا دیا جائے گا)

٢٢٨۔ پڑھا گنا سیکھا سبھی مٹا نہ سنسے شول
کہہ کبیر کا سوں کہوں یہ سب دکھ کا مول
(میں نے سب کچھ پڑھا، سمجھا اور سیکھا لیکن شک کا کانٹا دور نہ ہوا
کبیر کہتے ہیں کہ میں کیسے بتاؤں کہ یہ شک و شبہ ہی ساری تکلیفوں کی جڑ ہے)

۲۲۹۔ چینٹی چاول لے چلی بیچ میں مل گئی دار
کہے کبیر دوؤ نا ملے ایک لے دوجی ڈار
(چیونٹی چاول کا دانہ لے چلی راستے میں اسے دال کا دانہ مل گیا
کبیر کہتے ہیں کہ دونوں نہیں مل سکتے' ایک ہی کو لو دوسرے کو چھوڑو)

۲۳۰۔ ست نام کڑوا لگے میٹھا لاگے دام
دُبدھا میں دوؤ گئے مایا ملی نہ رام
(سچا نام تو کڑوا لگتا ہے اور دھن دولت میٹھی لگتی ہے
اس تذبذب میں دونوں ہاتھ سے جاتے رہے نہ دولت ملی نہ خدا ہی ملا)

کتھنی اور کرنی (قول و عمل)

۲۳۱۔ کتھنی میٹھی کھانڈ سی کرنی بس کی لوئے
کتھنی تج کرنی کرے بس سے امرت ہوئے
(بات کرنا انسان کو شکر جیسا میٹھا لگتا ہے اور عمل زہر کی پنڈی سا لگتا ہے
لیکن اگر باتیں چھوڑ کر عمل کو اپنا لیا جائے تو وہ زہر آب حیات بن جاتا ہے)

۱۳۲۔ کتھنی بدنی چھانڑ کے کرنی سوچت لائے
نرہ نیر پیائے بنا کبھوں پیاس نہ جائے
(گفتگو اور دعوے چھوڑ کر عمل پر توجہ کرو
پیاسے کی پیاس تو پانی کے پیالے ہی سے بجھتی ہے یعنی محض پانی کی بات کرنے سے نہیں بجھتی)

۲۳۳۔ کرنی بن کتھنی کرے اگیانی دن رات
کوکر جیوں بھونکت پھرے سنی سنائی بات
(لاعلم شخص عمل کے بغیر رات دن بات کرتا رہتا ہے
وہ سنی سنائی باتوں ہی کو کتے کی طرح بھونکتا پھرتا ہے)

۲۳۴۔ لایا ساکھ بنائے کے اِت اُت اچھر کاٹ
کہہ کبیر کب لگ جیئے جوٹھی پتّل چاٹ
(ادھر اُدھر سے حروف کاٹ کر تو معرفت کے دوہے بنا لایا
اے کبیر جھوٹی پتلوں کو چاٹ کر یعنی دوسروں کی باتیں دہرا کر کب تک گزر ہوگی)

۲۳۵۔ پانی ملے نہ آپ کو اورن بکست چھیر
آپن من نسچل نہیں اور بندھاوت دھیر
(خود کے پینے کو پانی نہیں ہے دوسروں کو دودھ کی بخشش کرتے ہو
اپنے مزاج میں تو یکسوئی نہیں دوسروں کے من کو ٹھہراتے ہو)

۲۳۶۔ کتھنی تھوتھی جگت میں کرنی اُتم سار
کہہ کبیر کرنی سبل اترے بھوجل پار
(دنیا میں باتیں کرنا بیکار ہے' اصل جوہر عمل ہے
کبیر کہتے ہیں کہ عمل بہت قوی چیز ہے' اس سے دنیا کا سمندر عبور کیا جا سکتا ہے)

۲۳۷۔ پد جورے ساکھی کہے سادھن پر گئی رُوس
کاڑھا جل پیوے نہیں کاڑھ پین کی ہُوس
(تیری عادت پڑ گئی ہے کہ پد اور ساکھیاں کہہ کر ہی معرفت کی راہ پر چل رہا ہے
یہ بیکار بات ہے تو کوئیں سے نکالا پانی نہیں پیتا اور چاہتا ہے کہ پانی نکال کر پئے)

۲۳۸۔ ساکھی کہے گہے نہیں چال چلی نہہ جائے
سلل موہ ندیا بہے پاؤں نہیں ٹھہرائے
(ساکھیاں کہنے سے بات نہیں بنتی اور راستہ طے نہیں کیا جا سکتا
تعلقات دنیوی کا تیز دریا بہہ رہا ہے۔ اس میں پاؤں نہیں ٹھہرتا)

۲۳۹۔ مارگ چلتے جو گرے تاکو ناہیں دوس
کہہ کبیر بیٹھا رہے تا سر کرڑے کوس
(جو شخص راستہ چلنے میں گر پڑے اسے کوئی قصوروار نہیں کہتا
لیکن کبیر کہتے ہیں کہ جو بیٹھا رہے اس کے سر پر کڑے کوس چڑھے ہی رہیں گے)

۲۴۰۔ کہتا تو بہُتا ملا گہنا ملا نہ کوئے
سو کہتا بہہ جان دے جو نہہ گہنا ہوئے
(کہنے والے تو بہت ملے پر پکڑنے والا یعنی عمل کرنے والا کوئی نہیں ملا
ایسے کہنے والے کو بہہ جانے دو جو باعمل نہ ہو)

۲۴۱۔ ایک ایک نروار یا جو نرواری جائے
دوے دوے منہہ کا بولنا گھنے طمانچے کھائے
(اگر نبھا سکو تو ایک ایک کر کے باتوں کو نبھاؤ یعنی جو کہو اس پر عمل کرو
دو دو منُہ سے بولنے کا نتیجہ سخت طمانچے کھانا ہوتا ہے)

۲۴۲۔ مکھ کی میٹھی جو کہے ہردیا ہے مت آن
کہہ کبیر تہہ لوگ سے راموُ بڑے سیان
(جو شخص منہ سے میٹھی بات کہتا ہے لیکن اس کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے شخص سے خدا بھی ہوشیار رہتا ہے)

۲۴۳۔ جس کتھنی تس کرنیو جس چنبک تس نام
کہہ کبیر چنبک بنا کیوں ناہیں سنگرام
(جیسا قول ہو ویسا عمل ہونا چاہیے جیسے مقناطیس کا چنبک نام اس کے حسب حال ہے
کبیر کہتے ہیں کہ مقناطیس کے بغیر جنگ کیوں نہیں ہو سکتی)
(اس دوہے کا مطلب صاف نہیں ہوا یا تو متن میں غلطی ہے یا اس جگہ جنگ سے مراد وصال ہے جو بعید از فہم ہے۔ مترجم)

۲۴۴۔ شروتا تو گھر ہی نہیں وکتا بدے سو باد
شروتا وکتا ایک گھر تب کتھنی کو سواد
(سننے والا تو گھر ہی میں نہیں یعنی سمجھنے کی منزل ہی میں نہیں ہے چناں چہ کہنے والے کی بات بیکار ہے
جب کہنے والا اور سننے والا ایک گھر میں ہوتا ہے تبھی کہنے کا مزا ہے)

سہج بھاؤ (معمولیت)

۲۴۵۔ سہج سہج سب کوؤ کہے سہج نہ چینہے کوئے
جا سہجے صاحب ملے سہج کہاوے سوئے
(ہر شخص معمولیت کی بات کرتا ہے لیکن معمولیت کی پہچان کسی کو نہیں
جس معمولیت سے مالک ملیں معمولیت اسی کو کہنا چاہیئے)

۲۴۶۔ سہجے سہجے سب گیا سُت بت کام نکام
ایک میک ہیں مل رہا داس کبیرا نام
(معمولی طور سے سبھی کچھ یعنی فرزند دولت، خواہش، عمل بے خواہش چلا گیا یعنی دھیان سے اُتر گیا
کبیر نام کا غلام اسی ایکم ایک یعنی حقیقت واحدہ سے مل گیا)

۲۴۷۔ جو کچھ آوے سہج میں سوئی میٹھا جان
کڑوا لاگے نیم سا جا میں اینچا تان
(جو چیز بھی معمولی طور پر بغیر کشمکش کے ملے اسی کو میٹھی سمجھنا چاہیئے
جسے حاصل کرنے میں کھینچ تان ہو اسے نیم جیسا کڑوا سمجھو)

۲۴۸۔ سہج ملے سو دودھ سم مانگا ملے سو پان
کہہ کبیر وہ رکت سم جا میں اینچا تان
(جو معمولی طور پر خود بخود ملے وہ دودھ جیسا ہے اور جو مانگنے سے ملے وہ پانی جیسا
کبیر کہتے ہیں کہ جس کا حصول کش مکش سے ہو وہ خون کی طرح ہے۔)

مون بھاو (خاموشی)

۲۴۹۔ بھاری کہوں تو بہہ ڈروں ہلکا کہوں تو جھیٹھ
میں کا جانوں پیو کو نیناں کچھو نہ دیٹھ
(اگر میں اُسے بھاری کہوں تو بہت ڈر لگتا ہے ہلکا کہوں تو جھوٹ بات ہوگی
میں اپنے محبوب کو کیا جانوں ' اسے آنکھوں تو کبھی دیکھا ہی نہیں)

۲۵۰۔ دیٹھا ہے تو کس کہوں کہوں تو کو پتیائے
سائیں جس تیسا رہو ہرکھ ہرکھ گن گائے
(دیکھا ہے تو اُسے کیوں کر کہوں اور کہوں بھی تو کون یقین کرے گا
جیسے اللہ خاموش ہے ویسے تم بھی رہو اور خوش ہو کر اس کی حمد وثنا کرتے رہو)

۲۵۱۔ ایسو ادبھت مت کتھو کتھو تو دھرو چھپائے
بید قرانا نا لکھی کہوں تو کو پتیائے
(جیسی عجیب باتیں تم کرتے ہو وہ نہ کرو اور جو کی ہیں انھیں چھپا کر رکھو
جو بات وید یا قرآن میں کہیں نہیں لکھی اس پر تمھارے کہنے سے کون یقین کرے گا)

۲۵۲۔ جو دیکھے سو کہے نہیں کہے سو دیکھے نا نہہ
سنے جو سمجھاوے نہیں رسنا درگ سرت کا نہہ
(جو دیکھتا ہے وہ کہتا نہیں اور جو کہتا ہے وہ دیکھتا نہیں
جو اصلیت کو سن لیتا وہ اسے سمجھاتا نہیں ۔ اب بھلا کس کے زبان' آنکھ یا کان کہے جائیں)

۲۵۳ باد بیادے بش گھنا بولے بہت اُپادھ
مَون گہے سب کی سہے سمرے نام اگادھ
(بحث مباحثے میں زہر قاتل ہے اور بولنے میں بڑی مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے
سب سے اچھا ہے کہ ہر ایک کی بات خاموشی سے سن لو اور لاانتہا اللہ کا نام لیتے رہو)

جیون مرت (مرجیوا یا موت میں زندگی پانے والے)

۲۵۴۔ میں مرجیو سمند کا ڈبکی ماری ایک
موٹھی لایا گیان کی جا میں وستو انیک
(میں سمندر کا مرجیوا یعنی بے خوف غوطہ خور ہوں میں نے ایک غوطہ لگایا
اور معرفت کی مٹھی بھر لایا جس میں طرح طرح کی چیزیں موجود ہیں)

۲۵۵۔ ڈبکی ماری سمند میں نکسا جائے اکاس
گگن منڈل میں گھر کیا ہیرا پایا داس
(سمندر میں غوطہ لگا کر وہ سیدھا آسمان میں پہنچا
گورو کے داس نے ہیرا یعنی بڑا انعام پایا کیوں کہ اس نے گگن منڈل یعنی مکان لامکاں میں جگہ پائی)

۲۵۶ ہری ہیرا کیوں پایئے جن جیوے کی آس
گورو دریا سوں کاڑھسی کوئی مرجیوا داس
(جو لوگ جینے کی امید میں جیتے ہیں انھیں رب العالمین کا ہیرا کیوں کر ملے گا
اس ہیرے کو تو گورو کے دریا سے کوئی مرجیوا یعنی جانباز مرید ہی نکال سکتا ہے)

۲۵۷۔ کھری کسوٹی نام کی کھوٹا ٹکے نہ کوئے
نام کسوٹی سو ٹکے جیوت مرتک ہوئے
(حقیقی نام کی کسوٹی بڑی سچی ہے' اس پر کوئی کھوٹی چیز ٹک ہی نہیں سکتی
نام کی کسوٹی پر وہی ٹک سکتا ہے جو جیتے جی خود کو مردہ سمجھ لے)

۲۵۸۔ مرتے مرتے جگ موا اورس موا نہ کوئے
داس کبیرا یوں موا بہُڑ نہ مرنا ہوئے
(ساری دنیا موت کے ڈر سے مرتے مرتے مری' کھری موت کسی کو نہیں آئی
کبیر داس اس طرح مرے کہ پھر ان کا مرنا نہ ہو یعنی زندگی ہی میں موت کے خوف سے چھوٹ گئے)

۲۵۹۔ جا مرنے سے جگ ڈرے میرے من آنند
کب مرہوں کب پائیہوں پورن پرمانند
(جس موت سے سبھی خائف ہیں اس سے میرے دل کو خوشی ہوگی
میں تو منتظر ہوں کہ کب مروں اور کب مکمل آسائش یعنی خدائے واحد سے واصل ہوں)

۲۶۰۔ گھر جارے گھر اُوبرے گھر راکھے گھر جائے
ایک اچنبھا دیکھیا موا کال کو کھائے
(گھر کو جلا ڈالنے سے گھر سنبھلتا ہے اور اس کی حفاظت کرنے سے وہ ختم ہو جاتا ہے
یہ تعجب کی بات دیکھو کہ مردہ موت کو کھا جاتا ہے)

۲۶۱۔ روڑا بھیا تو کیا بھیا پنتھی کو دکھ دیئے
سادھو ایسا چاہیئے جیوں پینڈے کی کھیہہ
(اگر وہ راستے کا روڑا بن گیا تو کیا بنا، مسافر کو دکھ دینے والا ہی ہوا
سادھو تو ایسا ہونا چاہیئے جیسے راستے کی دھول)

۲۶۲۔ کھیہہ بھئی تو کیا بھیا اڑ اڑ لاگے انگ
سادھو ایسا چاہیئے جیسے نیر نپنگ
(دھول بھی بنا تو کیا فائدہ، وہ اُڑ اُڑ کر لوگوں کے جسم پر لگتی ہے۔
سادھو ایسا ہونا چاہیئے جیسے ٹھہرا ہوا پانی)

۲۶۳ نیر بھیا تو کیا بھیا تاتا سیرا جوئے
سادھو ایسا چاہیئے جو ہر جیسا ہوئے
(پانی بھی ہوگیا تو کیا ہوا، وہ تو گرم اور ٹھنڈا ہوتا رہتا ہے
سادھو ایسا ہونا چاہیئے جیسا خود خداوند ہوتا ہے)

۲۶۴۔ ہری بھیا تو کیا بھیا کرتا ہرتا ہوئے
سادھو ایسا چاہیئے ہر بھج نرمل ہوئے
(خدا بھی ہوگیا تو کیا ہوا، وہ تو پیدا اور ختم کرنے والا ہوتا ہے
سادھو تو ایسا چاہیئے جو ذکر خدا کر کے آلائشوں سے پاک ہو جائے)

۲۶۵۔ نرمل بھیا تو کیا بھیا نرمل مانگے ٹھور
مل نرمل سے رہت ہے تیں سادھو کوئی اور
(غیر ملوث ہونے سے بھی کیا ہوتا ہے، غیر ملوث بھی اپنے لیے مقام چاہتا ہے
جو پاکی ناپاکی سے بھی مبرا ہوتا ہے ایسا سادھو نرالا ہی ہوتا ہے)

۲۶۶۔ ڈھارس لکھ مرجیو کو دھنس کے پیٹھ پتال
جیو اٹک مانے نہیں گہہ لے نکریو لعل
(مرجیوے کا استقلال تو دیکھو، وہ تحت الثریٰ میں جا پہنچا
اس نے جان کی پروا نہیں کی اور ہاتھ میں لعل پکڑ کر لے آیا)

مدھ پنتھ (راہ متوسط)

۲۶۷ پایا کہیں تے باورے کھویا کہیں تے کور
پایا کھویا کچھ نہیں جیوں کا تیوں بھرپور
(جو کہتے ہیں کہ ہم نے پایا وہ باولے ہیں، جو کہتے ہیں ہم نے کھویا وہ ہٹے ہیں
جس نے نہ کچھ کھویا نہ کچھ پایا وہ جیوں کا تیوں مکمل بنا رہا)

۲۶۸۔ بھجوں تو کو ہے بھجن کو تجوں تو کا ہے آن
بھجن تجن کے مدھیہ میں سو کبیر من مان
(اگر میں بھجن کروں تو کس کا کروں اور ترک کروں تو کسے کروں، مجھ سے علاحدہ ہی کیا ہے
جو کچھ بھجن اور چھوڑنے کے درمیان ہے وہی کبیر کے دل میں بسا ہے)

۲۶۹۔ اتی کا بھلا نہ بولنا اتی کی بھلی نہ چُوپ
اتی کا بھلا نہ برسنا اتی کی بھلی نہ دھوپ
(نہ بولنا زیادہ اچھا ہوتا ہے نہ زیادہ خاموشی
نہ حد سے زیادہ بارش اچھی ہوتی ہے نہ سخت دھوپ ہی)

شُور دھرم (مذہب جاں بازی)

۲۷۰۔ گگن دمامہ باجیا پڑت نسانے گھاؤ
کھیت پکارے سورما اب لڑنے کا داؤں
(آسمان پر نقارہ بج اٹھا، نشانے پر چوٹ پڑ رہی ہے
میدانِ جنگ میں بہادر آواز دے رہا ہے کہ یہی لڑنے کا موقع ہے)

۲۷۱۔ سُورا سوئی سراہیئے لڑے دھنی کے ہیت
پُرزہ پُرزہ ہوئے رہے تہوں نہ چھانڑے کھیت
(اسی بہادر کی تعریف ہونی چاہیئے جو اپنے مالک کے لیے لڑے
چاہے اس کا جسم پُرزہ پُرزہ ہو جائے تب بھی میدان نہ چھوڑے)

۲۷۲۔ سورا سوئی سراہیے انگ نہ پہرے لوہ
جوجھے سب بند کھول کے چھانڑے تن کا موہ
(اسی بہادر کی تعریف ہے جو جسم پر لوہا یعنی زرہ بکتر نہ پہنے
جو سارے بند کھول کر جنگ کرے اور جسم کا خیال چھوڑ دے)

۲۷۳۔ کھیت نہ چھانڑے سورما جوجھے دو دل ماہنہ
آسا جیون مرن کی من میں لاوے ناہنہ
(بہادر میدان میں نہیں چھوڑتا بلکہ مخالف فوجوں کے درمیان ہو کر لڑتا ہے
اور جینے مرنے کی امید یعنی خیال دل میں نہیں لاتا)

۲۷۴۔ اب تو جوجھے ہی بنے مڑ چالے گھر دور
سر صاحب کو سونپتے سوچ نہ کیجے سور
(اب لڑنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، لوٹ کر جاؤ گے تو گھر بہت دور ہے
اے بہادر اپنا سر اپنے مالک کو سونپنے میں سوچ بچار نہ کر)

۲۷۵۔ سر راکھے سر جات ہے سر کاٹے سر سوئے
جیسے باتی دیپ کی کٹ اجیارا ہوئے
(سر کو بچانے سے سر جاتا رہتا ہے اور اپنا سر کاٹ دیا جاتا ہے تو سر سلامت رہتا ہے
جس طرح چراغ کی بتی کاٹی جاتی ہے تو روشنی ہو جاتی ہے)

۲۷۶۔ جو ہاروں تو سیو گورو جو جیتوں تو داؤں
ست نام سے کھیلتا جو سر جاؤ تو جاؤ
(اگر میں ہارتا ہوں تو گورو کی خدمت کا موقع ہے اور جیتا ہوں تو بازی میرے ہاتھ ہے
میں تو سچے نام کا جوا کھیلتا ہوں، اس میں سر جاتا ہے تو جاتا رہے)

۲۷۷۔ کھوجی کو ڈر بہت ہے پل پل پڑے بجوگ
ان راکھت جو تن گرے سو تن صاحب جوگ
(تلاش کرنے والے کو بڑے وسوسے ہوتے ہیں، اسے ہر لحظہ فراق ستاتا ہے
ایسی حالت میں جو جسم بے پروائی کی وجہ سے گر جائے وہی مالک کے کام کا ہوتا ہے)

۲۷۸۔ تیر تپک سے جو لڑے سوں تو شُور نہ ہوئے
مایا تج بھکتی کرے شُور کہاوے سوئے
(جو تیر و تفنگ سے لڑتا ہے وہ تو بہادر نہیں ہے
بہادر اسی کو کہنا چاہیئے جو دنیوی جھوٹ کو چھوڑ کر بھکتی کرنے لگے)

پاتِ برت (وفائے زوجگی)

۲۷۹۔ پت برتا میلی بھلی کالی کُچیت کُرُوپ
پت برتا کے روپ پر واروں کوٹ سروپ
(شوہر کی وفادار بیوی اگر کالی، بے ڈھنگی اور بدصورت ہو تو بھی اچھی
ایسی باوفا بیوی کی صورت پر کروڑوں حسیناؤں کو قربان کر دینا چاہیئے۔)

۲۸۰۔ پت برتا پت کو بھجے اور نہ آن سہائے
سِنگھ بچا جو لنگھنا تو بھی گھاس نہ کھائے
(باوفا بیوی صرف اپنے خاوند کا دھیان کرتی ہے کوئی دوسرا اُسے نہیں سہاتا
شیر کے بچے کو کئی فاقے ہو گئے ہوں پھر بھی گھاس نہیں کھائے گا)

۲۸۱۔ نینن انتر آؤ تو نینن جھانپ تو ہے لیوں
نا میں دیکھوں اور کو نا تو ہے دیکھن دیہوں
(اے مالک تم میری آنکھوں میں آؤ تاکہ تمھیں آنکھوں میں بند کر لوں
نہ میں خود کسی دوسرے کو دیکھوں نہ تمھیں کسی اور کو دیکھنے دوں)

۲۸۲۔ کبرا سیپ سمدر کی رٹے پیاس پیاس
اور بوند کو ناگہے سواتی بوند کی آس
(اے کبیر سمندر کی سیپ برابر پیاس پیاس رٹتی رہتی ہے
وہ کسی اور بوند کو نہیں لیتی، سواتی نکشتر کی بارش کی بوند کی امید میں ہے جس سے موتی بنتا ہے)

۲۸۳ پپہا کا پن دیکھ کر دھیرج رہے نہ رنچ
مرتے دم جل میں پڑا تبھوں نہ بوری چنچ
(پپیہے کی مستقل مزاجی دیکھ کر میرا دھیرج کھو گیا ہے
وہ مرتے وقت پانی میں پڑا ہے تاہم اس میں چونچ نہیں ڈالتا کیوں کہ وہ بھی سواتی کی بوند ہی کا طالب ہے)

۲۸۴۔ سندر تو سائیں بھجے تجے آن کی آس
تاہ نہ کبھوں پر ہرے پلک نہ چھانڑے پاس
(حسینہ تو وہی ہے جو اپنے خاوند کو یاد کرے اور دوسرے کسی کی امید کو ترک کر دے
وہ خاوند کو کبھی نہیں بھلاتی اور ایک پل بھی اس سے جدا نہیں ہوتی)

۲۸۵۔ چڑھی اکھاڑے سندری مانڑا پیو سے کھیل
دیپک جویا گیان کا کام کرے جیوں تیل
(حسینہ راگ رنگ کا کھیل اپنے خاوند کے ساتھ کھیلنے اکھاڑے میں اتری
اس نے معرفت کا دیا جلا لیا ہے جس میں اس کی وفا تیل کا کام کرتی ہے)

۲۸۶۔ سورا کے تو سر نہیں داتا کے دھن نانہہ
پت ورتا کے تن نہیں سُرت بسے من مانہہ
(بہادر کے سر نہیں ہوتا اور سخی کے پاس دولت نہیں رہتی یعنی یہ چیزیں دوسروں کی ہیں
وفا شعار بیوی کا اپنا جسم نہیں ہوتا، جسم تو خاوند کی ملکیت ہے اس کے دل میں تو خاوند کا دھیان ہی ہوتا ہے)

۲۸۷۔ پت برتا میلی بھلی گلے کانچ کا پوت
سب سکھین میں یوں دِپے جیوں روی سس کی جوت
(وفا شعار بیوی میلے کپڑوں میں اور گلے میں صرف کانچ کا دانہ ڈال کر بھی اچھی لگتی ہے
وہ اپنی سہیلیوں میں ہوتی ہے تو سورج اور چاند کی روشنی کی طرح جگمگ جگمگ کرتی ہے)

۲۸۸ پت برتا پت کو بھجے پت پر دھر وشواس
آن دِشا چتوے نہیں سدا پیو کی آس
(وفا شعار بیوی اپنے خاوند پر اعتماد رکھتی ہے اور اس کے دھیان میں غرق رہتی ہے
وہ کسی اور سمت دیکھتی ہی نہیں، وہ خاوند ہی سے سب امیدیں رکھتی ہے)

۲۸۹۔ نام رٹا تو کیا ہوا جو انتر ہے ہیت

پت برتا پت کو بھجے مکھے نام نہ لیت

(اگر کوئی منہ سے نام لیتا ہے اور اس کے دل میں کوئی مقصد ہو جس کے لیے وہ اللہ کا نام لے رہا ہے تو بیکار ہے
پتی برتا عورت کو دیکھو ہر دم خاوند کا دھیان کرتی ہے اور زبان پر اس کا نام نہیں لاتی)

۲۹۰۔ جو یہ ایک نہ جانیا بہہ جانے کا ہوئے

ایکے تیں سب ہوت ہیں سب تیں ایک نہ ہوئے

(اگر اس ایک کو نہیں جانا تو بہتوں کے جاننے سے کیا ہوتا ہے
اس ایک سے تو سبھی ہیں لیکن سب لوگوں سے مل کر وہ ایک نہیں بنتا ۔)

۲۹۱۔ ست آئے اُس ایک میں ڈار پات پھل پھول

اب کچھ پاچھے کیا رہا گہہ پکڑا جب مول

(اُس ایک میں سیکڑوں ڈال ، پتے ، پھل ، پھول ہیں
جب میں نے اسی ایک جڑ کو پکڑ لیا تو بعد میں کیا باقی رہا)

۲۹۲۔ پریت بڑی ہے تجھ سے بہُہ گنیا لا کنت

جو ہنس بولوں اور سے نیل رنگاؤں دنت

(او متعدد صفات والے شوہر مجھے تجھ سے بے حد محبت ہے
گر میں کسی دوسرے سے ہنس کر بولوں تو اپنے دانت نیلے رنگوالوں)

۲۹۳۔ کبرا ریکھ سندور اُر کاجر دیا نہ جائے

نینن پریتم رم رہا دوجا کہاں سمائے

(اے کبیر جہاں سندور کی لکیر ہے وہاں کاجل نہیں لگایا جاسکتا ۔
میری آنکھوں میں محبوب شوہر بسا ہوا ہے ان میں کسی اور کی گنجائش نہیں ہے)

۲۹۴۔ آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی میرے اور نہ کوئے

نیناں ماہیں تو بسے نیند کو ٹھور نہ ہوئے

(میرے لیے آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی یعنی رات دن کوئی اور نہیں ہے
میری آنکھوں میں تو ہی بسا ہوا ہے ان میں نیند کے لیے بھی جگہ نہیں ہے)

۲۹۵۔ اب تو ایسی ہوئے پری من اتی نرمل کینھ

مرنے کا ڈر چھانڑ کے ہاتھ سندھورا لینھ

(اب تو کچھ ایسی بن آئی کہ میں نے دل کو بہت پاک صاف کر لیا
اور موت کا خوف چھوڑ کر ہاتھ میں سندھورا لیا ، یعنی اس محبوب حقیقی کو شوہر بنالیا)

۲۹۶۔ ستی بچاری ست کیا کانٹوں سیج بچھائے

لے سوتی پیہ آپنا چہوں دس اگن لگائے

(میں نے ستی ہونے کا ارادہ کیا اور کانٹوں کا پلنگ بنا کر ستی ہو گئی
چاروں طرف آگ لگا کر اپنے شوہر کے ساتھ سو رہی)
(مراد تعلقات دنیوی چھوڑ کر فنا فی اللہ ہونے سے ہے ۔ مترجم)

۲۹۷۔ ستی نہ پیسے پیسنا جو پیسے سو رانڈ

سادھو بھیکھ نہ مانگئی جو مانگے سو بھانڈ

(ستی چکی نہیں پیسا کرتی ، چکی پیسنے والی رانڈ بیوہ ہوتی ہے
سادھو بھیک نہیں مانگا کرتا جو مانگتا ہے اسے بھانڈ کہنا چاہیئے)

۲۹۸۔ سیج بچھاوے سندری انتر پردہ ہوئے

تن سونپے من دے نہیں سدا سہاگن ہوئے

(حسینہ نے پلنگ بچھا دیا لیکن دل میں پردہ رکھا
جو اس طرح جسم دیدے لیکن دل نہ دے وہ سدا سہاگن ہے)
(یہاں مراد دنیوی فرائض پورے کرنے پر بھی اللہ پر توجہ رکھنے سے ہے ۔ مترجم)

سَت گورو (مرشد صادق)

۲۹۹۔ ست گورو سم کو ہے سگا سادھو سم کو دات
ہری سمان کو ہِتو ہے ہریجن سم کو جات
(مرشد صادق کی طرح اپنا سگا کون ہے اور سادھو کے برابر کون سخی ہے
اللہ جیسا کون مددگار ہے اور اللہ والوں سے بڑھ کر کون ذات ہے)

۳۰۰۔ گورو گوبند دوؤ کھڑے کاکے لاگوں پائیں
بلہاری گورو آپنے گوبند دیو بتائے
(میرے سامنے گورو اور خدا دونوں ہیں، میں کس کے پاؤں پڑوں
میں تو گورو کے صدقے ہوں کہ انھوں نے خدا کی پہچان کرادی)

۳۰۱۔ بلہاری گورو آپنے گھڑ گھڑ سو سو بار
مانس سے دیوتا کیا کرت نہ لاگی بار
(میں اپنے مرشد کے صدقے جنھوں نے مجھے سو سو مرتبہ گھڑ کر
انسان سے دیوتا بنادیا اور اس گھڑنے میں انھیں بالکل دیر نہ لگی)

۳۰۲۔ سب دھرتی کاگد کروں لیکھن سب بن رائے
سات سمند کی مَس کروں گورو گن لکھا نہ جائے
(میں ساری زمین کو کاغذ بناؤں اور بڑے جنگلوں کے درختوں کو قلم
اور ساتوں سمندروں کو روشنائی بناؤں پھر بھی گورو کے اوصاف نہیں لکھے جائیں گے)

۳۰۳۔ تن من واکو دیجئے جاکے وِشیا ناہِہ
آپا سب ہی ڈار کے راکھے صاحب ماہِہ
(جسم اور دل اس مرشد کو دینا چاہیئے جس کی اپنی کوئی غرض نہ ہو
جس نے اپنی ساری خودی کو ترک کرکے اسے مالک کے اندر ڈال دیا ہو)

۳۰۴۔ تن من دیا تو کیا ہوا نج من دیا نہ جائے
کہہ کبیر تا داس کو کیسے من پتیائے
(جس نے جسم و دل دے دیا لیکن جس سے اپنی خودی ترک نہ کی گئی
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے غلام یعنی مرید پر کیسے اعتماد ہوگا۔)

۳۰۵۔ گورو صقلی گر کیجئے منَہ مصقلہ دیئے
من کی مَیل چھڑائے کے چت درپن کرلیئے
(مرشد صیقل گر ہے وہ دل پر صیقل کرنے کا آلہ لگاتا ہے
وہ دل کا میل دور کرکے اسے آئینے جیسا بنا دیتا ہے)

۳۰۶۔ گورو دھوبی سکھ کاپڑا صابن سرجن ہار
سُرت سِلا پر دھوئیے نکسے جوس اپار
(مرشد دھوبی ہے، مرید کپڑا ہے اور صابون اللہ کی ذات ہے
وہ اسے دھیان کے پتھر پر دھوکر اس میں سے بے حد میل دور کردیتا ہے)

۳۰۷۔ گورو کمہار سکھ کنبھ ہے گڑھ گڑھ کاڑھے کھوٹ
انتر ہاتھ سہار کے باہر باہے چوٹ
(مرشد کمہار ہے اور مرید گھڑا۔ وہ اس میں سے ٹھونک ٹھونک کر خرابیاں دور کرتا ہے
اندر سے اپنے ہاتھ کا سہارا دے کر وہ باہر سے چوٹ مارتا ہے)

۳۰۸۔ کبرا تے نرَ اندھ ہیں گورو کو کہتے اور
ہری روٹھے گورو ٹھور ہے گورو روٹھے نہیں ٹھور
(اے کبیر وہ لوگ اندھے ہیں جو مرشد کو غیر سمجھتے ہیں
اگر خدا ناخوش ہو تو مرشد کی پناہ ہے مرشد ناخوش ہو تو کوئی پناہ نہیں)

۳۰۹۔ گورو ہیں بڑے گوبند تے من میں دیکھ بچار
ہر سمرے سو وار ہے گورو سمرے سو پار
(مرشد کا مرتبہ خدا سے زیادہ ہے یہ بات دل میں غور کر کے دیکھو
خدا کی عبادت سے دریا میں تیرنے لگتے ہو اور گورو کی خدمت سے پار اتر جاتے ہو)

۳۱۰۔ گورو پارس گورو پرس ہیں چندن باس سُباس
ست گورو پارس جیو کو دینھو مکتی نواس
(مرشد ہی پارس پتھر ہے اور مرشد ہی اس کا لمس، ان میں چندن کی طرح اندرونی خوشبو ہے
مرشد صادق کے لمس سے انسان کو دنیوی تعلقات سے آزادی مل جاتی ہے)

۳۱۱ پنڈت پڑھ گن پچ موئے گورو بن ملے نہ گیان
گیان بنا نہہ مکتی ہے ست شبد پرمان
(عالم لوگ پڑھتے غور کرتے اور دل میں علم کو اتارتے اتارتے مر گئے، گورو کے بغیر گیان نہیں ملتا
گیان نہیں ہے تو مکتی یعنی جینے مرنے سے رہائی نہیں، اس بات کو سچے قول نے ثابت کیا ہے)

۳۱۲۔ تین لوک نوکھنڈ میں گورو تے بڑا نہ کوئے
کرتا کرے نہ کر سکے گورو کرے سو ہوئے
(تینوں دنیاؤں اور نو مملکتوں میں مرشد سے بڑا کوئی نہیں
ایک بار خدا کا کیا ہوا نہ ہو تو نہ ہو مرشد کا کیا ضرور ہوتا ہے)

۳۱۳۔ کبرا ہری کے روٹھتے گورو کے سرنے جائے
کہہ کبیر گورو روٹھتے ہری نہہ ہوت سہائے
(کبیر کہتے ہیں کہ خدا کے ناخوش ہونے پر مرشد کی پناہ میں جایا جا سکتا ہے
لیکن مرشد کے ناخوش ہونے پر خدا بھی مدد نہیں کرتا)

۳۱۴۔ وستو کہیں ڈھونڈھیں کہیں کیہہ بدھ آوے ہاتھ
کہہ کبیر تب پائیے بھیدی لیجے ساتھ
(چیز کہیں ہے تلاش کہیں اور جاری ہے، بھلا وہ کیوں کر مل سکتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ تبھی ملے گی جب جاننے والے کو ساتھ لو)

۳۱۵۔ یہ تن بس کی بیلری گورو امرت کی کھان
سیس دیئے جو گورو ملیں تو بھی سستا جان
(یہ جسم زہر کی بیل ہے اور مرشد آب حیات کی کان ہے
اگر سر دینے پر مرشد ملے تو بھی اسے سستا سمجھنا چاہئے)

۳۱۶۔ کوٹن چندا اوگویں سورج کوٹ ہزار
ست گورو ملیا باہرے دیست گھور اندھار
(چاہے اس مادّی دنیا میں کروڑوں چاند اُگیں اور ہزار کروڑ سورج نکلیں
لیکن جب مرشد کامل مل جاتا ہے تو اپنے باہر جو کچھ ہے وہ گھُپ اندھیرا معلوم ہوتا ہے)

۳۱۷۔ ست گورو پارس کے سِلا دیکھو سوچ بچار
آئے پڑوسن لے چلی دیو دیا سنوار
(مرشد کامل پارس پتھر کی چٹان ہے اس بات کو غور سے سمجھو
پڑوسن آ کر اسے لے چلی اور اپنا دیا بھی سنوار دیا)

۳۱۸۔ چونسٹھ دیوا جوئے کے چودہ چندا ماںہہ
تہہ گھر کس کا چاندنا جیہہ گھر ست گورو ناںہہ
(اگر کسی کے گھر میں چونسٹھ چراغ جلیں اور چودہ چاند اُگیں
لیکن اگر وہاں مرشد کامل نہیں تو روشنی کس طرح ہوسکتی ہے)

۳۱۹۔ تاکی پوری کیوں پرے گورو نہ لکھائی باٹ
تاکو بیڑہ بوڑہے پھر پھر اوگھٹ گھاٹ
(ایسے آدمی کی ضرورت کیوں کر پوری ہوگی جسے مرشد نے راہ نہیں دکھائی
بار بار اس کا بیڑہ انجانے گھاٹ پر ڈوبے گا)

اسد گورو (مرشد نااہل)

۳۲۰۔ گورو ملا نا سکھ ملا لالن کھیلا داؤں
دوؤ بوڑے دھار میں چڑھ پاتھر کی ناؤں
(نہ مرید ٹھیک ملا نہ مرشد، یہ سب تو ایک طرح خدا کی تفریح رہی
ایسے مرید اور مرشد دونوں منجدھار میں ڈوب گئے کیوں کہ پتھر کی ناؤ پر بیٹھے تھے)

۳۲۱۔ جانتا بوجھا نہیں بوجھ کیا نہہ گون
اندھے کو اندھا ملا راہ بتاوے کون
(تو نے جاننے والے سے تو راہ پوچھی نہیں اور پوچھی بھی تو اس پر چلا نہیں
اب یہ جھوٹا مرشد کیا ہے تو جیسے اندھے کو اندھا ملا ہے، کون کسے راستہ بتائے)

۳۲۲۔ بندھے کو بندھا ملے چھوٹے کون اپائے
کر سیوا نربندھ کی پل میں لیت چھڑائے
(بندھے ہوئے یعنی مرید کو بندھا ہوا یعنی جھوٹا مرشد ملے تو رہائی کی کیا صورت ہو سکتی ہے
تجھے چاہیے کہ تو آزاد مرشد کی خدمت کرے کیوں کہ وہ دم بھر میں تجھے رہائی دلا دے گا)

۳۲۳۔ بات بنائی جگ ٹھگا من پرمودھا ناہہ
کہہ کبیر من لے گیا لکھ چوراسی ماںہہ
(جھوٹے مرشد نے باتیں بنا کر دنیا کو ٹھگا لیکن اپنے نفس کی تربیت نہیں کی
کبیر کہتے ہیں کہ اس کا من اسے چوراسی لاکھ قسم کی مخلوقات میں جنم لینے کو لے گیا یعنی اس کی مکتی نہیں ہوئی)

۳۲۴۔ نیر پیاوت کا پھرے گھر گھر سائر بار
ترشاونت جو ہوئیگا پیویگا جھک مار
(تو لوگوں کو پانی کیا پلاتا ہے۔ گھر گھر میں تو سمندر بھرا ہے
جو پیاسا ہوگا مجبور ہو کر پیے گا)
(مراد یہ ہے کہ روحانیت کا پرچار کرنے سے کچھ نہیں ہوگا، شائقین خود ہی روحانی تشنگی دور کرنے کی کوشش کریں گے)

۳۲۵۔ سکو ساکھے بہتے کیئے ست گورو کیا نہ میت
چالے تھے ست لوک کو بیچہہ اٹکا چت
(جھوٹے مرشد نے مرید اور روحانی سلسلے بہت بنائے لیکن کسی مرشد کامل سے دوستی نہیں کی
وہ حقیقت کی دنیا کی طرف چلے تھے لیکن ان کا دھیان بیچ ہی میں اٹک گیا)

سنت جن (نیک طینت لوگ)

۳۲۶۔ سادھو بڑے پرمارتھی گھن جیوں برسیں آئے
تپن بجھاویں اور کی اپنو پاوس لائے
(سادھو یعنی نیک طینت لوگ دوسروں کے محسن ہوتے ہیں، بادل کی طرح آکر برس جاتے ہیں
وہ اپنا حصہ بھی دے کر دوسروں کی ضرورت پوری کرتے ہیں)

۳۲۷۔ سنگھوں کے لیہڑے نہیں ہنسوں کی نہہ پات
لعلوں کی نہہ بوریاں سادھ نہ چلیں جماعت
(شیروں کے جھنڈ نہیں ہوتے اور ہنس قطاروں میں نہیں ہوتے
لعل بوریوں میں نہیں بھرے جاتے اور سادھو جماعتوں میں نہیں چلتے)

۳۲۸۔ سب بن تو چندن نہیں شورا کا دل ناہہ
سب سمدر موتی نہیں یوں سادھو جگ ماںہہ
(سارے جنگلوں میں صندل نہیں ہوتا اور جانبازوں کے گروہ نہیں ہوتے
سارے سمندر میں موتی نہیں ہوتے، اسی طرح سادھو دنیا میں اکا دکا ہوتے ہیں)

۳۲۹۔ سادھ کہاوت کٹھن ہے لمبا پیڑ کھجور
چڑھے تو چاکھے پریم رس گرے تو چکنا چور
(سادھو ہونا مشکل کام ہے۔ یہ تو کھجور کا لمبا درخت ہے
اگر اس پر چڑھ گئے تو محبت کی حلاوت مل گئی اور گرے تو چکنا چور ہو گئے)

۳۳۰۔ گانٹھی دام نہ باندھئی نہہ ناری سوں نیہہ
کہہ کبیر تا سادھ کی ہم چرنن کی کھیہہ
(جو اپنی گرہ میں پیسہ نہیں باندھتا اور جسے عورت سے عشق نہیں ہے
کبیر کہتے ہیں کہ میں ایسے سادھو کی خاکِ پا ہوں)

۳۳۱۔ برچھ کبھوں نہیں پھل بھکھیں ندی نہ سنچے نیر
پرمارتھ کے کارنے سادھن دھرا سریر
(درخت خود پھل نہیں کھاتے اور ندی پانی نہیں پیتی
اسی طرح دوسروں کی بھلائی کے لیے سادھو لوگ جسم اختیار کرتے ہیں)

۳۳۲۔ سادھو سادھو سب ہی بڑے اپنی اپنی ٹھور
شبد وِوِیکی پارکھی تے ماتھے کے مور
(سارے ہی سادھو اپنی اپنی جگہ بڑے ہیں
لیکن جو روحانی آہنگ کو سمجھتا ہے وہ سادھو سب کا سرتاج ہے)

۳۳۳۔ سادھ سادھ سب ایک ہیں جیوں پوستے کا کھیت
کوئی وِوِیکی لال ہے نہیں سیت کا سیت
(سارے سادھو ایک سے دکھائی دیتے ہیں جیسے پوست کا کھیت ہو
ان میں سے کوئی کوئی روشن ضمیر سرخ ہوتا ہے باقی سب تو سفید کے سفید ہیں)

۳۳۴۔ نرا کار کی آرسی سادھو ہی کی دیہہ
لکھا جو چاہے الکھ کو انہی میں لکھ لیہہ
(سادھو کا جسم غیر مجسم والے یعنی خدا کا آئینہ ہے
اگر نادیدہ خدا کو تو دیکھنا چاہے تو انھیں میں دیکھ لے)

۳۳۵ کوئی آوے بھاو سے کوئی آوَ ابھاؤ
سادھ دوؤ کو پوشتے گنیں نہ بھاوا بھاؤ
(چاہے کوئی عقیدت کے ساتھ آئے چاہے بے عقیدت آئے
سادھو لوگ دونوں کی مدد کرتے ہیں وہ عقیدت ہونے نہ ہونے کی پروا نہیں کرتے)

۳۳۶۔ نہہ شیتل ہے چندرماں ہم نہہ شیتل ہوئے
کبرا شیتل سنت جن نام سنیہی سوئے
(ٹھنڈک نہ چاند میں ہے نہ برف میں ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ٹھنڈک ایسے سادھو لوگوں میں ہوتی ہے جنھیں اللہ کا نام پیارا ہے)

۳۳۷۔ جات نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیجئے گیان
مول کرو تروار کا پڑی رہن دو میان
(سادھو کی ذات پات نہ پوچھو، اس کی عرفانیت کو پوچھو
تم تلوار کا سودا کرو اور نیام پڑی رہنے دو)

۳۳۸۔ سنت نہ چھوڑے سنتئی لوٹک ملیں اسنت
ملے بھوجنگ بیٹھیا سیتلتا نہ تجنت
(سادھو لوگ نیک طینت ہونا نہیں چھوڑتے چاہیں کروڑوں برے لوگ ملیں
صندل میں سانپ دانت مارتے ہیں لیکن اس کا ٹھنڈک دینے کا وصف نہیں جاتا)

۳۳۵۔ سادھو ایسا چاہیئے دُکھے دکھاوے نانہہ
پان پھول چھوڑے نہیں بسے باغیچہ مانہہ

(سادھو کو ایسا ہونا چاہیئے' جو نہ خود دکھی ہو نہ دوسروں کو دکھی کرے
جو حقیر سوغات قبول کرے اور باغیچے میں رہے یعنی گھر کے اندر نہ رہے)

۳۳۶۔ سادھو سدھ بہُ انترا جیسے آم ببول
واکی ڈاری امی پھل یاکی ڈاری سول

(سادھو اور سدھ میں بہت فرق ہے جیسے آم اور ببول میں ہے
اس کی شاخ میں امرت جیسا پھل لگتا ہے' اس کی شاخ میں کانٹا)
(اس میں سدھوں کے فرقے کی مذمت کی گئی ہے۔ مترجم)

۳۴۱۔ ہری دریا سو بھر بھرا سادھو کا گھٹ سیپ
تا ہیں موتی نیپجے چڑھے دساور دیپ

(خدا ایک صاف شفاف بھرا دریا ہے اور اس میں سادھو کا جسم سیپی کی طرح ہے
اس سیپی میں موتی پیدا ہوتا ہے جو دور دراز جزائر میں بھیجا جاتا ہے)

۳۴۲۔ سادھو بھوکا بھاؤ کا دھن کا بھوکی نانہہ
دھن کا بھوکا جو پھرے سو تو سادھو نانہہ

(سادھو صدق دلی کا بھوکا ہوتا ہے دولت کا بھوکا نہیں ہوتا
جو دولت کا بھوکا ہو اسے سادھو نہیں کہنا چاہیئے)

۳۴۳۔ سادھو سمندر جانیے ماہی رتن بھرائے
مند بھاگ مُوٹھی بھرے کر کنکر چڑھو جائے

(سادھو کو سمندر سمجھو جس کے اندر جواہرات بھرے ہیں
لیکن بد قسمت آدمی اس میں مٹھی بھرتا ہے تو کنکڑ ہی ہاتھ آتے ہیں)

۳۴۴۔ چندن کی کُٹکی بھلی نہہ ببول لکھ راؤں
سادھن کی جھونپڑی بھلی نا ساکٹ کو گاؤں

(صندل کی ایک ٹہنی اچھی ہے ببول کا پورا باغ اچھا نہیں
سادھو کی ایک جھونپڑی اچھی ہے' بیہودہ لوگوں کا پورا گاؤں اچھا نہیں)

۳۴۵ ہری سیتی ہری جن بڑے سمجھ دیکھ من مانہہ
کہہ کبیر جگ ہری وِکھے سو ہری ہری جن مانہہ

(اللہ والے اللہ سے بھی بڑے ہیں یہ بات دل میں سمجھ لو
کبیر کہتے ہیں کہ دنیا اللہ کی تلاش میں ہے اور اللہ اللہ والوں کے اندر موجود ہے)

۳۴۶۔ جو چاہے ساکار تو سادھو پر تیچھ دیو
نرا کار نج روپ ہے پریم پریت سے سیو

(اگر تو اللہ کو باجسم دیکھنا چاہتا ہے تو سادھو اسی کا روپ ہے
وہ غیر جسم یعنی اللہ کا اپنا ہیولیٰ ہے' اس کی محبت کے ساتھ خدمت کر)

۳۴۷۔ پکشا پکشی کارنے سب جگ رہا بھُلان
نرپکشے ہوئے ہری بھجے سوئی سنت سُجان

(فرقہ بندی کی وجہ سے ساری دنیا بھلاوے میں پڑی ہے
جو فرقہ بندی سے علاحدہ ہو کر خدا کی یاد کرتا ہے وہی فہیم سادھو ہے)

۳۴۸۔ سمجھ بوجھ جڑ ہوئے رہے بل تج نربل ہوئے
کہہ کبیر تا سنت کو پلا نہ پکرے کوئے

(جو سمجھ بوجھ کر احمق سا بنا رہے یعنی علم ظاہر نہ کرے اور طاقت رکھتے ہوئے بھی ناتواں بنا رہے
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے سادھو کی برابری کوئی نہیں کر سکتا)

۳۴۹۔ حد چلا سو مانوا بے حد چلے سو سادھ
حد بے حد دونوں تجے تا کو متا اگادھ
(جو مادی حدود کے اندر رہے وہ معمولی انسان ہے، جو حد سے باہر جائے وہ سادھو ہے
اور جو حد اور بے حد دونوں سے علاحدہ ہے اس کا علم لامحدود ہے)

۳۵۰۔ سونا سجن سادھ جن ٹوٹ جریں سو بار
درجن کنبھ کمھار کے ایکے دھکا درار
(سونا، نیک طینت لوگ اور سادھو سو بار ٹوٹ کر جُڑ جاتے ہیں یعنی آزمائشوں سے گزر جاتے ہیں
بد طینت لوگ کمہار کے گھڑے کی طرح ہوتے ہیں جن میں ایک دھکے ہی سے دراڑ پڑ جاتی ہے)

۳۵۱۔ جیون مکتے ہوئے رہے تجے خلق کی آس
آگے پیچھے ہری پھریں کیوں دکھ پاوے واس
(انسان کو چاہیے کہ زندگی کی محبت چھوڑ دے اور دنیا سے امیدیں بھی چھوڑ دے
اس کے آگے پیچھے تو خدا ہے ہی۔ وہ تکلیف کیوں اٹھائے گا)

اسجن (بد طینت لوگ)

۳۵۲۔ سنگت بھئی تو کیا بھیا ہردا بھیا کٹھور
نونیزہ پانی چڑھے تئو نہ بھیجے کور
(خراب آدمی کو اچھی صحبت ملی بھی تو کیا ہوگا کیوں کہ اس کا دل سخت ہے
اگر نونیزہ گہرا پانی ہو تو بھی اس کا دامن نہ بھیگے گا)

۳۵۳۔ ہریا جانے روکھڑا جو پانی کا نیہہ
سوکھا کاٹھ نہ جانہی کیتہہ برسا میہہ
(ہرا درخت اسے کہو جو پانی سے محبت کرے یعنی اسے چوسے
خشک لکڑی پہ کیا اثر ہو سکتا ہے چاہے جتنا منھ برسے)

۳۵۴۔ کبرا مورکھ پرانیاں نکھ سکھ پاکھر آہ
باہن مارا کا کرے بان نہ لاگے تاہ
(کبیر کہتے ہیں کہ احمق لوگ سر سے پاؤں تک لوہے کی زرہ سے ڈھکے ہوتے ہیں
انھیں چلانے والا یعنی مرشد کیا کرے، ان پر کوئی انکس اثر ہی نہیں کرتا)

۳۵۵۔ پسُوا سوں پالا پریو رہُ رہُ ہیا نہ کھیج
اُوسر بیج نہ اُوگسی گھوے دونا بیج
(اے دل تو رہ رہ کر پریشان نہ ہو کہ تیرا حیوان صفت انسان سے پالا پڑا ہے
بنجر زمین میں چاہے دوگنا بیج ڈالو پھر بھی بیج نہیں اُگ سکتا)

۳۵۶۔ کبرا چندن کے نکٹ نیم بھی چندن ہوئے
بوڑے بانس بڑھائیا یوں جن بوڑو کوئے
(کبیر کہتے ہیں کہ صندل کے درخت کے قریب کا نیم بھی صندل بن جاتا ہے
بزرگ یعنی مرشد پانی میں بانس بڑھا رہے ہیں اسے پکڑ لو اور ڈوبو نہیں)

۳۵۷۔ چال بکُل کی چلت ہیں بہُر کہا ویں ہنس
تے مکتا کیسے چگیں پریں کال کے پھنس
(یہ لوگ ہنس کہلاتے ہیں اور بگلے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں
یہ موتی کس طرح چگ سکتے ہیں، انھیں تو موت کے دام میں پھنسنا ہی ہے)

۳۵۸۔ سادھو بھیا تو کیا بھیا مالا پہری چار
باہر بھیس بنائیا بھیتر بھری بھنگار
(چار چار مالائیں پہن کر سادھو بننے سے کیا ہوتا ہے
باہر سے تو بھیس بنا لیا اندر یعنی دل میں کوڑا کرکٹ بھرا ہے)

۳۵۹ ماتھا تلک لگائے کے بھگتی نہ آئی ہاتھ
داڑھی مونچھ مڑائے کے چلے دُنی کے ساتھ
(ماتھے پر تلک لگانے سے بھگتی ہاتھ نہیں آتی
ایسے ڈھونگی سادھو داڑھی مونچھ مڑوا کر کے بھی دنیا کے ساتھ چلتے ہیں)

۳۶۰ داڑھی مونچھ مڑائے کے ہوا گھوٹم گھوٹ
من کو کیوں نہیں موڑیئے جا میں بھریا کھوٹ
(ڈھونگی سادھو داڑھی مونچھ منڈوا کر گھوٹم گھوٹ ہو گیا
اپنے دل کو کیوں نہیں مونڈتا جس میں برائیاں بھری پڑی ہیں)

۳۶۱۔ مونڈ مڑائے ہری ملیں سب کوئی لیس مڑائے
بار بار کے مونڑنے بھیڑ نہ بیکنٹھ جائے
(اگر سر منڈوانے سے خدا ملیں تو سبھی سر منڈوا لیں
بھیڑ کو بار بار مونڈا جاتا ہے لیکن اس سے وہ جنت میں نہیں جاتی)

۳۶۲۔ کیسن کہا بگاریا جو موڑو سو بار
من کو کیوں نہہ موڑیے جا میں وِشے وکار
(تمھارے بالوں نے تمھارا کیا بگاڑا ہے جو انھیں سو سو بار منڈواتے ہو
اپنے دل کو کیوں نہیں مونڈتے جس میں گناہ اور آلائشیں بھری پڑی ہیں)

۳۶۳۔ بانبی کوٹیں باورے سانپ نہ مارا جائے
مورکھ بانبی ناڈسے سانپ سبن کو کھائے
(وہ پاگل ہیں جو سانپ کی بانبی پیٹتے رہتے ہیں سانپ کو نہیں مار پاتے
اے احمق بانبی کسی کو نہیں ڈستی، سانپ ہر ایک کو کاٹتا ہے)

۳۶۴۔ جو وِبھوت سادھن تجی تیہہ وِبھوت لپٹائے
جون بُون کر ڈاریا سوان سواد کر کھائے
(سادھوؤں نے جو دولت چھوڑ دی اسی دولت سے تو لپٹا ہوا ہے
اسی طرح جیسے کسی کی قے کو کتا ذائقے لے کر کھاتا ہے)
(غالباً اس میں کشف و کرامات کے اظہار کی مذمت ہے۔ مترجم)

۳۶۵۔ ہم جانا تم مگن ہو رہے پریم رس پاگ
رنچک پون کے لاگتے اٹھے ناگ سے جاگ
(میں نے سمجھا تھا کہ تم خدا میں محو ہو اور اس کی محبت میں مستغرق ہو
تم تو ذرا سی ہوا لگتے ہی ناگ کی طرح جاگ اٹھے)

۳۶۶۔ سجن تو درجن بھیا سُن کاہو کو بول
کانسا تانبا ہوئے رہا نہہ ہرنیہ کا مول
(تم کسی کی ایک بات سن کر ہی نیک طینت سے بد طینت بن گئے
کانسا تو آخر کار تانبا ہی رہتا ہے، اس کی سونے جیسی قیمت نہیں ہو سکتی)

۳۶۷۔ لوہے کیری ناو را پاہن گروا بھار
سر میں بس کی موٹری اترن چاہے پار
(تمھاری ناؤ تو لوہے کی بنی ہے اور اس میں پتھروں کا بھاری بوجھ لدا ہے
تمھارے سر کے اندر زہر کی پوٹلی ہے پھر بھی تم پار اترنا چاہتے ہو)

۳۶۸۔ سکلو دُرمت دور کر اچھا جنم بناؤ
کاگ گون بدھ چھوڑ دے ہنس گون چل آؤ
(تم ساری برائیاں دور کر کے اپنی زندگی کو بہتر بناؤ
کوے کی چال والی سمجھ چھوڑ دو اور ہنس کی چال سے چل کر آؤ)

۳۶۹۔ چندن سرپ لپیٹا چندن کاہ کرائے
روم روم بس بھینیا امرت کہاں سمائے
(صندل کے درخت میں سانپ لپٹے ہیں، بے چارہ صندل کیا کر سکتا ہے
اس کے روئیں روئیں میں زہر سرایت کر گیا ہے، اب امرت اس میں کہاں سما سکتا ہے)

۳۷۰۔ ملیا گر کے پاس میں بیدھا ڈھاک پلاس
بنیا کبھو نہ بیدھیا جگ جگ رہیا پاس
(تم نے صندل کے پاس لگا ہوا ڈھاک کا درخت کاٹ لیا
تم نے بانس کیوں نہیں کاٹا کہ وہ تمہارے پاس ہمیشہ رہتا)

۳۷۱۔ زہر زمیں دے روپیا امی سینچے سو بار
کبرا خلق نا تجے جا میں جون بچار
(زمین میں زہر بو دیا اور اسے سو سو بار امرت سے سینچا
کبیر کہتے ہیں کہ دنیا کے علائق کو ترک نہ کرنا ایسا ہی ہے، اس پر دل میں غور کرو)

۳۷۲۔ گورو بے چارہ کیا کرے سشیہ میں ہے چوک
شبد بان بیدھے نہیں بانس بجاوے پھونک
(جب مرید ہی میں خرابی ہے تو مرشد کیا کر سکتا ہے
وہ مرید صرف پھونک پھونک کر بانسری بجاتا رہتا ہے، روحانی آہنگ کو نہیں چھیڑتا)

ست سنگ (صحبت پاک)

۳۷۳۔ کبرا سنگت سادھ کی ہرے اور کی ویادھ
سنگت بُری اسادھ کی جا میں کوٹ اپادھ
(اے کبیر اچھے آدمی کا ساتھ دوسروں کا دکھ دور کر دیتا ہے
برے آدمی کا ساتھ بُرا ہے کیوں کہ اس سے کروڑوں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں)

۳۷۴۔ کبرا سنگت سادھ کی جو کی بھوسی کھائے
کھیر کھانڈ بھوجن ملے ساکٹ سنگ نہ جائے
(کبیر کہتے ہیں کہ سادھو کی سنگت جو کی بھوسی کھا کر بھی بہتر ہے
اگر بد طینت آدمی کے پاس کھیر اور شکر ملے تو بھی اس کا ساتھ نہیں کرنا چاہیئے)

۳۷۵۔ کبرا سنگت سادھ کی جیوں گندھی کا واس
جو کچھو گندھی دے نہیں تو بھی واس سواس
(اے کبیر سادھو کی سنگت عطر فروش کی رہایش گاہ جیسی ہوتی ہے
وہاں اگر عطر فروش عطر نہ دے تو بھی تمہیں خوشبو ملے گی)

۳۷۶۔ متھرا بھاویں دوارکا بھاویں جا جگنا تھ
سادھ سنگت ہری بھجن بن کچھو نہ آوے ہاتھ
(چاہے تم متھرا جاؤ چاہے دوارکا چاہے جگنا تھ پوری جاؤ
لیکن سادھو کی سنگت اور خدا کی یاد کے بغیر کچھ ہاتھ نہیں آنے والا ہے)

۳۷۷۔ تے دن گئے اکارتھی سنگت بھئی نہ سنت
پریم بنا پشو جیونا بھکتی بنا بھگونت
(جن دنوں سادھوؤں کا ساتھ نہ ملا وہ دن بے کار ہی گزرے
ان کی محبت اور خدا کی عبادت کے بغیر زندگی جانوروں جیسی ہو جاتی ہے)

۳۷۸۔ کبرا من پنچھی بھیا بھاویں تہواں جائے
جو جیسی سنگت کرے سو تیسا پھل پائے
(اے کبیر دل تو پرندہ بن کر جہاں چاہتا ہے جاتا ہے
لیکن جیسے لوگوں کے ساتھ میں رہتا ہے ویسا ہی نتیجہ پاتا ہے)

۳۷۹۔ کبرا کھائیں کوٹ کی پانی پیوے نہ کوئے
جائے ملے جب گنگ میں سب گنگودک ہوئے
(اے کبیر قلعے کی خندق کا پانی کوئی نہیں پیتا
لیکن یہی پانی گنگا میں پہنچ کر پورا گنگا جل ہوجاتا ہے)

کوسنگ (صحبتِ بد)

۳۸۰۔ جان بوجھ سانچی تجے کرے جھوٹ سوں نیہہ
تاکی سنگت ہے پربھو سپنے ہُومت دیہہ
(جو شخص جان بوجھ کر سچی بات چھوڑتا ہے اور جھوٹ کو عزیز رکھتا ہے
اے میرے مالک ایسے شخص کا ساتھ مجھے خواب میں بھی نہ دینا)

۳۸۱۔ تو ہی پیر جو پریم کی پاکا سیتی کھیل
کانچی سرسوں پیر کے کھلی بھیا نا تیل
(اگر تجھے واقعی محبت کا درد ہے تو پختہ ہی سے سروکار رکھ
کچی سرسوں کو لہو میں پیرے گا تو نہ کھلی ملے گی نہ تیل ملے گا)

۳۸۲۔ داغ جو لاگا نیل کا سو من صابن دھوئے
کوٹ جتن پربودھیے کاگا ہنس نہ ہوئے
(نیل کا داغ لگتا ہے تو سو من صابون سے دھونے سے بھی نہیں جاتا
کروڑوں جتن سے سکھانے پڑھانے سے بھی کوا ہنس نہیں بن سکتا)

۳۸۳۔ ماری مرے کو سنگ کی کیرا کے ڈھنگ بیر
وہ ہالے وہ انگ چرے بدھنے سنگ نبیر
(صحبتِ بد کی مار ہلاک کن ہوتی ہے۔ جیسے بیری کے پاس کیلے کا درخت ہو
تو وہ ہلتی ہے اور اس کے اعضا پھٹتے ہیں۔ اب خدا ہی خیر کرے)

۳۸۴۔ کیرا تبہہ نہ چیتیا جب ڈھنگ لاگی بیر
اب کے چیتے کیا بھیا کانٹن لینہوں گھیر
(کیلے نے اس وقت ہوش کیوں نہیں کیا جب بیری کے پاس لگا تھا
اب ہوشیار ہونے سے کیا ہوتا ہے جب چاروں طرف کانٹے ہی کانٹے ہو گئے)

سیوک اور داس (خادم اور غلام)

۳۸۵۔ دوار دھنی کے پڑ رہے دھکا دھنی کا کھائے
کبھی ک دھنی نواجئی جو در چھانڑ نہ جائے
(غلام کو چاہیئے کہ وہ مالک کے دھکے کھا کر بھی اس کے دروازے پر پڑا رہے
اگر وہ در کو چھوڑ کر نہیں جائے گا تو کبھی نہ کبھی تو مالک اس پر مہربان ہو گا)

۳۸۶۔ داسا تن ہردے نہیں نام دھراوے داس
پانی کے پیے بنا کیسے مٹے پیاس
(عبودیت تو دل میں ہے نہیں اور خود کو غلام کہتے ہیں
اس سے کیا فائدہ۔ پانی پیئے بغیر پیاس کیسے جا سکتی ہے)

۳۸۷۔ بھکتی مکتی مانگوں نہیں بھگتی دان دے موہے
کوئی اور یاچوں نہیں نس دن یاچوں توہے
(اے مالک نہ میں دنیوی عیش چاہتا ہوں نہ مکتی۔ مجھے تو بھکتی کی بھیک چاہیئے
میں کسی اور کے آگے سوال نہیں کرتا رات دن تیرے آگے ہی سوالی ہوں)

۳۸۸۔ کاجر کیری کوٹھری ایسا یہ سنسار
بلہاری وا داس کی پیٹھ کے نکسن ہار
(یہ دنیا ایسی ہے جیسی کاجل کی کوٹھری
خدا کے اس بندے کے صدقے جاؤں جو اس میں گھس کر باہر آجائے)

٣٨٩۔ ان راتے سکھ سونا راتے نیند نہ آئے
جیوں جل چھوٹے ماچھری تلپھت رین بہائے
(اس مرید کو آرام کا سونا فضول معلوم ہوتا ہے اُسے راتوں نیند نہیں آتی
جیسے پانی سے جدا ہوئی مچھلی تڑپتی ہے ویسے ہی تڑپتے ہوئے اس کی رات گزرتی ہے)

٣٩٠۔ جا گھٹ میں سائیں بسیں سو کیوں چھانا ہوئے
جتن جتن کر دابئے تو اجیالا سوئے
(جس کے اندر مالک بستے ہیں وہ سایہ دار یعنی اندھیرا کیوں ہوگا
چاہے ہزار کوشش کر کے اسے ڈھکو پھر بھی وہ روشن ہو رہے گا)

٣٩١۔ گھٹ گھٹ میرا سائیاں سونی سیج نہ کوئے
بلہاری وا داس کی جا گھٹ پرگٹ ہوئے
(میرا مالک ہر جگہ ہے۔ کوئی پلنگ یعنی کوئی جگہ خالی نہیں ہے
لیکن اس بندے کے صدقے جاؤں جس میں وہ ظہور کرتا ہے)

بھیس

٣٩٢۔ تتو تلک ماتھے دیا سرت سرونی کان
کرنی کنٹھی کنٹھ میں پرسا پد نروان
(میں نے حقیقت کا تلک ماتھے پہ لگایا ہے اور کان میں دھیان کی مالا لٹکائی ہے
با عمل زندگی کی کنٹھی گلے میں ڈالی ہے اور اس طرح مکتی کو حاصل کر لیا ہے)

٣٩٣ من مالا تن میکھلا بھے کی کرے بھبوت
الکھ ملا سب دیکھتا سو جوگی اودھوت
(جس نے اپنے من کو مالا بنایا ہو اور بدن کو رسی کا کمربند اور خوف خدا کی بھبھوت لگائی ہو
اور جو ہر چیز میں نادیدہ مالک کو ملا ہوا دیکھتا ہے وہی جوگی مرتبہ والا ہے)

٣٩۴۔ تن کو جوگی سب کرے من کو برلا کوئے
سہجے سب بدھ پایئے جو من جوگی ہوئے
(سبھی جسم کو جوگی بنا دیتے ہیں، نفس کو جوگی بنانے والا برلا ہی ہوتا ہے
لیکن اگر من جوگی ہو جاتا ہے تو بڑے آرام سے سب مل جاتا ہے)

٣٩۵۔ ہم تو جوگی منہہ کے تن کے ہیں تے اور
من کا جوگ لگاوتے دسا بھئی کچھ اور
(ہم تو من کے جوگی ہیں، تن کے جوگی کوئی اور ہوں گے
من کا جوگ لگانے میں ہماری حالت ہی دوسری ہو گئی ہے)

چیتاونی (تنبیہ)

٣٩٦۔ کبرا گرؤ نہ کیجیے کال گہے کر کیس
نا جانوں کت مارہے کیا گھر کیا پردیس
(اے کبیر گھمنڈ نہ کرنا۔ موت اپنے ہاتھ میں تمھارے بال پکڑے ہے
یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں مارے گی، گھر میں یا پردیس میں)

٣٩٧۔ جھوٹے سُکھ کو سُکھ کہیں مانت ہیں من مود
جگت چبینا کال کا کچھ مکھ میں کچھ گود
(لوگ جھوٹے آرام کو آرام سمجھتے ہیں اور دل میں خوش ہوتے ہیں
یہ نہیں جانتے کہ دنیا موت کا چبینا ہے جو کچھ اس کے منہ میں ہے کچھ گود میں)

٣٩٨۔ کشل کشل ہی پوچھتے جگ میں رہا نہ کوئے
جرا موئی نا بھے موا کشل کہاں سے ہوئے
(خیریت کو تلاش کرتے کرتے دنیا میں سب لوگ ختم ہو گئے
نہ تو بڑھاپے کو موت آئی نہ موت کا ڈر ختم ہوا، خیریت کہاں سے ہوگی)

۳۹۹۔ پانی کیرا بدبدا اس مانس کی جات
دیکھت ہی چھپ جائے گا جیوں تارا پربھات
(آدمی کی ذات پانی کے بلبلے کی طرح ہے
وہ دیکھتے دیکھتے ہی ایسے چھپ جائے گا جیسے صبح کا تارا)

۴۰۰۔ رات گنوائی سوئی کر دِوس گنوایا کھائے
ہیرا جنم امول تھا کوڑی بدلے جائے
(تو نے رات سوکر گنوائی اور دن کھانے پینے میں گنوایا
تیرا جنم بے بہا ہیرا تھا جسے تو نے کوڑی کے بدلے دے دیا)

۴۰۱۔ آچھے دن پاچھے گئے گورو سے کیا نہ ہیت
اب پچھتاوا کیا کرے چڑیاں چگ گئیں کھیت
(تیرے اچھے دن گزر گئے اور تو نے مرشد سے محبت نہیں کی
اب تیرے پچھتاوے سے کیا فائدہ جب چڑیاں کھیت چگ گئی ہوں)

۴۰۲۔ کالہہ کرے سو آج کر آج کرے سو اب
پل میں پرلے ہوئے گی بہُر کرے گا کب
(جو کچھ کل کرنا ہے وہ آج کرلو اور جو آج کرنا ہے وہ ابھی کرلو
ایک پل میں تو دنیا کا خاتمہ ہونے والا ہے، پھر کب کروگے)

۴۰۳۔ پاو پلک کی سدھ نہیں کرے کالہہ کا ساج
کال اچانک مارسی جیوں تیتر کو باج
(پلک مارنے کے وقت کے چوتھائی وقت کی تو خبر نہیں اور کل کے لیے تیاری ہورہی ہے
موت اچانک ہی آکر مارے گی جیسے تیتر کو باز مار دیتا ہے)

۴۰۴۔ کبرا نوبت آپنی دس دن لیہو بجائے
یہ پُر پٹن یہ گلی بہُر نہ دیکھو آئے
(اے کبیر دس دن کے لیے اپنی نوبت بجالو
پھر یہ آبادی یہ شہر اور یہ گلی دیکھنے کو نہیں ملے گی)

۴۰۵ پانچوں نوبت باجتی ہوت چھتیسوں راگ
سو مندر خالی پڑا بیٹھن لاگے کاگ
(جس محل میں پانچ پہر نوبت بجتی تھی اور چھتیسوں راگ راگنیاں گائی جاتی تھیں
وہ اب خالی پڑا ہے اور اس میں کوے بیٹھنے لگے ہیں)

۴۰۶ اوجڑ کھیڑے ٹھیکری گڑھ گڑھ گیے کمہار
راون سرکھا چل گیا لنکا کا سردار
(کمہار نے اجڑے ہوئے گاؤں کی مٹی سے برتن بنا ڈالے
راون جیسا لنکا کا سردار بھی آخر دنیا سے اٹھ گیا)

۴۰۷ کبرا گرَو نہ کیجیے اُس جوبن کی آس
ٹیسو پھولا دِوس دس کھنکھر بھیا پلاس
(اے کبیر اس جوانی کے بل پر غرور نہ کرنا
دس دن تک ٹیسو کا پھول پھولتا ہے اور پھر ڈھاک کا درخت خالی رہ جاتا ہے)

۴۰۸۔ کبرا گرَو نہ کیجیے اونچا دیکھ اواس
کالہہ پرا بھوئیں لیٹنا اوپر جمسی گھاس
(اے کبیر اپنا مکان اونچا دیکھ کر غرور نہ کرنا
کل تمھیں زمین پر لیٹنا ہوگا اور تمھارے اوپر گھاس جم جائے گی)

۴۰۹۔ ایسا یہ سنسار ہے جیسا سیمر پھول
دس دن کے بیوہار میں جھوٹے رنگ نہ بھول

(یہ دنیا سیمل کے پھول کی طرح عارضی ہے
یہاں کے چندروزہ تعلقات کے جھوٹے رنگ سے گمراہ نہ ہو جانا)

۴۱۰۔ ماٹی کہے کمہار سے تو کا روندھے موئے
اک دن ایسا ہوئے گا میں روندھوں گی توئے

(مٹی کمہار سے کہتی ہے تو مجھے پیروں سے کیا مسلتا ہے
ایک دن ایسا ہوگا کہ میں تجھے مسلوں گی)

۴۱۱۔ کبرا یہ تن جات ہے سکے تو ٹھور لگاؤ
کے سیوا کر سادھو کی کے گورو کے گن گاؤ

(اے کبیر یہ جسم جارہا ہے۔ ہو سکے تو اسے ٹھکانے لگاؤ
یا تو سادھو کی خدمت کرو یا اپنے مرشد کی توصیف کرو)

۴۱۲۔ مور تور کی جیوری بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے جاکے نام ادھار

(میرے تیرے یعنی تعلقات دنیوی کی رسی بٹ کر اس نے دنیا کو باندھ رکھا ہے
لیکن کبیرداس اس میں کیوں بندھیں گے، انھیں تو نام کا سہارا ہے)

۴۱۳۔ دُرلبھ مانس جنم ہے دیہہ نہ بار مبار
ترووَر جیوں پتا جھڑے بہر نہ لاگے ڈار

(انسان کا جنم بڑی مشکل سے ملتا ہے، یہ جسم بار بار نہیں ملے گا
جیسے درخت سے جب پتا جھڑ کر گرتا ہے تو دوبارہ شاخ پر نہیں لگتا)

۴۱۴۔ آئے ہیں سو جائیں گے راجا رنک فقیر
اک سنگھاسن چڑھ چلے اک بندھ جات زنجیر

(راجا، مفلس، فقیر کوئی بھی ہو، جو دنیا میں آیا ہے جائے گا ضرور
ہاں، کوئی سنگھاسن پر بیٹھ کر سورگ کو جائے گا کسی کو جمدوت زنجیر میں باندھ کرلے جائیں گے)

۴۱۵۔ جو جانو جیو اپنا کرہو جیو کی سار
جیئرا ایسا پاہُنا ملے نہ دوجی بار

(اگر تم اپنے دل کی حقیقت سمجھتے ہو تو اس کی قدر کرو
اپنے دل جیسا مہمان دوبارہ کبھی نہیں ملے گا)

۴۱۶۔ کبرا یہ تن جات ہے سکے تو راکھ بہور
خالی ہاتھوں وے گئے جن کے لاکھ کرور

(اے کبیر یہ جسم جارہا ہے۔ اگر تم اسے دوبارہ لاسکتے ہو تو لاؤ یعنی یہ ناممکن ہے
جو لوگ لاکھوں کروڑوں کے مالک تھے وہ بھی دنیا سے خالی ہاتھ ہی گئے)

۴۱۷۔ آس پاس جودھا کھڑے سبھی بجاویں گال
مانجھ محل سے لے چلا ایسا کال کرال

(جانے والے کے چاروں طرف شیخی بگھارتے ہوئے جنگجو کھڑے ہی رہے
اور موت ایسی زبردست ہے کہ اُسے اس کے محل کے درمیان سے اٹھا کر لے گئی)

۴۱۸۔ تن سرائے من پاہرو منسا اتری آئے
کوئی کا ہو کا ہے نہیں دیکھا ٹھونک بجائے

(یہ جسم سرائے ہے اور مَن اس کا پہرے دار ہے، فہم اس میں مسافر کی طرح اتری ہے
اس نے اچھی طرح جانچ پرکھ کر دیکھ لیا کہ دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے)

۴۱۹۔ میں میں بڑی بلائے ہے سکو تو نکسو بھاگ
کہہ کبیر کب لگ رہے روئی پلیٹی آگ
(میں یعنی خودی میں بڑی بلا چھپی ہے، اگر ممکن ہو تو نکل بھاگو
کبیر کہتے ہیں کہ روئی میں لپیٹی آگ کب تک دبی رہ سکتی ہے)

۴۲۰۔ واسر سُکھ نا رَین سُکھ نا سُکھ سپنے ماہیہ
جو نر بچھڑے نام سے تنکو دھوپ نہ چھاہیہ
(انھیں نہ دن میں راحت ہے نہ رات میں نہ خواب ہی میں
جو لوگ خدا کے نام سے بچھڑ گئے ہیں ان کے لیے نہ دھوپ ہے نہ چھاؤں)

۴۲۱۔ اپنے پہرے جاگیے نا پڑ رہیے سوئے
نا جانوں چھِن ایک میں کس کا پہرہ ہوئے
(جاگتے رہ کر خود پر پہرہ دیتے رہو، لیٹ کر سو نہ جاؤ
کیا معلوم اگلے لمحے ہی کس کو پہرے پر لگا دیا جائے گا)

۴۲۲۔ دین گنوایو سنگ دنی دُنی نہ چالے ساتھ
پانو کلھاڑی ماریا مورکھ اپنے ہاتھ
(دنیا کے لیے اس نے دین کھو دیا اور دنیا نے اس کا ساتھ نہ دیا
احمق آدمی نے اپنے ہاتھوں ہی اپنے پانو پر کلہاڑی مار لی)

۴۲۳۔ میں بھونرا تو ہی برجیا بن بن باس نہ لیجیے
اٹکے گا کہوں بیل سے تڑپ تڑپ جیہ دیجیے
(اے بھونرے میں نے تجھے منع کیا ہے کہ ہر جنگل میں جا کر خوشبو نہ لے
کسی بیل میں پھنس جائے گا اور تڑپ تڑپ کر جان دے دے گا)

۴۲۴۔ باڑی کے بیچ بھنور تھا کلیاں لیتا باس
سو تو بھنورا اڑ گیا رہی باس کی باس
(باغیچے کے درمیان بھنورا کلیوں کی خوشبو لے رہا تھا
وہ بھنورا تو اب اڑ گیا خوشبو جوں کی توں بنی ہوئی ہے)

۴۲۵۔ بھَے بن بھاؤ نہ اوپجے بھے بن ہوئے نہ پریت
جب ہردے سے بھَے گیا مٹی سکل رس ریت
(خوف کے بغیر عقیدت نہیں ہوتی اور خوف کے بغیر محبت بھی نہیں ہوتی
جب دل سے خوف دور ہو گیا تو سارے نظام اور تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں)

۴۲۶۔ بھَے سے بھگتی کریں سبے بھَے سے پوجا ہوئے
بھَے پارس ہے جیو کو نربھَے ہوئے نہ کوئے
(سبھی لوگ خوف کی وجہ سے عبادت اور پرستش کرتے ہیں
خوف لازمہ انسانی ہے کوئی آدمی خوف سے مبرا نہیں ہے)

۴۲۷۔ ایسی گت سنسار کی جیوں گاڈر کی ٹھاٹ
ایک پڑا جیہ گاڑ میں سبے جاہیہ تیہہ باٹ
(دنیا کی ایسی حالت ہے جیسے بھیڑوں کے جھنڈ کی
اگر ایک شخص کسی گڑھے میں گرتا ہے تو دوسرے سبھی لوگ اسی راہ چلتے ہیں)

۴۲۸۔ اک دن ایسا ہوئے گا کوئی کا ہو کا ناہیہ
گھر کی ناری کو کہے تن کی ناری جا ناہیہ
(ایک دن ایسا آنے کو ہے جب کوئی کسی کا نہیں رہے گا
گھر کی ناری یعنی عورت ہی کیا ہے بدن کی ناری یعنی نبض بھی چلی جائے گی)

۴۲۹۔ بھنور بلمبے باغ میں بہہ پھولن کی آس
جیو بلمبے وشئے میں انتہہ چلے نراس
(بھنورے باغ میں پھولوں کی امید میں ٹھہرے رہتے ہیں
انسان عیش و عشرت میں پھنسے اور ٹھہرے رہتے ہیں اور آخر میں مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں)

۴۳۰۔ چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے
دوے پٹ بھیتر آئے کے ثابت گیا نہ کوئے
(کبیر چلتی چکی دیکھ کر افسوس کرتا ہے
اس کے دو پاٹوں یعنی زمین آسمان کے درمیان جو بھی آیا ثابت واپس نہ ہوا)

۴۳۱۔ سیم سوونا سیئیا دوے ڈھینڈی کی آس
ڈھینڈی پھوٹ چٹاک سے سوونا چلا نراس
(توتے نے بڑی محنت سے سیمل کے درخت کی خدمت کی تاکہ اسے دو پھلیاں مل جائیں
لیکن پھلی چٹاخ سے پھٹی اور اس کی روئی اڑ گئی اور غریب توتا مایوس ہی واپس ہوا)

۴۳۲۔ دھرتی کرتے ایک پگ سمندر کرتے پھال
ہاتھن پربت تولتے تنہوں کھایا کال
(جو لوگ زمین کو ایک قدم میں طے کر لیتے تھے اور سمندروں کو پھلانگ جاتے تھے
اور جو پہاڑوں کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر تولتے تھے ایسے لوگوں کو بھی موت کھا گئی)

۴۳۳۔ آج کالہہ دن ایک میں استھر نہیں سریر
کہہ کبیر کس راکھہی کانچے باسن نیر
(جسم دائمی نہیں ہے' آج یا کل کسی دن تو جائے گا ہی
کبیر کہتے ہیں کہ کچی مٹی کے برتن میں پانی کس طرح رکھا جا سکتا ہے)

۴۳۴۔ مالی آوت دیکھ کے کلیاں کریں پکار
پھولے پھولے چن لیے کالہہ ہماری بار
(مالی کو آتا دیکھ کر کلیاں پکار کر کہتی ہیں
اس نے پھولوں کو توڑ لیا ہے۔ کل ہماری باری بھی آنے والی ہے)

۴۳۵۔ کانچی کایا من استھر تھر تھر کاج کرنت
جیوں جیوں نر نڈھرک پھرت تیوں تیوں کال ہسنت
(جسم فانی ہے' دل غیر مستقل ہے پھر بھی لوگ ہمیشگی کے خیال سے کام کرتے ہیں
جیسے جیسے انسان بے خوف ہو کر گھومتا ہے ویسے ویسے ہی موت اس پر ہنستی ہے)

۴۳۶۔ ہم جانیں تھے کھائیں گے بہت زمیں بہو مال
جیوں کا تیوں ہی رہ گیا پکڑ لے گیا کال
(ہم تو سمجھتے تھے کہ بہت سی زمین اور بہت سے مال کا استعمال کریں گے
لیکن یہ سب توجوں کا توں رہا ہمیں کو موت پکڑ کر لے گئی)

۴۳۷۔ دَو کی داہی لاکڑی ٹھاڑی کرے پکار
اب جو جاؤں لوہار گھر ڈاہے دوجی بار
(آگ کی جلائی ہوئی لکڑی کھڑی ہو کر پکار کر کہہ رہی ہے
اگر میں دوبارہ لوہار کے گھر گئی تو وہ پھر مجھے جلائے گا)

۴۳۸۔ جرنے وارا بھی موا موا جرا دن ہار
ہے ہے کرتے بھی موئے کاسوں کروں پکار
(جلنے والا بھی مر گیا اور جلانے والا بھی
اور جو لوگ ترس کھا کر ہائے ہائے کرتے تھے وہ بھی مر گئے' میں کس سے فریاد کروں)

۴۳۹۔ بھائی بیر بٹاؤ وا بھر بھر نین روئے
جا کا تھا سوے لیا دینہا تھا دن دوئے
(بھائی بند اور حصہ دار سبھی آنکھوں میں آنسو بھر بھر رو رہے ہیں
جس کی تھی اس نے یعنی اللہ نے اپنی چیز واپس لے لی' صرف دو دن کے لیے ہی تو دی تھی)

۴۴۰۔ تیرا سنگی کوئی نہیں سبھی سوارتھی لوئے
من پرتیت نہ اوپجے جیو بسواس نہ ہوئے
(تیرا ساتھی کوئی نہیں ہے' سبھی لوگ خود غرض ہیں
ان کے بارے میں دل میں یقین اور اعتماد نہیں ہوتا)

۴۴۱۔ کبرا رسری پانو میں کہہ سووے سکھ چین
سوانس نگاڑا کوچ کا باجت ہے دن رین
(اے کبیر تیرے پانو میں رسی بندھی ہے' تو کیا آرام سے سو رہا ہے
کوچ کا نقارہ رات دن سانس کی صورت میں بج رہا ہے)

۴۴۲۔ پات جھرنتا یوں کہے سن تروور بن رائے
اب کے بچھڑے نا ملیں دور پریں گے جائے
(گرتا ہوا پتا کہتا ہے کہ اے درختوں کے جھنڈ میری بات سنو
اب میں تم سے علاحدہ ہوتا ہوں' کبھی تم سے نہ مل سکوں گا کیوں کہ میں دور جا گروں گا)

۴۴۳۔ کبرا جنتر نہ باجئی ٹوٹ گیا سب تار
جنتر بچارا کیا کرے چلا بجاون ہار
(اے کبیر اب یہ ساز نہیں بجتا' اس کے سارے تار ٹوٹ گئے
بیچارہ ساز بھی کیا کرے۔ اصلیت یہ ہے کہ بجانے والا ہی چلا گیا)

۴۴۴۔ ساتھی ہمرے چل گئے' ہم بھی چالن ہار
کاگد میں باقی رہے تاتے لاگی بار
(ہمارے ساتھ چلے گئے' اور ہم بھی جانے والے ہیں
ہماری روانگی کے پروانے میں کچھ کمی رہ گئی تھی اسی لیے ہمیں دیر لگی ہے)

۴۴۵۔ [illegible] دوارے کا پنجرا تا میں پنچھی پون
رہبے کو اچرج [illegible] جائے تو اچرج کون
(اس پنجرے یعنی جسم میں دس دروازے ہیں اور اس میں ہوا یعنی سانس کا پرندہ ہے
تعجب اس کے جانے میں نہیں ہے' ایسے پنجرے میں رہنے میں ہے)

۴۴۶۔ سن نر منی اور دیوتا سات دیپ نو کھنڈ
کہہ کبیر سب بھوگیا دیہہ دھرے کا ڈنڈ
(سنو' انسان' منی لوگ اور دیوتا جو ساری دنیا کے سات جزیروں اور نو مملکتوں میں ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ ان سبھی کو جسم میں آنے کی سزا یعنی موت ملے گی)

اپدیش (نصائح)

۴۴۷۔ جو تو کو کانٹا بوئے تاہہ بوؤ تو پھول
تو کو پھول کو پھول ہے وا کو ہے ترسول
(اگر کوئی تیرے لیے کانٹا بوتا ہے تو اس کے لیے تو پھول کا پودا لگا
تیرا بویا پھول تیرے لیے پھول رہے گا' اس کے لیے ترسول یعنی تین نوکوں والا نیزہ بن جائے گا)

۴۴۸۔ دُربل کو نہ ستایئے جاکی موٹی ہائے
بنا جیو کی سانس سے لوہ بھسم ہوئے جائے
(کمزور کو جس کی آہ بھاری ہوتی ہے' کبھی نہ ستاؤ
مردے کی یعنی دھونکنی کی سانس سے لوہا تک بھسم ہو جاتا ہے)

۴۵۴۔ باجن دیہو جنتری کل ککبھی مت چھیڑ
تجھے پرائی کیا پڑی اپنی آپ نبیڑ
(تو روحانی ساز بجنے دے، دنیا کی جنگلی مرغی کو چھیڑ کر اس کی کڑکڑاہٹ نہ سن
تجھے دوسروں کی کیا پڑی ہے، تو اپنی حالت سنبھال لے)

۴۵۵۔ آوت گاری ایک ہے الٹت ہوئے انیک
کہہ کبیر نہہ الٹئے وہی ایک کی ایک
(آتی ہوئی گالی ایک ہوتی ہے، جب وہ واپس ہوتی ہے تو متعدد ہو جاتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اگر الٹ کر گالی نہ دو تو وہی ایک کی ایک رہے گی)

۴۵۶۔ گاری ہی سوں اوپجیں کلہہ کشٹ اور میچ
ہار چلے سو سادھ ہے لاگ مرے سو نیچ
(گالی سے ساری لڑائیاں، تکالیف اور موت پیدا ہوتی ہے
جو اپنی ہار مان کر چلا جائے وہی سادھو ہے اور جو لڑائی میں الجھ پڑے وہ نیچ آدمی ہے)

۴۵۷۔ جیسا ان جل کھائیے تیسا ہی من ہوئے
جیسا پانی پیجیے تیسی بانی سوئے
(جیسا دانہ پانی کھایا جاتا ہے دل یا مزاج ویسا ہی بنتا ہے
اور جیسا پانی پیا جاتا ہے ویسی ہی گفتگو بنتی ہے)

۴۵۸۔ مانگن مرن سمان ہے مت کوئی مانگو بھیکھ
مانگن تیں مرنا بھلا یہ ست گورو کی سیکھ
(مانگنا اور مرنا ایک جیسا ہے، کسی شخص کو بھیک نہیں مانگنی چاہیئے
بلکہ مانگنے سے مرنا زیادہ اچھا ہے، مرشد کامل کی نصیحت یہی ہے)

۴۴۹۔ کبیرا آپ ٹھگائیے اور نہ ٹھگیئے کوئے
آپ ٹھگا سکھ ہوت ہے اور ٹھگا دکھ ہوئے
(اے کبیر چاہے تم خود ٹھگے جاؤ لیکن کسی اور کو دھوکا نہ دو
دھوکا کھانے میں تو راحت ملتی ہے، دھوکا دینے میں تکلیف ہوتی ہے)

۴۵۰۔ یا دنیا میں آئے کے چھانڑ دیئے تو اینٹھ
لینا ہوئے سو لیئے لے اٹھی جات ہے پینٹھ
(اس دنیا میں آکر تو اکڑنا چھوڑ دے
یہاں سے جو بھی روحانی جنس لینی ہو لے لے کیوں کہ بازار اٹھ رہا ہے)

۴۵۱۔ ایسی بانی بولیے من کا آپا کھوئے
اورن کو سیتل کرے آپہو سیتل ہوئے
(دل کا غرور چھوڑ کر ایسی زبان بولنا چاہیئے
جو خود بھی ٹھنڈی ہو اور دوسروں کو بھی تسکین دے)

۴۵۲۔ جگ میں بیری کوئی نہیں جو من سیتل ہوئے
یا آپا کو ڈار دے دیا کرے سب کوئے
(اگر اپنے دل میں ٹھنڈک ہو تو دنیا میں کوئی دشمن نہیں ہے
اگر تو اپنے غرور کو چھوڑ دے تو سب لوگ تجھ پر رحم کریں گے)

۴۵۳۔ ہستی چڑھیئے گیان کی سہج دلیچا ڈار
سوان روپ سنسار ہے بھوسن دے جھک مار
(سہج سادھنا کا غالیچہ ڈال کر معرفت کے ہاتھی پر سوار ہو جا
دنیا کے کتے کو جھک مار کر بھونکنے دے)

۴۵۹۔ اُدر سماتا اَن لے تنہہ سماتا چیر
ادھیکہ سنگرہ نا کرے تا کا نام فقیر

(جو صرف اتنا کھانا لے جتنے میں پیٹ بھر جائے اور اتنا ہی کپڑا لے جس میں تن ڈھک جائے
جو اس سے زیادہ دولت اکٹھی نہ کرے اسی کا نام فقیر ہے)

۴۶۰۔ کہتے کو کہہ جان دے گورو کی سیکھ تو لیجئے
ساکٹ جن اور سوان کو پھر جواب مت دیجئے

(اگر کوئی تجھ سے کچھ الٹا سیدھا کہہ رہا ہے تو اسے کہہ لینے دے
بدطینت آدمی اور کتّے کو پلٹ کر جواب نہیں دینا چاہیئے)

۴۶۱۔ جو کوئی سمجھے سَین سے تا سوں کہیے بَین
سَین بَین سمجھے نہیں تا سوں کچھو کہے نہ

(اگر کوئی اشارے سے سمجھتا ہے تو اس سے بات کرنی چاہیئے
لیکن جو نہ اشارہ سمجھتا ہے نہ بات اس سے کچھ نہیں کہنا چاہیئے)

۴۶۲۔ بہتے کو مت بہن دے کر گہہ اینچھو ٹھور
کہا سنا مانے نہیں بچن کہو دوے اور

(جو بہہ رہا ہے یعنی گمراہ ہے اسے بہنے نہ دو' اس کا ہاتھ پکڑ کر صحیح جگہ پر لے لاؤ
اگر وہ کہنے سے نہ مانے تو اسے دو باتیں اور سناؤ)

۴۶۳۔ سکل دُرمتی دور کر آچھو جنم بناؤ
کاگ گمن گتی چھانڑ دے ہنس گمن گتی آؤ

(سارے فاسد خیالات کو چھوڑ کر زندگی کو بہتر بناؤ
کوے کی چال چھوڑ کر ہنس کی چال چل کر آؤ)
(تعجب ہے یہی دوہا نمبر ۲۶۸ بھی ہے۔ مترجم)

۴۶۴۔ مدھر بچن ہے اوشدھی کٹُک بچن ہے تیر
سروَن دوار ہوئے سنچرے سالے سکل سریر

(میٹھی بولی دوا ہے اور کڑوی بولی تیر ہے
جو کان کے دروازے سے آتا ہے اور سارے جسم کو تکلیف دیتا ہے)

۴۶۵۔ بولت ہی پہچانیے ساہو چور کو گھاٹ
انتر کی کرنی سبے نکسے مکھ کی باٹ

(نیک طینت اور بدطینت کی اصلیت اس کے بولنے ہی سے پہچان لو
اندر کی سبھی کرنی منہ کے راستے باہر آتی ہے)

۴۶۶۔ پڑھ پڑھ کے پتھر بھئے لکھ لکھ بھئے جو اینٹ
کبرا انتر پریم کی لاگی نیک نہ چھینٹ

(لوگ پڑھ پڑھ کر پتھر ہو گئے اور لکھ لکھ کر اینٹ بن گئے
کبیر کہتے ہیں کہ کیا فائدہ ہوا' دل کے اندر تو محبت کا ایک چھینٹا بھی نہیں پڑا)

۴۶۷۔ نام بھجو من بس کرو یہی بات ہے سنت
کاہے کو پڑھ پچ مرو کوٹن گیان گرنتھ

(اللہ کا نام لیتے رہو اور نفس پر قابو رکھو' یہی اچھی بات ہے
کروڑوں علوم کی کتابیں پڑھتے رٹتے کیوں مرے جا رہے ہو)

۴۶۸۔ کرتا تھا تو کیوں رہا اب کاہے پچھتائے
بووے پیڑ ببول کا آم کہاں سے کھائے

(جب تو برا کام کرتا تھا تو اس سے باز کیوں نہ آیا۔ اب کیوں پچھتا رہا ہے
جب تو نے ببول کا درخت بویا ہے تو آم کس طرح کھائے گا۔)

۴۶۹۔ کبرا دنیا دیہرے سیس نواون جائے
ہردے ماہیں ہری بسیں تو تاہی کو لائے

(اے کبیر ساری دنیا کے لوگ مندر میں سر جھکانے جاتے ہیں
خدا تو دل میں بستا ہے، تو اسی سے لو لگا)

۴۷۰۔ من متھرا دل دوارکا کایا کاسی جان
دس دوارے کا دیہرا تا میں جوتی پچھان

(تیرا من متھرا ہے دل دوارکا ہے اور جسم کاشی ہے یعنی سارے تیرتھ تیرے اندر ہی ہیں
تیرا مندر دس دروازے کا ہے اسی میں خدا کی تجلی کو دیکھ)

۴۷۱۔ پوجا سیوا نیم برت گڑین کا سا کھیل
جب لگ پیو پرسیں نہیں تب لگ سنسے میل

(پوجا، مورتی کی خدمت، مذہبی قواعد، روزے وغیرہ گڑیوں کے کھیل جیسے ہیں
جب تک محبوب کی مہربانی نہیں ہوتی اس وقت تک اس سے وصال مشکوک ہی ہے)

۴۷۲۔ تیرتھ چالے دوئی جنا چت چنچل من چور
ایکو پاپ نہ اتریا من دس لائے جور

(بدطینت لوگ تیرتھ کرنے چلے لیکن ان کا نفس چورا ور دل ادھر ادھر بھٹکتا رہا
نہانے سے ان کا ایک بھی گناہ نہ دھلا بلکہ وہ دس من گناہ اور بڑھا لائے)

۴۷۳۔ نہائے دھوئے کیا بھیا جو من میل نہ جائے
مین سدا جل میں رہے دھوئے باس نہ جائے

(اگر دل کی کدورت نہ گئی تو نہانے دھونے سے کیا ہوتا ہے
مچھلی تو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے پھر بھی پانی سے دھونے پر اس کی بدبو نہیں جاتی)

۴۷۴۔ پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا پنڈت ہوا نہ کوئے
ایکے اچھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے

(ساری دنیا کتابیں پڑھتے پڑھتے مر گئی لیکن علم کسی کو نہیں آیا
جو شخص محبت کا ایک ہی حرف پڑھے وہ پنڈت یعنی عالم ہو جائے گا)

۴۷۵۔ پڑھے گنے سیکھے سنے مٹی نہ سنسے سُول
کہہ کبیر کا سوں کہوں یہ ہی دکھ کا مول

(پڑھنے، غور کرنے، سیکھنے اور سننے سے شک کا کانٹا دور نہ ہوا
کبیر کہتے ہیں کہ میں کس سے کہوں کہ یہ شک ہی تکلیفوں کی جڑ ہے)

۴۷۶۔ پنڈت اور مشعلچی دونوں سوجھیں ناہیں
اورن کو کر چاندنا آپ اندھیرے ماہیں

(پنڈت یعنی عالم اور مشعلچی یہ دونوں نظر نہیں آتے
یہ دوسروں کے لیے روشنی کر دیتے ہیں اور خود اندھیرے میں رہتے ہیں)

۴۷۷۔ اونچے گاؤں پہاڑ پر اور موٹے کی بانہہ
ایسو ٹھاکر سیئے ابریہہ جا کی چھانہہ

(پہاڑ پر اونچائی پر بسے گاؤں میں طاقت ور کی بانہہ تھامو
اور ایسے مالک کی خدمت کرو جس کی پناہ میں تم دقتوں سے دور ہو جاؤ)
(اس میں اشارہ ساری دنیا چھوڑ کر مرشد کامل کی خدمت میں جانے کے لیے ہے۔ مترجم)

۴۷۸۔ ہے کبیر تیں اُتر رہ سنبل پروہن ساتھ
سبل گھٹے اور پگ تھکے جیسو برانے ہاتھ

(اے کبیر تو زادِ راہ اور مناسب سواری لے کر راہ طے کرلے
جب زادِ راہ کم ہو جاتا ہے اور پاؤں تھک جاتے ہیں تو مسافر دوسروں پر منحصر ہو جاتا ہے)

۴۷۹۔ اپا تجو اور ہری بھجو نکھ سکھ تجو وکار
سب جیو تے نر بیر رہ سادھ متا ہے سار
(خود پر غرور چھوڑو، خدا کی یاد کرو اور سر سے پاؤں تک برائیاں دور کرو
سارے جانداروں سے دشمنی چھوڑ دو۔ یہی سادھو مت کا لب لباب ہے)

۴۸۰۔ بہتہ بندھن تے باندھیا ایک بچارا جیو
کا بل چھوٹے آپنے جو نہ چھڑاوے پیو
(ایک غریب روح کئی طرح کی بندشوں میں جکڑی ہوئی ہے
جب تک اسے محبوب یعنی خدا یا مرشد نہیں چھڑاتا وہ اپنے زور پر کیوں کر رہا ہو سکتی ہے)

۴۸۱۔ سمجھائے سمجھے نہیں پر ہتھ آپ بکائے
میں کھینچت ہوں آپ کو چلا سو جم پور جائے
(یہ سمجھانے سے سمجھتا نہیں، خود کو دوسرے کے ہاتھ بیچے دے رہا ہے یعنی دنیوی باتوں میں پھنس رہا ہے
میں اپنے نفس کو کھینچ رہا ہوں لیکن یہ نہیں مانتا اور جم پور یعنی جہنم کی طرف چلا جا رہا ہے)

۴۸۲۔ وہ ہو تو ویسا بھیا تو مت ہوئے ایان
تو گن ونت وے نرگنی مت ایکہہ میں سان
(وہ بھی تو ویسا ہی ہو گیا یعنی نا اہل مرشد دنیادار جیسا بن گیا لیکن تو نا سمجھ نہ بن
تو با اوصاف ہے اور وہ نکما ہے، تو دونوں باتوں کو ایک میں نہ ملا یعنی دونوں میں فرق کر)

۴۸۳۔ پورا صاحب سیئیے سب بدھ پورا ہوئے
اوچھے نیہہ لگائیے مولہہ آوے کھوئے
(تم مرشد صادق کی خدمت کرو جو ہر معنی میں کامل ہو
اگر نا اہل کی صحبت کی تو اپنی گرہ کی روحانیت بھی کھو آؤ گے)

۴۸۴۔ پہلے برا کمائے کے باندھی بس کی موٹ
کوٹ کرم مٹ پلک میں آوے ہری کی اوٹ
(اگر کسی نے پہلے برے کام کیے ہوں اور زہر یعنی گناہوں کی گٹھری باندھلی ہو
تاہم اس کے کروڑوں عمل پلک جھپکتے مٹ جائیں گے اگر وہ خدا پر توکل کرلے)

کام (خواہش نفس)

۴۸۵۔ سہہ کامی دیپک دسا سوکھے تیل نواس
کبرا ہیرا سنت جن سہجے سدا پرکاس
(نفسانی خواہشوں کے شکار کی حالت دیئے کی طرح ہوتی ہے وہ تیل کے بغیر نہیں جل سکتا
جب کہ سادھو ہیرے کی طرح ہوتا ہے جو اپنی ذات میں ہی معمولی طور پر روشنی دیتا ہے)

۴۸۶۔ کامی کرودھی لالچی ان سے بھکتی نہ ہوئے
بھکتی کرے کوئی سورما جات برن کل کھوئے
(خواہش نفس پر چلنے والے، غصہ ور یا لالچی آدمی سے بھکتی نہیں ہو سکتی
بھکتی کرنا تو بہادر کا کام ہے جس نے ذات پات، ورن اور خاندان سب کو چھوڑ دیا ہو)
(دوہا نمبر ۹ بعینہ یہی ہے۔ مترجم)

۴۸۷۔ بھکتی بگاری کامیاں اندری کیرے سواد
ہیرا کھویا ہاتھ سے جنم گنوایا باد
(جسمانی لذتوں کے لیے نفس کے غلاموں نے بھکتی کو برباد کر دیا
انھوں نے اپنے ہاتھ سے ہیرا کھو دیا کیوں کہ اپنی زندگی فضول برباد کر دی)

۴۸۸۔ جہاں کام تہنہ نام نہہ جہاں نام نہہ کام
دونوں کبہوں نا ملیں روی رجنی اک ٹھام
(جہاں خواہشات نفس ہیں وہاں اللہ کا نام نہیں ہے اور جہاں نام ہے وہاں خواہش نہیں ہے
سورج اور رات دونوں ایک مقام پر کبھی نہیں مل سکتے)

۴۸۹۔ کام کرودھ مد لوبھ کی جب لگ گھٹ میں کھان
کہا مرکھ کہا پنڈتا دونوں ایک سمان
(جب تک جسم میں لذت کوشی، غصہ، غرور اور دنیوی لگاؤ کی کانیں موجود ہیں
اس وقت تک چاہے جاہل ہو چاہے عالم دونوں ایک سے رہتے ہیں)

۴۹۰۔ کام کام سب کوئی کہے کام نہ چینہے کوئے
جیتی من کی کلپنا کام کہاوے سوئے
(لذت کوشی کی بات سبھی کرتے ہیں لیکن کوئی پہچانتا نہیں کہ وہ کیا چیز ہے
جو خواہش دل میں اٹھتی ہے اسی کو لذت کہتے ہیں)

کرودھ (خشم)

۴۹۱۔ کوٹ بھرم لاگے رہیں ایک کرودھ کی لار
کیا کرایا سب گیا جب آیا ہنکار
(ایک غصہ کے ساتھ کروڑوں گمراہیاں لگی رہتی ہیں
جب خودی کا غرور آجاتا ہے تو انسان کا کیا کرایا سب بیکار ہو جاتا ہے)

۴۹۲۔ دسُو دِساسے کرودھ کی اٹھی اپربل آگ
سیتل سنگت سادھ کی تہاں اُبریئے بھاگ
(ہر طرف سے غصے کی زبردست آگ اُٹھ رہی ہے
اچھے آدمیوں کی صحبت میں ٹھنڈک ہے، بھاگ کر وہاں آرام پاؤ)

۴۹۳۔ کُبدھ کمانی چڑھ رہی کُٹل بچن کا تیر
بھر بھر مارے کان میں سالے سکل سریر
(کج فہمی کی کمان چڑھی ہوئی ہے۔ وہ کڑوی بولی کے تیر
پورے زور سے کانوں میں مار رہی ہے جس سے سارا جسم درد سے بھر گیا ہے)

۴۹۴۔ کُٹل بچن سب سے بُرا جار کرے من چھار
سادھ بچن جل روپ ہے برسے امرت دھار
(خراب یعنی کڑوی بات سب سے بری ہوتی ہے وہ دل کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے
اچھے آدمیوں کی بات پانی کی طرح ہے جو امرت کی دھار بن کر برستا ہے)

۴۹۵۔ کرک کریجے گڑ رہی بچن بکش کی پھانس
نکسائے نکسے نہیں رہی سو کا ہو گانس
(سینے میں کڑوی بات کی پھانس چبھی ہے اور کلیجے میں ٹھیس اٹھا رہی ہے
یہ نکلوانے سے نہیں نکلتی اور سخت گانٹھ کی طرح پڑی ہوئی ہے)

۴۹۶۔ مدھر بچن ہیں اوشدھی کٹک بچن ہیں تیر
سرون دوار ہوے سنچرے سالے سکل سریر
(میٹھی بولی دوا ہے اور کڑوی بولی تیر ہے
جو کان کے دروازے سے آتا ہے اور سارے جسم کو تکلیف دیتا ہے)
(دوہا نمبر ۴۶۳ بھی بعینہٖ یہی ہے۔ مترجم)

لوبھ (لالچ)

۴۹۷۔ جب من لاگا لوبھ میں گیا وِشے میں سوئے
کہے کبیر بچار کے کس بھگتی دھن ہوئے
(جب دل لالچ میں لگ جاتا ہے تب وہ دنیوی لذتوں میں پھنس جاتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سوچ بچار کر کے دیکھو ایسے میں بھگتی کی دولت کیوں کر مل سکتی ہے)

۴۹۸۔ کبرا ترسنا پاپنی تاسوں پریت نہ جور
پینڈ پینڈ پاچھے پرے لاگے موٹی کھور
(اے کبیر لالچ بڑا پاپی ہے اس سے محبت نہ کر
چاہے جتنے کشادہ راستے پر چلو یہ ہر قدم پیچھے ہی لگا رہتا ہے)

۴۹۹۔ کبرا اوندھی کھوپڑی کبھو دھاپے ناہیہ
تین لوک کی سمپدا کب آوے گھر ماہیہ
(اے کبیر اوندھی کھوپڑی والا آدمی کبھی آسودہ نہیں ہوتا
وہ یہی سوچتا رہتا ہے کہ تینوں دنیاؤں کی دولت کب میرے گھر آئے گی)

۵۰۰۔ آو گئی آدر گیا نینن گیا سنیہ
یہ تینوں تب ہی گئے جبہہ کہا کچھ دیہہ
(حرمت گئی عزت گئی اور آنکھوں کی محبت بھی نہیں رہی
یہ تینوں اسی وقت چلے گئے جب کہا کہ مجھے کچھ دو)

۵۰۱۔ بہت جتن کر کیجیے سب پھل جائے نسائے
کبرا سنچے سُوم دھن انت چور لے جائے
(تم ہزار کوشش کرتے رہو اس کا نتیجہ آخر میں کچھ نہ ہوگا
اے کبیر کنجوس آدمی دولت جمع کرتے رہتے ہیں اور آخر میں اسے چور لے جاتا ہے)

موہ (لگاؤ)

۵۰۲۔ موہ پھند سب پھاندیا کوئی نہ سکے نرواد
کوئی سادھو جن پارکھی برلا تتو بچار
(موہ کے دام نے سب کو پھنسا رکھا ہے کوئی اس سے چھوٹ نہیں پاتا
سوائے کسی کسی نرالے پارکھی اور حقیقت شناس سادھو کے)

۵۰۳ موہ مگن سنسار ہے کنیا رہی کمار
کاہو سُرت جو نا کری پھر پھر لے اوتار
(ساری دنیا موہ میں پھنسی ہوئی ہے لڑکی کنواری رہ گئی یعنی روح کا خدا سے وصال نہ ہوا
جس شخص نے سرت نہیں کی یعنی خدا میں خود کو مستغرق نہیں کیا وہ بار بار جنم لیتا ہے)

۵۰۴۔ جتہ لگ سب سنسار ہے مرگ سبھن کو موہ
سُر نر ناگ پاتال ارو رشی منی ور سب جوہ
(جہاں تک دنیا دکھائی دیتی ہے سبھی سراب سے دھوکا کھا رہے ہیں
کیا دیوتا، کیا انسان، کیا ناگ، کیا تحت الثریٰ کے لوگ، کیا رشی منی سب کی یہی حالت ہے)

۵۰۵۔ سلل موہ کی دھار میں بہہ گئے گہر گنبھیر
سُکھم مچھری سُرت ہے چڑھتی اُلٹے نیر
(موہ کے پانی کی دھار میں بڑے بڑے گہرے اور سنجیدہ لوگ بہہ گئے
صرف سرت یعنی خدا کا دھیان ہی ایسی چھوٹی مچھلی ہے جو پانی میں الٹی چلتی ہے)

۵۰۶۔ امرت کیری موٹری سر سے دھری اُتار
جاہ کہوں میں ایک ہوں موہ کہے دوے چار
(لوگوں نے امرت کی پوٹلی سر سے اتار دی ہے یعنی گمراہ ہوگئے ہیں
میں جس سے کہتا ہوں کہ میں ایک ہوں یعنی خدا کا روپ ہوں وہ مجھے دو چار سنا دیتا ہے)

۵۰۷۔ جا کو مُنی ور تپ کریں وید پڑھیں گن گائے
سوئی دیو سکھا پنا نہیہ کوئی پتیائے
(جس کے لیے رشی منی ریاضت کرتے ہیں اور جس کی توصیف وید کرتے ہیں
اسی سمجھ دینے والے معبود کو کوئی ماننے کو تیار نہیں ہے)

۵۰۸ بھرم پرو تہیہ لوک میں بھرم پرا سب ٹھاؤں
کہیہ کبیر پکار کے بسیں بھرم کے گاؤں
(تینوں لوکوں میں بھرم ہی پھیلی ہے، وہ ہر جگہ دکھائی دیتی ہے
کبیر پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہاں سب لوگ بھرم ہی کے گانو میں رہتے ہیں)

۵۰۹۔ بوا جرا بالا پن بیتیو چوتھ اوستھا آئی
جس مسوا کو تکے بلیا تس جم گھات لگائی

(بچپن، جوانی، بڑھاپا گزر گیا اب چوتھی یعنی مکمل تعطل کی حالت آگئی
جم راج مارنے کے لیے ایسے گھات لگائے ہیں جیسے چوہے کو بلی تکے)
(یہ ساکھی دوہے کی بحر میں نہیں ہے۔ مترجم)

۵۱۰۔ درپن کیری جو گپھا سونہا پیٹھو دھائے
دیکھت پرتما آپنی بھونک بھونک مرجائے

(یہ آئینوں کی ایک گپھا ہے۔ اس میں جنگلی کتا دوڑ کر گھس گیا
چاروں طرف اپنی صورت دیکھتا ہے اور وحشت میں بھونک بھونک کر مر جاتا ہے)

۵۱۱۔ منکھ بچارا کیا کرے کہے نہ کھلیں کپاٹ
شوان چوک بٹھائے کے پُن پُن ایپن چاٹ

(آدمی بچارا کیا کرے، اس کے کہنے سے دیوتا کے مندر کے دروازے نہیں کھلتے
وجہ یہ ہے کہ باہر چوک پور کر اس میں کتا بٹھا دیا ہے جو اُس ایپن کو چاٹ رہا ہے جس سے چوک بنا ہے)
(کتے سے مراد نفس امارہ ہے۔ مترجم)

اہنکار (احساس خودی یا غرور)

۵۱۲۔ مایا تجی تو کیا بھیا مان تجا نہہ جائے
مان بڑے منی ور گلے مان سبن کو کھائے

(دولت چھوڑ دی تو کیا ہوا عزت کی چاہ تو نہیں چھوٹی
عزت پانے کے چکر میں بڑے بڑے منی ختم ہو گئے، عزت نے سبھی کو کھا ڈالا)

۵۱۳۔ مان بڑائی کوکری سنتن کھیدی جان
پانڈو جگ پورن بھیا سپچ براجے آن

(دنیوی عزت کی کتیا کو عارف لوگوں نے دتکار کر بھگا دیا
اور پانڈوؤں کے یگیہ کے پورا ہونے پر کتے کھانے والے چنڈال اسی کتیا کی اُمید میں آگئے)

۵۱۴۔ مان بڑائی جگت میں کوکر کی پہچان
میت کیے مکھ چاٹہی بیر کیے تن ہان

(دنیا کی عزت و حرمت کو کتے کی طرح سمجھو
وہ دوستی کرتا ہے تو منہ چاٹتا ہے اور دشمنی کرتا ہے تو جسمانی ضرر)

۵۱۵۔ بڑا ہوا تو کیا ہوا جیسے پیڑ کھجور
پنچھی کو چھایا نہیں پھل لاگے اتِ دور

(کھجور کے درخت جیسا بڑا ہونے سے کیا ہوتا ہے
اس سے پرندوں کو سایہ نہیں ملتا ہے اور اس کا پھل بہت دور لگتا ہے)

۵۱۶۔ کبرا اپنی جیو تیں یہ دو باتیں دھوئے
مان بڑائی کارنے آچھت مول نہ کھوئے

(اے کبیر اپنے دل سے یہ باتیں دھو دو
دنیوی عزت کے لیے اصلی دولت نہ کھو دینا)

۵۱۷۔ پر بھتا کو سب کوئی بھجے پربھو کو بھجے نہ کوئے
کہہ کبیر پربھو کو بھجے پر بھتا چیری ہوئے

(سب لوگ بڑے پن کا خیال رکھتے ہیں بڑے یعنی خدا کا دھیان نہیں کرتے
کبیر کہتے ہیں کہ اگر کوئی خدا سے لَو لگائے تو بڑا پن اُس کا غلام ہو جائے گا)

۵۱۸۔ جنہہ آپا تنہہ آپدا جنہہ سنسے تنہہ سوگ
کہہ کبیر کیسے مٹیں چاروں دیرگھ روگ
(جہاں خودی ہے وہاں مصیبت ہے، جہاں شک وشبہ ہے وہاں رنج ہے
کبیر کہتے ہیں کہ یہ چاروں امراض زبردست ہیں یہ کس طرح دور ہوں)

۵۱۹۔ مایا تیاگے کیا بھیا مان تجا نہہ جائے
جہہ مانے منی ور ٹھگے مان سبن کو کھائے
(دولت چھوڑنے سے کیا ہوتا ہے جب اعزاز کو چھوڑا نہیں جاتا
اس عزت نے منیوں کو بھی ٹھگا ہے، یہ عزت سبھی کو کھا جاتی ہے۔)
(یہ دوہا تقریباً دوہا نمبر ۵۱۲ جیسا ہے۔ مترجم)

کپٹ (دھوکے بازی)

۵۲۰۔ کبرا تہاں نہ جایئے جہاں کپٹ کا ہیت
جانوں کلی انار کی تن راتا من سویت
(اے کبیر وہاں نہ جاؤ جہاں دھوکے کی دوستی ہے
وہ انار کی کلی کی طرح ہوتی ہے جس کا جسم لال ہوتا ہے اور جو اندر سے سفید ہوتی ہے)

۵۲۱۔ چٹ کپٹی سب سوں ملے ماہیں کٹل کٹھور
اک درجن اک آرسی آگے پیچھے اور
(جن لوگوں کے دل میں کپٹ ہوتا ہے وہ بدنیتی ہی سے دوستی کرتے ہیں
خراب آدمی اور آرسی دونوں ہی آگے پیچھے سے مختلف ہوتے ہیں)

۵۲۲۔ ہیت پریت سوں جو ملے تاکو ملیئے دھائے
انتر راکھے جو ملے تا سے ملے بلائے
(جو دوست محبت سے ملے اس سے دوڑ کر ملنا چاہیئے
اور جو ملاقات کے وقت دل میں اختلاف رکھتا ہے اس سے میری بلا ملے)

آشا (اُمید)

۵۲۳۔ آسا جیوے جگ مرے لوگ مریں من جاہ
دھن سنچیں سو بھی مریں ابریں سو دھن کھاہ
(دنیا کے لوگ مر جاتے ہیں لیکن ان کی امید زندہ رہتی ہے
جو لوگ دولت جمع کرتے ہیں وہ بھی مرتے ہیں، بچتے وہی ہیں جو دولت ختم کر دیتے ہیں)

۵۲۴۔ آسن مارے کا بھیا موئی نہ من کی آس
جیوں تیلی کے بیل کو گھر ہی کوس پچاس
(جوگی آسن مار کر بیٹھا تو کیا فائدہ؟ دل کی امید تو نہیں گئی
یہ اسی طرح ہے جیسے تیلی کا بیل پچاس کوس چل کر بھی گھر ہی میں رہتا ہے)

۵۲۵۔ آسا اک جو نام کی دوجی آس نراس
پانی ماہی گھر کرے سو بھی مرے پیاس
(امید ایک ہی اصلی ہے جو خدا کے نام کی امید ہے باقی امیدیں مایوسیاں ہیں
یہ اسی طرح کی بات ہے کہ کوئی پانی میں گھر بنانے پر بھی پیاسا مرے)

۵۲۶۔ کبرا جوگی جگت گورو تجے ہردے کی آس
جو جگ کی آسا کرے جگت گورو وہ داس
(اے کبیر جو جوگی دنیا کا مرشد ہوتا ہے وہ دنیا سے امید چھوڑ دیتا ہے
اور جو دنیا سے امید رکھتا ہے دنیا اس کی مرشد ہو جاتی ہے اور وہ مرید)

۵۲۷۔ آسا کا ایندھن کروں منشا کروں بھبھوت
جوگی پھر پھر کر کروں یوں بن آوے سوت
(میں امیدوں کا ایندھن جلاؤں اور خواہش کو جلا کر راکھ کر دوں
اور بار بار جوگ کروں اسی طرح میری بھلائی ہوگی)

ترشنا (پیاس یا ارمان)

۵۲۸ کبرا سودھن سنچیئے جو آگے کو ہوئے
سیس چڑھائے گاٹھری جات نہ دیکھا کوئے
(اے کبیر ایسی دولت جمع کرو جو آگے یعنی عاقبت میں کام آئے
میں نے دنیوی دولت کی گٹھری سر پر لیے ہوئے کسی کو راہِ معرفت پر چلتے نہیں دیکھا)

۵۲۹ کی ترسنا ہے ڈاکنی کی جیون کو کال
اور اور نس دن چہے جیون کرے بے حال
(تیز خواہش یا تو چڑیل ہے یا زندگی ختم کردینے والی موت
وہ ہر روز نیا شکار چاہتی ہے اور زندگی دو بھر کردیتی ہے)

ندرا (نیند)

۵۳۰ کبرا سویا کیا کرے اُٹھ نہ بھجے بھگوان
جم جب دھرے جائیں گے پڑا رہے گا میان
(اے کبیر تو کیوں سو رہا ہے اور کیوں اٹھ کر خدا کی یاد نہیں کرتا
جب جم دوت تجھے پکڑ کر لے جائیں گے تو تیرا جسم یہاں پڑا ہی رہے گا)

۵۳۱ کبرا سویا کیا کرے جاگن کی کر چونپ
یہ دم ہیرا لعل ہے ہر دم گورو کو سونپ
(اے کبیر تو کیوں سویا ہوا ہے، جاگنے کا ارادہ کر
تیری ایک ایک سانس ہیرے اور لعل کی طرح ہے، ہر سانس گرو کو سونپ دے)

۵۳۲ نیند نشانی میچ کی اٹھ کبیرا جاگ
اور رساین چھانڑ کے نام رساین لاگ
(نیند موت کی نشانی ہے، اے کبیر اٹھ کر جاگ
دوسری کیمیا میں چھوڑ دے صرف خدا کے نام کی کیمیا حاصل کر)

۵۳۳ پیو پیو کہہ کہہ کوکیے نا سوئیے اسرار
رات دوس کو کوکتے کبہنک لگے پکار
(تم لگاتار سوتے نہ رہو بلکہ رات دن پی پی کی کوک لگاتے رہو
اگر تم رات دن کوکو گے تو کبھی تو تمھاری آواز وہاں تک پہنچے گی)

۵۳۴ سوتا سادھ جگائیے کرے نام کا جاپ
یہ تینوں سوتے بھلے ساکت سنگھ اور سانپ
(سوتے سادھو کو جگانا چاہیئے کہ وہ خدا کا نام لے
بدطینت انسان، شیر اور سانپ ان تینوں کا سونا ہی اچھا ہے)

۵۳۵ جاگن میں سودن کرے سودن میں لو لائے
سرت ڈور لاگی رہے تار ٹوٹ نہہ جائے
(تم جاگتے میں سوتے رہو یعنی دنیا سے بےخبر رہو اور سوتے وقت بھی خدا سے لو لگائے رہو
تمھاری یاد کی ڈور بندھی رہنی چاہیئے اور تار ٹوٹنا نہیں چاہیئے)

ندا (مذمت)

۵۳۶ نندک نیڑے راکھیے آنگن کٹی چھوائے
بن پانی صابن بنا نرمل کرے سبھائے
(مذمت کرنے والے کو اپنے صحن میں اس کے لیے جھونپڑی بنا کر اسے اپنے پاس رکھو
وہ بغیر صابن اور پانی کے تمھاری عادتیں صاف یعنی درست کر دے گا)

۵۳۷۔ تن کا کبھوں نہ ندیئے جو پانون تر ہوئے
کبھوں اُڑ آنکھن پرے پیر گھنیری ہوئے

(جو تمھارے پیروں کے نیچے ہے یعنی دھول اس کی بھی مذمت نہ کرو
کبھی وہ اڑ کر آنکھوں میں پڑے گی تو سخت تکلیف ہوگی)

۵۳۸۔ ساتوں سائر میں پھرا جمبو دیپ دے پیٹھ
نندا پرائی نا کرے سو کوئی برلا دیٹھ

(میں جمبو دیپ یعنی ہندوستان چھوڑ کر ساتوں سمندروں کے پار کے ملکوں میں گھوما
تاہم مجھے کوئی کوئی ہی ایسا نرالا آدمی ملا جو دوسروں کی برائی نہ کرتا ہو)

۵۳۹۔ دوش پرایا دیکھ کے چلے ہسنت ہسنت
اپنے یاد نہ آوئیں جا کو آدی نہ انت

(دوسروں کی خرابیاں دیکھ کر لوگ ہنستے ہوئے چلتے رہتے ہیں
انھیں اپنی خرابیاں یاد نہیں آتیں جن کی نہ ابتداء نہ انتہا)

۵۴۰۔ نندک ایکہو مت ملے پاپی ملے ہزار
اک نندک کے سیس پر کوٹ پاپ کو بھار

(چاہے ہزار گناہ گاروں سے مل لے لیکن ایک بھی مذمت کارے نہ ملے
ایک مذمت کرنے والے کے سر پر کروڑوں گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے)

مایا (مجاز یا دولت)

۵۴۱۔ مایا چھایا ایک سی برلا جانے کوئے
بھگتاں کے پیچھے پرے سنمکھ بھاگے سوئے

(دولت اور پرچھائیں ایک سی ہیں یہ بات کوئی کوئی ہی سمجھ پاتا ہے
وہ بھگتوں کے پیچھے رہتی ہیں اور جو ان سے امید لگاتا ہے اس کے سامنے سے بھاگتی ہیں)

۵۴۲۔ مایا تو ٹھگنی بھئی بھگت پھرے سب دیس
جا ٹھگ یا ٹھگنی ٹھگی تا ٹھگ کو آدیس

(دولت دنیوی دھوکے باز عورت ہے اور ساری مملکت کو ٹھگنی پھرتی ہے
جس ٹھگ یعنی باہوش آدمی نے اس ٹھگنی کو ٹھگ لیا اس ٹھگ کا سکہ رائج ہوگیا)

۵۴۳۔ کبرا مایا روکھڑی دو پھل کی داتار
کھووت خرچت سنت بھے سنچت نرک دوار

(اے کبیر دولت کا درخت صرف دو پھل کا دینے والا ہے
جن لوگوں نے دولت چھوڑی یا خرچ کر دی وہ تو سنت ہوگئے جنھوں نے جوڑی وہ جہنم جائیں گے)

۵۴۴۔ مایا تو ہے رام کی مودی سب سنسار
جا کو چِٹھی اوتری سو ہی خرچن ہار

(دولت تو خدا ہی کی ہے، دنیا کے لوگ اس کے منصدی ہیں
جس کو اس کی چٹھی یعنی اجازت ملتی ہے وہی دولت صرف کر سکتا ہے)

۵۴۵۔ مایا سنچے سنگرہے وہ دن جانے ناںہہ
سہس برس کا سب کرے مرے مہورت ماںہہ

(تو دولت جٹورتا ہے، جمع کرتا ہے اور اس دن یعنی موت کے دن کو نہیں جانتا
تو ہزار برس کا انتظام کرتا ہے اور دو گھڑی میں مر جائے گا)

۵۴۶۔ کبرا مایا موہنی موہے جان سجان
بھاگے ہو چھوٹے نہیں بھر بھر مارے بان

(اے کبیر دولت جادوگرنی ہے، وہ بڑے بڑے فہیموں پر جادو کر دیتی ہے
اس سے بھاگ کر بھی چھٹکارا نہیں ملتا، وہ تاک تاک کر تیر مارتی ہے)

۵۴۷۔ مایا کے جھک جگ جرے کنک کامنی لاگ
کہہ کبیر کس باچھے روئی پلیٹی آگ
(دنیا مجازی کے چکر میں پڑ کر برباد ہو رہی ہے اور سونے اور عورت سے محبت کرتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ آگ کو روئی میں لپیٹ کر اس سے کس طرح بچا جا سکتا ہے)

۵۴۸۔ میں جانوں ہری سے ملوں موہن موئی آس
ہری بچ ڈارے انترا مایا بڑی پچاس
(میں سمجھتا تھا میں خدا سے ملوں گا، مجھے اس کی بڑی امید تھی
لیکن دولت مجازی بڑی بد اطوار ہے اس نے میرے اور خدا کے درمیان تفرقہ ڈال دیا)

۵۴۹۔ آندھی آئی گیان کی ڈھہی بھرم کی بھیت
مایا ٹاٹی اڑ گئی لگی نام سے پریت
(معرفت کی آندھی جب آئی تو شک و شبہ کی دیوار ٹوٹ گئی
اس میں مجازی دولت کی ٹٹی یعنی آڑ اڑ گئی اور خدا سے لو لگ گئی)

۵۵۰۔ میٹھا سب کوئی کھات ہے وش ہوئے لاگے دھائے
نیب نہ کوئی پیوسی سرو روگ مٹ جائے
(سبھی لوگ مٹھائی کھاتے ہیں جو دوڑ کر یعنی تیزی سے زہر کا اثر کرتی ہے
نیم کوئی نہیں پیتا جس سے سارے مرض دور ہو جاتے ہیں)

۵۵۱۔ مایا تروور ترے بدھ کا ساکھ وشے سنتاپ
سیتلتا سپنے نہیں پھل پھیکا تن تاپ
(دولت مجازی تینوں طرح کے دکھوں کا درخت ہے اس کی شاخ دنیوی عیش سے پیدا ہوا دکھ ہے
اس کے نیچے ٹھنڈک خواب میں بھی نہیں آتی۔ اس کا پھل پھیکا ہے اور بخار پیدا کر دیتا ہے)

۵۵۲۔ جن کو سائیں رنگ دیا کبھی نہ ہوئے کرنگ
دن دن بانی آگری چڑھے سوایا رنگ
(جن کو مالک نے اپنے رنگ میں رنگ دیا وہ بدرنگ کبھی نہیں ہوئے
دنوں دن ان کے مقالات بہتر ہوتے گئے اور ان کا رنگ چمکدار ہوتا گیا)

۵۵۳۔ مایا دیپک نر پتنگ بھرم بھرم ماہیں پرنت
کوئی اک گورو گیان تیں ابریں سادھو سنت
(دولت مجازی چراغ ہے آدمی پروانہ ہے، وہ پھر پھر کر گری میں پڑتا ہے
کوئی اکا دکا سادھو سنت گورو کے دیے ہوئے گیان کے بل پر پار پاتا ہے)

کنک اور کامنی (سونا اور زمین)

۵۵۴۔ چلوں چلوں سب کوئی کہے پہنچے برلا کوئے
ایک کنک اور کامنی درگم گھاٹی دوئے
(سبھی لوگ روحانی منزل پر جانے کے لیے چلنے کی بات کرتے ہیں لیکن کوئی شاذ و نادر ہی پہنچ پاتا ہے
کیوں کہ اس راستے میں دو دشوار گزار وادیاں ہیں، سونا اور عورت)

۵۵۵۔ ناری کی جھائیں پرت اندھا ہوت بھجنگ
کبرا تن کی کون گت جن ناری کو سنگ
(عورت کا سایہ پڑنے پر سانپ اندھا ہو جاتا ہے
اے کبیر ان کا کیا حال ہوگا جنھوں نے عورت کا ساتھ کیا ہے)

۵۵۶۔ پر ناری پینی چھری مت کوئی لاؤ انگ
راون کے دس سر گئے پر ناری کے سنگ
(دوسرے کی عورت تیز چھری ہے، اسے کوئی جسم سے نہ لگائے
راون کے دسوں سر دوسرے کی عورت کے ساتھ چلے گئے)

۵۵۷۔ پرناری پینی چھری برلا باچنے کوئے
ناوہ پیٹ سنچارئے سَرْوَ سون کی ہوئے
(دوسرے کی عورت تیز چھری ہے یہ بات کوئی کوئی آدمی ہی سمجھتا ہے
اسے اپنے پیٹ پر نہ رکھنا چاہیے وہ سراسر سونے کی ہو۔)

۵۵۸۔ دیپک سندر دیکھ کے جر جر مرے پتنگ
بڑی ہر جو وشے کی جرت نہ موڑے انگ
(خوبصورت چراغ دیکھ کر پروانے آ آ کر جل مرتے ہیں
عیش کی جو بڑی لو ہے اس میں جلنے پر آدمی اعضا کو موڑ بھی نہیں پاتا)

۵۵۹۔ سانپ بچھو کا منتر ہے ماہر جھاڑے جات
بکٹ ناری پالے پرن کاٹ کریجا کھات
(سانپ اور بچھو کا منتر ہے جس سے زہر جھاڑا جاتا ہے
لیکن زبردست عورت ایسی پلے پڑی جو کلیجے کو کاٹ کر کھا جاتی ہے)

۵۶۰۔ کنک کامنی دیکھ کے تو مت بھول سورنگ
بچھڑن ملن دلیہرا کینچک تجے بھجنگ
(تم سونے اور حسین عورت کے عمدہ کے رنگ سے دھوکے میں نہ پڑو
ان کا ملنا، بچھڑنا دلار بھی کچھ سانپ کی کینچلی بدلنے جیسا ہوتا ہے۔)

مادک درویہ (نشیلی چیزیں)

۵۶۱۔ مد تو بہتک بھانت کا تاہِ نہ جانے کوئے
تن مد من مد جات مد مایا مد سب لوئے
(نشہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ اس بات کو کوئی نہیں جانتا
سب لوگوں میں جسم کا نشہ یعنی غرور، دل کا نشہ، ذات کا نشہ اور دولت کا نشہ ہوتا ہے)

۵۶۲۔ ودیا مد اور گُنہُ مَد راج مَد آن مَتّ
اتنے مد کو رد کریں تب پاویں ان ہد
(علم کا نشہ، فن یا صفاتِ عالیہ کا نشہ اور پاگل کرنے والا راج کا نشہ
جو لوگ اتنے نشوں کو چھوڑ دیں وہی ان ہد ناد سن کر روحانی ترقی کر سکتے ہیں یا خدا کو پا سکتے ہیں)

۵۶۳۔ کبرا ماتا نام کا مد متوالا نا ہے
نام پیالہ جو پئے سو متوالا نا ہے
(کبیر کو خدا کے نام کا نشہ ہے، مسکرات کا نشہ نہیں ہے
جس نے خدا کے نام کا پیالہ پی لیا ہے وہ متوالا نہیں کہلاتا)

شیل (شرافت)

۵۶۴۔ سیل چھما جب اوپجے الکھ درشٹ تب ہوئے
بنا سیل پہنچے نہیں لاکھ کہتے جو کوئے
(جب دل میں شرافت اور بردباری ہوتی ہے تبھی نادیدہ خدا دکھائی دیتا ہے
بغیر خوش خلقی کے اس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا چاہے کہا کچھ جائے)

۵۶۵۔ سیل ونت سب سے بڑا سرو رتن کی کھان
تین لوک کی سمپدا رہی سیل میں آن
(خوش خلق آدمی سب سے بڑا ہوتا ہے، وہ سارے جواہرات کی کان ہوتا ہے
تینوں لوکوں کی دولت شرافت میں آکر جمع ہو گئی)

۵۶۶۔ گیانی دھیانی سنجمی داتا سُور انیک
جپیا تپیا بہت ہیں سیل ونت کوئی ایک
(گیانی، دھیانی، تزکیۂ نفس کرنے والے، سخی اور بہادر بہت ہوتے ہیں
اسی طرح سے ذکر اور ریاضت کرنے والے بہت ہیں لیکن خوش خلق ایک آدھ ہی ہوتا ہے)

۵۶۷۔ سُلھ کا ساگر سیل ہے کوئی نہ پاوے تاہ
شبد بنا سادھو نہیں، دروبیہ بنا نہیں ساہ
(شرافت راحت کا سمندر ہے' اس کی تھاہ کوئی نہیں پا سکتا
روحانی آہنگ کے بغیر سادھو نہیں ہو سکتا اور دولت کے بغیر بادشاہ نہیں ہو سکتا)
(ان دونوں مصرعوں کا تعلق سمجھ میں نہیں آیا۔ مترجم)

۵۶۸۔ گھائل اوپر گھاؤ ہیں ٹوٹے تیاگی سوئے
بھر جیون میں سیل ونت برلا ہوئے تو ہوئے
(جو زخمی ہونے پر بھی مزید زخم کھائے' اور خسارہ اٹھانے پر بھی دولت چھوڑ سکے
ساری زندگی اس وضع داری سے گزارنے والا شریف شاذو نادر ہی ہوگا)

کشما (عفو)

۵۶۹۔ چھما بڑن کو چاہیئے چھوٹن کو اُتپات
کہا وشنو کو گھٹ گیو جو بھرگو ماری لات
(معافی دینا بڑے لوگوں کے شایانِ شان ہے اور چھوٹوں کے لیے شرارت فطری ہے
پرس رام نے لات ماردی تو اس سے وشنو کا کیا بگڑ گیا)

۵۷۰۔ جہاں دیا تہہ دھرم ہے جہاں لوبھ تہہ پاپ
جہاں کرودھ تہہ کال ہے جہاں چھما تہہ آپ
(جہاں رحم ہے وہیں دین ہے' جہاں لالچ ہے وہاں گناہ ہے
جہاں غصہ ہے وہاں موت ہے جہاں عفو ہے وہاں خود اللہ موجود ہے)

۵۷۱۔ کرگس سم درجن بچن رہے سنت جن ٹار
بجلی پڑے سمدر میں کہا سکے گی جار
(بدطینت آدمیوں کی باتیں گدھوں کی طرح ہوتی ہیں جنھیں اچھے لوگ اڑاتے رہتے ہیں
اگر سمندر میں بجلی گرے تو وہ کیا جلا سکے گی)

۵۷۲۔ کھود کھاد دھرتی سہے کاٹ کوٹ بن رائے
کٹل بچن سادھو سہیں اور سہا نا جائے
(زمین ہر طرح کی کھود کھاد برداشت کرتی ہے اور جنگل کاٹ کوٹ سہتا ہے
سادھو یعنی نیک طینت لوگ ہی کڑوی باتیں برداشت کر سکتے ہیں' دوسرے لوگ نہیں کر سکتے)

اُدارتا (فیاضی)

۵۷۳۔ کبرا گورو کے ملن کی بات سنی ہم دوئے
کے صاحب کا نام لے کے کر اونچا ہوئے
(اے کبیر گورو سے ملنے کے راستے، ہم نے دو ہی سنے ہیں
یا تو برابر خدا کا نام لیا جائے یا اپنا ہاتھ اونچا رکھا جائے یعنی سخاوت کی جائے)

۵۷۴۔ رت بسنت جاچک بھیا ہرکھ دیا درم پات
تاکے نو پلو بھیا دیا دور نہہ جات
(موسم بہار سوالی ہوا اور درخت نے خوشی سے پتا دے دیا
اسی وجہ سے نیا پتا پیدا ہوا۔ دیا ہوا کہیں دور نہیں جاتا)

۵۷۵۔ جو جل باڑھے ناؤ میں گھر میں باڑھے دام
دونوں ہاتھ اُلیچئے یہہ سجن کو کام
(اگر ناؤ میں پانی بڑھ جائے یا گھر میں دولت بڑھ جائے
تو دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر پھینکنا چاہیئے' یہی اچھے آدمیوں کا کام ہے)

۵۷۶۔ باڑ بڑا ہری بھجن کر درب بڑا کچھ دیئے
عقل بڑی اپکار کر جیون کا پھل ایہہ
(اگر جسم بڑا ہے یعنی تندرستی ہے تو خدا کی یاد کرو اور دولت زیادہ ہے تو کچھ دے ڈالو
اگر عقل زیادہ ہے تو دوسروں کا فائدہ کرو' زندگی کا ماحصل یہی ہے)

۵۷۷۔ دیہہ دھرے کا گن یہی دیہو دیہو کچھ دیہو
بہُر نہ دیہی پایئے اب کی دیہو سو دیہو
(جسم پانے کی صفت یہی ہونی چاہیئے کہ برابر کچھ دیا جائے
دوبارہ یہ جسم نہ ملے گا، جو کچھ دینا ہو ابھی دے ڈالو)

۵۷۸۔ ست ہی میں ست بانٹیئ روٹی میں دو ٹوک
کہہ کبیر تا داس کو کبھوں نہ آوے چوک
(جو اچھے لوگوں میں اچھائی بانٹتا ہے اور اپنی روٹی سے دو ٹکڑے دے دیتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے مرید کو ناکامی کبھی نہیں ہوتی)

سنتوش (صبر)

۵۷۹۔ چاہ گئی چنتا مٹی منوا بے پرواہ
جن کو کچھو نہ چاہیئے وے ہی ساہنشاہ
(جب خواہش ختم ہوئی تو فکر بھی مٹ گئی اور دل بے پروا ہوگیا
جن لوگوں کو کچھ نہ چاہیئے وہی شہنشاہ ہیں)

۵۸۰۔ مانگن گئے سوم رہے مرے سو مانگن جانہہ
تن سے پہلے وے مرے ہوت کہت جو نانہہ
(جو مانگنے گئے وہ مر گئے۔ مردہ لوگ ہی مانگنے جاتے ہیں
لیکن ان سے بھی پہلے وہ مر جاتے ہیں جو دینے کو ہونے پر بھی انکار کر دیتے ہیں)

۵۸۱۔ گو دھن گج دھن باج دھن اور رتن دھن کھان
جب آوے سنتوش دھن سب دھن دھور سمان
(گایوں کی دولت، ہاتھیوں کی دولت، گھوڑوں کی دولت اور جواہرات کی کان کی دولت
یہ سبھی دولتیں دھول جیسی لگتی ہیں جب صبر کی دولت ملتی ہے)

۵۸۲۔ مر جاؤں مانگوں نہیں اپنے تن کے کاج
پرمارتھ کے کارنے موہ نہ آوت لاج
(میں مر جاؤں تو بھی اپنے تن کے لیے کچھ نہیں مانگوں گا
لیکن دوسرے کی بھلائی کے لیے مانگنے میں مجھے شرم نہیں آتی)

دھیریہ (مستقل مزاجی)

۵۸۳۔ دھیرے دھیرے رے منا دھیرے سب کچھ ہوئے
مالی سینچے سو گھڑا رت آوے پھل ہوئے
(اے دل ہر کام دھیرے دھیرے ہی ہوتا ہے
مالی درخت میں سو گھڑے پانی دیتا ہے اور موسم آنے ہی پہ پھل لگتا ہے)

۵۸۴۔ کبرا دھیرج کے دھرے ہاتھی من بھر کھائے
ٹوک ایک کے کارنے سوان گھرے گھر جائے
(اے کبیر دھیرج رکھنے سے ہاتھی کو من بھر کھانا ملتا ہے
اور ایک ٹکڑے کے لیے کتا گھر گھر جاتا ہے)

۵۸۵۔ کبرا بھنور میں بیٹھ کے بھوچک منا نہ جوئے
ڈوبن کا بھیہ چھانڑ دے کرتا کرے سو ہوئے
(اے کبیر بھنور میں پڑ کر گھبرا نہیں اور بھچک نہ ہو جا
ڈوبنے کا ڈر چھوڑ دے، وہی ہوگا جو کرنے والا کرے گا)

۵۸۶۔ میں میری سب جائے گی تب آوے گی اور
جب یہ نشچے ہوئے گا تب پاوے گا ٹھور
(جب میں اور میرا کا احساس ختم ہوگا تبھی کوئی اور یعنی خدا آئے گا
اور جب یقین طور پر ہوگا تبھی تجھے اس کے قرب میں مقام ملے گا)

دینتا (فروتنی)

۵۸۷۔ دین غریبی بندگی سادھن سوں آدھین
تاکے سنگ میں یوں رہوں جیوں پانی سنگ مین
(بیچارگی، غریبی، بندگی اور وسائل کا فقدان جس شخص کے ساتھ ہے
اس کے ساتھ میں اس طرح رہنا چاہتا ہوں جس طرح پانی کے ساتھ مچھلی)

۵۸۸۔ دین لکھے مکھ سبن کو دینہہ لکھے نہ کوئے
بھلی بچاری دینتا نرہو دیوتا ہوئے
(منکسر آدمی سبھی کا منہ دیکھتا ہے، اسے کوئی نہیں دیکھتا
انکسار کتنی اچھی چیز ہے کہ آدمی کو یہ دیوتا بنا دیتی ہے جو نادیدہ رہ کر سب کچھ دیکھتا ہے)

۵۸۹۔ دین غریبی بندگی سب سے آدر بھاؤ
کہہ کبیر تیہی بڑا جا میں بڑا سبھاؤ
(انکسار، غریبی، بندگی سب کے لیے دل میں عزت ہونی چاہیے
کبیر کہتے ہیں کہ اصل میں بڑا وہی ہے جس کا دل اور فطرت بڑی ہوتی ہے)

۵۹۰۔ کبرا نوے سو آپ کو پر کو نوے نہ کوئے
گھال ترازو تولیے نوے سو بھاری ہوئے
(اے کبیر دراصل جو بھی سر جھکاتا ہے وہ خود اپنے کو سر جھکاتا ہے، غیر کو سر کوئی نہیں جھکاتا
ترازو کو دبا کر تولو، جو پلڑا نیچا ہوتا ہے وہی بھاری ہوتا ہے)

۵۹۱۔ اونچے پانی نا ٹکے نیچے ہی ٹھہرائے
نیچا ہوئے سو بھر پیئے اونچا پیاسا جائے
(پانی اونچائی پر نہیں ٹکتا، نیچائی ہی پر ٹھہرتا ہے
جو شخص نیچے ہوتا ہے وہ سیر ہو کر پیتا ہے جو اونچا ہوتا ہے وہ پیاسا رہتا ہے)

۵۹۲۔ نیچے نیچے سب ترے جیتے بہت ادھین
چڑھ بوہت ابھمان کی بوڑے اونچ کلین
(جو لوگ نیچے ہیں اور بے طاقت ہیں ان کی ناؤ پار لگ جاتی ہے
غرور کے جہاز پر بیٹھنے والے اونچے اور اعلیٰ نسب لوگ ڈوب جاتے ہیں)

۵۹۳۔ سب تیں لگھو تائی بھلی لگھو تا تیں سب ہوئے
جس دوتیا کو چندرماں سیس نوے سب کوئے
(چھوٹا ہونا سب سے اچھا ہوتا ہے، چھوٹا ہونے سے سب کچھ ہوتا ہے
جیسے دوج کے چاند کو ہر شخص سر جھکاتا ہے)

۵۹۴۔ برا جو دیکھن میں چلا برا نہ ملیا کوئے
جو دل کھوجوں آپنا مجھ سے برا نہ ہوئے
(جب میں برے لوگوں کو دیکھنے چلا تو مجھے کوئی برا نہ ملا
اگر میں اپنا دل ٹٹولوں تو مجھ سے زیادہ برا کوئی نہیں نکلے گا)

۵۹۵۔ میرا مجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ہے سب تور
تیرا تجھ کو سونپتے کیا لاگے گا مور
(میرا مجھ میں کچھ نہیں ہے، جو کچھ ہے سب تیرا ہے
تیری چیز تجھے دینے میں میرا کیا جائے گا)
(یہ دوہا وہی ہے جو دوہا نمبر ۱۹۴ ہے۔ مترجم)

۵۹۶۔ لگھوتا سے پر بھتا ملے پر بھتا سے پر بھو دور
چینٹی لے شکر چلی ہاتھی کے سر دھور
(چھوٹائی سے بڑائی ملتی ہے اور بڑائی سے خدا سے بُعد ہوتا ہے
چیونٹی شکر لے کر چل دی اور ہاتھی کے سر پر دھول پڑ گئی)

دیا (رحم دلی)

۵۹۷۔ دیا بھاؤ ہردے نہیں گیان کتھے بے حد
وے نر نر کہ جائیں گے سن سن ساکھی سبد
(دل میں رحم نہیں ہے اور علم اور معرفت کی باتیں بے حد ہیں
ایسے لوگ ساکھیاں اور شبد سن کر بھی جہنم کو جائیں گے)

۵۹۸۔ دیا کون پر کیجیے کا پر نردے ہوئے
سائیں کے سب جیو ہیں کیری کنجر دوئے
(کس پر میں رحم کروں اور کس پر بے رحمی
ہاتھی ہو یا چیونٹی اسی مالک کے دونوں ہیں)

ستیتا (سچائی)

۵۹۹ سانچ برابر تپ نہیں جھوٹھ برابر پاپ
جاکے ہردے سانچ ہے تا ہردے گورو آپ
(سچ کے برابر کوئی ریاضت نہیں اور جھوٹ جیسا کوئی گناہ نہیں
جس کے دل میں سچائی ہے اس کے دل میں خود مرشد یا خدا موجود ہوتا ہے)

۶۰۰ سائیں سے سانچا رہو سائیں سانچ سہائے
بھاویں لمبے کیس کر بھاویں گھوٹ منڈائے
(مالک کے سامنے سچے رہو۔ مالک کو سچائی پسند ہے
پھر چاہے تم لمبے لمبے بال رکھو چاہے سر کو گھوٹ کر منڈوا دو)

۶۰۱۔ سانچے ساپ نہ لاگئی سانچے کال نہ کھائے
سانچے کو سانچا ملے سانچے مانہہ سمائے
(سچے کو بد دعا نہیں لگتی ہے اور سچے کو موت نہیں کھاتی
سچے یعنی مرید کو سچا یعنی مرشد ملتا ہے تو وہ سچے یعنی خدا میں سما جاتا ہے یا سانچے میں ڈھل جاتا ہے)

۶۰۲۔ سانچ بنا سمرن نہیں بھیہ بن بھگتی نہ ہوئے
پارس میں پردہ رہے کنچن کیہہ بدھ ہوئے
(سچائی کے بغیر خدا کی یاد نہیں ہو سکتی اور ڈر کے بغیر بھگتی نہیں ہوتی
اگر پارس پردے میں رہے گا تو لوہا سونا کس طرح بنے گا)

۶۰۳۔ پریم پریت کا چولنا پہر کبیرا ناچ
تن من تا پر وار ہوں جو کوئی بولے سانچ
(اے کبیر محبت کی پشواز پہن کر ناچ
میں تو اسی پر جان و دل تصدق کروں گا جو سچ بولے)

۶۰۴۔ سانچے کوئی نہ پتیجئی جھوٹے جگ پتیائے
گلی گلی گورس پھرے مدرا ہاٹ بکائے
(سچے کا کوئی اعتبار نہیں کرتا جھوٹے کا دنیا بھر اعتبار کرتی ہے
دودھ گلی گلی بکتا ہے اور شراب آرام سے بازار میں بکتی ہے)

۶۰۵ سانچ کہوں تو مار ہیں جھوٹے جگ پتیائے
یہ جگ کالی کوکری جو چھیڑے تا کھائے
(اگر میں سچی بات کہتا ہوں تو لوگ مارتے ہیں وہ جھوٹ پر یقین لے آتے ہیں
یہ دنیا کالی کتیا ہے، جو اسے چھیڑتا ہے اُسے کاٹ کھاتی ہے)

۶۰۶۔ سب تے سانچا ہے بھلا جو سانچا دل ہوئے
سانچ بنا سکھ نا ہنا کوٹ کہے جو کوئے
(اگر دل میں سچائی ہو تو سچا آدمی سب سے اچھا ہوتا ہے
سچائی کے بغیر آرام نہیں خواہ کوئی آدمی کروڑوں باتیں کہے)

۶۰۷۔ سانچے سودا کیجیے اپنے من میں جان
سانچے ہیرا پایئے جھوٹھے مورہ ہانِ
(اپنے دل میں تم جس سودے کو سچا جانتے ہو وہی سودا کرو
سچی بات سے ہیرا منافع میں ملتا ہے جھوٹ سے اصل جمع بھی جاتی رہتی ہے)

واچنک گیان (لفظی علم)

۶۰۸۔ جیوں اندھیرے کو ہاتھیا سب کا ہو کو گیان
اپنی اپنی کہت ہیں کا کو دھریئے دھیان
(سب لوگوں کا علم اندھیرے میں کھڑے ہاتھی کے علم جیسا ہے
سبھی اپنی اپنی بات کہہ رہے ہیں' کس کی بات پر دھیان دیا جائے)

۶۰۹۔ گیانی سے کہیے کہا کہت کبیر لجائے
اندھے آگے ناچتے کلا اکارتھ جائے
(صرف لفظوں کے عالم سے کیا کہا جائے۔ کبیر کو اس سے کچھ کہتے شرم آتی ہے
اندھے کے آگے ناچنے سے فن رقص ضائع ہی ہوتا ہے)

۶۱۰۔ گیانی بھولے گیان کتھ نکٹ رہیو نج روپ
باہر کھوجیں باپُرے بھیتر وستو انوپ
(گیانی لوگ گیان کی باتوں میں بھولے رہے۔ خدا کا وجود قریب رہا
یہ غریب اسے باہر ڈھونڈھتے رہے لیکن بے مثال شے تو اندر ہی تھی)

۶۱۱۔ بھیتر تو بھید یو نہیں باہر کتھے انیک
جو پے بھیتر لکھ پرے بھیتر باہر ایک
(اندر کا بھید تو جانا نہیں باہر کی بہت سی باتیں کیں
اگر کسی کو اندر کا حال دکھائی دے تو اسے اندر باہر ہر جگہ ایک ہی حقیقت نظر آئے گی)

وچار (غور و خوض)

۶۱۲۔ پانی کیرا پوترا رکھا پون سنوار
نانا بانی بولتا جوت دھری کرتار
(انسان پانی کا پتلا ہے جس کے اندر ہوا گھوم رہی ہے
وہ طرح طرح کی باتیں کرتا ہے کیوں کہ اس میں خدا کا نور موجود ہے)

۶۱۳۔ ایک شبد میں سب کہا سب ہی ارتھ وچار
بھجیے نرگن نام کو تجیے وشے وِکار
(میں نے ایک لفظ ہی میں سب کچھ کہہ دیا ہے اور سارے معانی پر غور کر کے کہا ہے
نرگن یعنی لاصفات خدا کے نام کا وِرد کیجیے اور عیش اور گناہ چھوڑ دیجیے)

۶۱۴۔ سہج ترازو آن کر سب رس دیکھا تول
سب رس ماہیں جیبھ رس جو کوئی جانے بول
(سہج سادھنا کی ترازو لاکر اس میں سارے رس تول کر دیکھے
سب رسوں سے اچھا زبان کا رس ہے بشرطیکہ کوئی ٹھیک بول بول سکے)

۶۱۵۔ آچاری سب جگ ملا ملا وچاری نہ کوئے
کوٹ اچاری واریئے ایک وچاری جو ہوئے
(زندگی گزارنے والے ساری دنیا کے لوگ ملے' سمجھ رکھنے والا کوئی نہ ملا
اگر ایک فہیم شخص ملے تو اس پر کروڑوں معمولی لوگوں کو تصدق کرنا چاہیے)

۶۱۶. من دیا کہیں اور ہی تن سادھن کے سنگ
کہہ کبرا کاری گزی کیسے لاگے رنگ
(جسم سے تو سادھوؤں کے ساتھ ہیں دل کہیں اور لگا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ کالی گزی کے کپڑے پر اور کوئی رنگ کیوں کر چڑھ سکتا ہے)

۶۱۷. لوگ بھروسے کون کے بیری رہے ارگائی
ایسے جیرے جم مٹے مینڈھیں کٹے قصائی
(لوگ نہ معلوم کس کے بھروسے رہتے ہیں، سب کے دشمن گھات میں ہیں
جم راج یعنی ملک الموت اچانک ایسے ختم کردے گا جیسے قصائی مینڈھے کو ختم کرتا ہے)

۶۱۸. بول ایک امول ہے جو کوئی بولے جان
ہیئے ترازو تولے تب مکھ باہر آن
(آدمی کی بولی جنس بے بہا ہے اگر کوئی سمجھ بوجھ کر بولے
پہلے ہر بات کو دل کی ترازو پر تول لو پھر منہ سے نکالو)

وویک (تمیز)

۶۱۹. پھوٹی آنکھ وویک کی لکھے نہ سنت اسنت
جاکے سنگ دس بیس ہیں تا کا نام مہنت
(لوگوں کی تمیز کرنے والی آنکھ پھوٹ گئی ہے، وہ سچے اور جھوٹے فقیر میں فرق نہیں کرتے
جس کے ساتھ دس بیس چیلے ہو گئے اسی کا نام مہنت پڑ گیا)

۶۲۰. سادھو بھیرے سب بڑے اپنی اپنی ٹھور
شبد وویکی پارکھی سو ماتھے کے مور
(سادھو اور نقارے سب اپنی اپنی جگہ بڑے ہیں
لیکن روحانی آہنگ سمجھنے والا سادھو سب کا سرتاج ہوتا ہے)
(دوہا نمبر ۳۳۲ تقریباً بالکل یہی ہے۔ مترجم)

۶۲۱. سمجھا سمجھا ایک ہے ان سمجھا سب ایک
سمجھا کوئی جانیے جاکے ہردے وویک
(سمجھنے والے بھی ایک سے لگتے ہیں اور ناسمجھ بھی ایک سے ہیں
اصلی سمجھنے والا کوئی ایک آدھ ہوتا ہے جس کے دل میں قوت ممیزہ ہوتی ہے)

۶۲۲. بھنور جال بگو جات ہے بوڑے جیو انیک
کہہ کبیر تے باپچہیں جن کے ہردے وویک
(دنیا کا بھنور جال بڑھتا جا رہا ہے اس میں بہت لوگ ڈوب گئے
کبیر کہتے ہیں کہ صرف وہی بچ سکیں گے جنھیں بھلے برے کی تمیز ہے)

۶۲۳. جنہہ گاہک تنہہ ہوں نہیں ہوں جنہہ گاہک ناہنہ
بن وویک بھٹکت پھرے پکر شبد کی چھانہہ
(جہاں خریدار یعنی مرشد حقیقی ہے وہاں میں نہیں ہوں اور جہاں میں ہوں وہاں وہ نہیں
تمیز کے بغیر میں الفاظ کی پرچھائیں پکڑ کر بھٹک رہا ہوں)

بدھی اور کبدھی (فہم اور کج فہمی)

۶۲۴. عقل عرش سوں اوتری بدھنا دینہیں بانٹ
ایک ابھاگا رہ گیا ایکن لینہیں چھانٹ
(عقل عرش سے اتری اور اسے خدا نے سب میں تقسیم کر دیا
اب کوئی بدبخت اس سے محروم رہ گیا کسی نے چھانٹ کر لے لی)

۶۲۵. بنا وسیلے چاکری بنا بدھی کی دیہہ
بنا گیان کا جوگنا پھرے لگائے کھیہہ
(بغیر تلوار کے فوجی ملازمت یا بغیر عقل کا جسم بے کار ہوتا ہے
اسی طرح کے بغیر علم و معرفت کے جوگی صرف جسم پر راکھ لگائے پھرتے ہیں)

۶۲۶۔ سمجھا کا گھر اور ہے ان سمجھا کا اور
جا گھر میں صاحب بسے برلا جانے ٹھور
(سمجھدار کا مقام دوسرا ہے اور ناسمجھ کا دوسرا
جس مقام پر مالک ہیں اسے کوئی نرالا عارف ہی جانتا ہے)

۶۲۷۔ مورکھ کو سمجھاوتے گیان گانٹھ کو جائے
کوئلہ ہوئے نہ اوجرو سو من صابن کھائے
(احمق کو سمجھانے میں اپنا علم بھی ختم ہوجاتا ہے
سو من صابن خرچ کرنے پر بھی کوئلہ سفید نہیں ہوسکتا)

۶۲۸۔ مورکھ سوں کا بولیے سٹھ سوں کہا بسائے
پاہن میں کیا ماریئے چوکھا تیر نسائے
(احمق سے کیا بات ہوسکتی ہے اور بدمعاش پر کیا بس چل سکتا ہے
پتھر میں تیر کیا مارا جائے، اچھا تیر بھی برباد ہوجائے گا)

۶۲۹۔ پل میں پرلے بیتیا لوگن لگی تمار
آگل سوچ نیار کے پاچھے کرو گوہار
(ایک پل میں تو دنیا کا خاتمہ ہوتا ہے اور لوگوں پر مدہوشی چڑھی ہے
تم تنبیہ کی آواز دینے کے پہلے پوری طرح سوچ سمجھ لو کر کس سے مخاطب ہو)

آہار (خورش)

۶۳۰۔ کھٹا میٹھا چرپرا جہوا سب رس لیے
چوروں کتیا مل گئی پہرہ کس کا دیے
(زبان کھٹی میٹھی اور چرپری چیزوں کے ذائقے میں پھنس گئی ہے
یہ کتیا چوروں یعنی گناہوں سے مل گئی ہے، اب وہ کس کا پہرہ دے سکتی ہے)

۶۳۱۔ کھٹا میٹھا دیکھ کے رسنا میلے نیر
جب تک من پاکو نہیں کانچو نپٹ کبیر
(کھٹا میٹھا کھانا دیکھ کر زبان لار ٹپکا رہی ہے
اے کبیر جب تک تیرا دل پختہ نہیں ہوتا تو خام ہی رہے گا)

۶۳۲۔ بکری پاتی کھات ہے تاکی کاڑھی کھال
جو بکری کو کھات ہے تاکو کون حوال
(بکری پتی کھاتی ہے اور اس کی کھال کھینچی جاتی ہے
جو لوگ بکری کو کھاتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا)

۶۳۳۔ دن کو روزہ رہت ہے رات ہنت ہے گائے
یہہ تو خون وہ بندگی کہو کیوں خوشی خدائے
(دن میں تو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو گائے ذبح کرتے ہیں
اس خون کے ساتھ ہونے والی بندگی سے خدا خوش کیوں کر ہوگا)

۶۳۴۔ خوش کھانا ہے کھیچڑی موہنہ پر اٹک لون
مانس پرایا کھائے کے گرا کٹاوے کون
(مجھے تو تھوڑا نمک ڈالی کھچڑی چاہیئے جو میں خوشی سے کھاؤں
دوسرے کا گوشت کھا کر اپنا گلا کون کٹاوے)

۶۳۵۔ روکھا سوکھا کھائے کے ٹھنڈا پانی پیو
دیکھ برائی چوپڑی مت للچاوے جیو
(تو روکھی سوکھی کھا کر ٹھنڈا پانی پی
دوسرے کی چپڑی روٹی دیکھ کر دل میں لالچ نہ لا)

۶۳۶۔ کبرا سائیں مجھ کو روکھی روٹی دیئے
چپڑی مانگت میں ڈروں روکھی چھین نہ لیئے
(اے کبیر میرا مالک مجھے روکھی روٹی دیتا رہے
میں چپڑی مانگتے ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں روکھی روٹی بھی نہ چھین لے)

۶۳۷۔ آدھی اور روکھی بھلی ساری میں سنتاپ
جو چاہے گا چوپڑی بہت کرے گا پاپ
(آدھی اور روکھی روٹی اچھی ہے، پوری روٹی میں مصیبت ہے
اگر تو نے چپڑی روٹی کی خواہش کی تو بڑا گناہ کرے گا)

سنسار وتپتی (تخلیق عالم)

۶۳۸۔ پرتھمے سمرتھ آپ رہے دوجا رہا نہ کوئے
دوجا کیہہ بدھ اوپجا پوچھت ہوں گورو موئے
(شروع میں اللہ قادر اکیلا تھا، اس کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں تھا
دوسرا کس طرح پیدا ہوا۔ اے میرے مرشد میں تجھ سے یہ پوچھ رہا ہوں)

۶۳۹۔ تب ست گورو مکھ بولیا سکرت سنو سجان
آدی انت کی پارچے تو سو کہوں بکھان
(تب ست گورو نے کہا کہ اے لائق عزیز شاگرد سن
میں ابتدا اور انتہا کی حقیقت تجھ سے بیان کرتا ہوں)

۶۴۰۔ پرتھم شرت سمرتھ کیو گھٹ میں سہج اُچار
تاتیں جامن دینیا سات کری وستار
(سب سے پہلے سمرتھ یعنی قادر مالک نے اپنے اندر سہج سے شرت یعنی ازلی خیال پیدا کیا
اس کے بعد اسے جما کر سات روپوں میں پھیلا دیا)
(یہ روپ کارن، دو اچھائیں، چت، من، بدھی اور اہنکار ہیں۔ ان الفاظ کا ترجمہ محال ہے۔ مترجم)

۶۴۱۔ دوجے گھٹ اچھا بھئی چت منسا تو کینہہ
سات روپ نرمایا اوگت کا ہو نہ چینہہ
(پھر اس کی اچھا یعنی میلان طبع سے چت یعنی فہم اور منسا یعنی خواہش پیدا ہوئی
اس نے ان کے سات روپ بنائے اور ان کی ایک اصل کو کوئی نہ سمجھا)
(سات روپوں کا ذکر اوپر والے دوہے میں ہو چکا ہے۔ مترجم)

۶۴۲۔ تب سمرتھ کے شرون تے مول سرت بھئی سار
شبد کلا تاتے بھئی پانچ برہم انو سار
(پھر قادر مطلق کے سننے کے لیے بنیادی شرت وجود میں آئی
[illegible] ہوئیں جو پانچ برہم کے مطابق ہیں
(شرت کے ساتوں روپوں میں دو اچھاؤں کو چھوڑ کر باقی پانچ کو برہم کہا گیا ہے۔ مترجم)

۶۴۳۔ پانچوں پانچوں انڈ دھر ایک ایک ماں کینہہ
دوئے اچھا تہہ گپت ہیں سو سکرت چت چینہہ
(پانچوں برہموں نے پانچ انڈے بنا کر خود کو ایک ایک کر کے ان میں قائم کر دیا
اور دو اچھائیں پوشیدہ رہیں۔ انھیں اے لائق شاگرد اچھی طرح پہچانو)

۶۴۴۔ یوگ مایا کے کارنے اوجو اچھر کینہہ
یا اوگت سمرتھ کری تاہ گپت کر دینہہ
(قادر مطلق نے کارن یعنی وجہ تخلیق اور مایا یعنی پردہ مجاز کو جاری و ساری اور لافانی کر دیا
چوں کہ یہ قادر مطلق کی مکمل تخلیقات تھیں اس لیے انھیں پوشیدہ کر دیا گیا)
(کارن اور یوگ مایا کو سمرتھ کی اچھائیں کہا گیا ہے۔ مترجم)

۶۴۵۔ شوا سا سوہم اوپجے کینہہ امی بندھان
آٹھ انش نرمایا چینہو سنت سجان

(اس کے بعد تنفس اور " میں وہی ہوں " کا عرفان پیدا کیے اور انھیں امرت سا میٹھا بنایا
اے ذی فہم سادھو یہ سمجھ لو کہ اس نے اپنے آٹھ انش یعنی اجزا بھی پیدا کیے)
(ان اجزا کو سدھیاں یا روحانی طاقتیں کہا گیا ہے یہ انما، مہما، گریما، لگھما، پراپتی، پراکامیہ، ایشتا اور وشیتا ہیں۔ مترجم)

۶۴۶۔ تیج کھنڈ آچنیہہ کا دینہو سکل پسار
انڈ شکھا پر بیٹھ کے ادھر دیپ نردھار

(پھر اچنتیہ یعنی ناقابل تصور خدا کی تجلی پھیلا دی
اور وہ انڈے یعنی پوری دنیا کی چوٹی پر بیٹھ کر سارے جزیروں یعنی روشنیوں کی بنیاد بن گئی)

۶۴۷۔ تے اچنتیہ کے پریم سے اپجے اکشر سار
چار انش نرمایا چار وید وستار

(اس اچنتیہ کی محبت سے بنیادی لفظ اوم نکلا جو لافانی ہے
اس لفظ کے چار اعضا پیدا ہوئے جن سے چاروں وید بنائے گئے)

۶۴۸۔ تب اکشر کا دینیا نیند موہ السان
دے سمرتھ ادگت کری مرم کوئی نہہ جان

(پھر اس لافانی نے جزو یعنی انسانی روح کو نیند، گمرہی اور تساہل دیا گیا
یہ کام بھی قادر مطلق کا تھا اور اس طرح ہوا کہ اس کا بھید کسی نے نہ جانا)

۶۴۹۔ جب اکشر کے نیند گئے دبی سرت نروان
شیام ورن اک انڈ ہے سو جل میں استھان

(جب روح کو نیند آ گئی تو سرت یعنی احساس یزدانی دب گیا
اور پانی میں ایک کالے رنگ کا انڈا آ اترا)

۶۵۰۔ اکشر گھٹ میں اوپجے ویا کل سنشے شول
کن انڈا نرمایا کہا انڈ کا مول

(اب لافانی روح کے اندر بے چینی اور شبہات کے کانٹے پیدا ہوئے
وہ سوچنے لگی کہ یہ انڈا کس نے پیدا کیا ہے کون اس کا منبع ہے)

۶۵۱۔ تیہہ انڈ کے مکھ پہ لگی شبد کی چھاپ
اکشر درشٹ سے پھوٹیا دس دوارے کڑھ باپ

(اب اس انڈے یعنی دنیا کے منہ پر شبد یعنی روحانی آہنگ کی مہر لگی
اور جسم کے دس دروازوں سے مالک کا ظہور ہوا)
(دو کان، دو آنکھیں، دو نتھنے، منہ، آلت، مقعد اور سر کا پوشیدہ سوراخ دس دروازے ہیں۔ مترجم)

۶۵۲۔ تیہہ تے جوت نرنجنو پرگٹ روپ ندھان
کال اپربل سرجیا تینوں لوک پرمان

(اس کے ظہور سے سراپا نور لا الصفات نرنجن نکلے
ان کے ساتھ مہابلی کال یا وقت پیدا ہوا جس نے تینوں لوکوں پر قبضہ کر لیا)

۶۵۳۔ تا تے تینوں دیو بھے برہما وشنو مہیش
چار کھان تن سرجیا مایا کے اپدیش

(کال سے برہما یعنی خالق، وشنو یعنی پرورش کنندہ اور شیو یعنی خاتم دنیا پیدا ہوئے
انھوں نے یوگ مایا کے کہنے کے مطابق چار طرح کے جاندار پیدا کیے)

۶۵۴۔ لکھ چوراسی دھاراں تہاں جیو دیہہ واس
چودہ جم رکھوالیا چار وید وسواس

(چوراسی لاکھ جونیوں یا اقسام جانداروں کے اندر روح کو رہنے کی جگہ دی گئی
ان پر نظر رکھنے کے لیے چودہ جم یعنی ملک الموت رکھے گئے یہ چاروں ویدوں کا اعتقاد ہے)

۶۵۵۔ آپ آپ سکھ بھریں ایک، انڈے کے مانہہ
انپت پرلے دکھ سکھ پھر او [illegible]

(ایک انڈے یعنی دنیا میں سب لوگ اپنے اپنے حال میں مست رہتے ہیں
اس میں پیدائش، موت، سکھ اور دکھ بار بار آتے جاتے ہیں)

۶۵۶۔ سات، سرت سب مول، ہے پرلیہو ان کی مانہہ
ان ہی میں، سے اوپجے ان ہی مانہہ سمانہہ

(سب کی اصل سات سرتیں ہیں جن کا ذکر ہو چکا۔ پرلے یعنی دنیا کا خاتمہ بھی انھیں کے اندر ہے
ہر چیز انھیں سے پیدا ہوتی ہے اور انھیں میں جاکر سماتی ہے)

۶۵۷۔ سوئی خیال سمرتھ کر رہے سو اچھپ چھپائے
سوئی سندھ لے آیا سووت جگنہہ جگائے

(ظاہر یعنی اپنے وجود کو پوشیدہ کرکے قادر مطلق کو پھر ایک خیال آیا
انھوں نے ملنے کی صورت یا صبح پیدا کی تاکہ سوتوں کو جگایا جائے)

۶۵۸۔ سات سرت کے باہرے سورہ سنکھ کے پار
تہنہ سمرتھ کو بیٹھکا ہنسن کیر ادھار

(ان ساتوں سرتوں اور سولہوں کلاؤں یعنی انسان کے فنون کے آگے
قادر مطلق کا مقام ہے جو ہنسوں یعنی پہنچے ہوئے فقیروں کا مرجع ہے)

من (نفس)

۶۵۹۔ من کے متے نہ چالیے من کے متے انیک
جو من پہ اسوار ہے سو سادھو کوئی ایک

(نفس کے کہنے پر نہ چلو۔ نفس طرح طرح کی باتیں کرتا ہے
جس نے نفس کو قابو میں کر لیا ایسا نرالا سادھو ایک آدھ ہی ہوتا ہے)

۶۶۰۔ من مرید سنسار ہے گورو مرید کوئی سادھ
جو مانے گورو بچن کو تا کو مت اگادھ

(ساری دنیا نفس کی مرید ہے گورو کا مرید ایک آدھ سادھو ہی ہوتا ہے
جو گورو کا کہنا مانتا ہے اس کی فہم لامحدود ہو جاتی ہے)

۶۶۱۔ من کو ماروں پٹک کے ٹوک ٹوک ہوئے جائے
بش کی کیاری بوئے کے لُنتا کیوں پچھتائے

(اس نفس کو میں پٹک کے دے ماروں کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
جو یہ زہر کی فصل بوتا ہے وہ فصل کاٹتے وقت پچھتاوا کیوں کرتا ہے)

۶۶۲۔ من پانچوں کے بس پرا من کے بس نہیں پانچ
جت دیکھوں تت دو لگی جت جاگوں تت آنچ

(دل پانچوں اندریوں یعنی حواس خمسہ کے قابو میں ہے، پانچ حواس اس کے قابو میں نہیں ہیں
میں جدھر دیکھتا ہوں ادھر لپٹیں اٹھ رہی ہیں جدھر بھاگتا ہوں ادھر آگ لگی ہوئی ہے۔)

۶۶۳۔ کبیرا بیری سبل ہیں ایک جیو رپ پانچ
اپنے اپنے سواد کو بہت نچاویں ناچ

(اے کبیر دشمن بہت قوی ہیں، ایک جان ہے اور اس کے پانچ دشمن ہیں
یہ سبھی اپنی اپنی آسودگی کے لیے اسے بہت ناچ نچاتے ہیں)

۶۶۴۔ کبرا من تو ایک ہے بھاوے تہاں لگائے
بھاویں گورو کی بھگتی کر بھاویں وِسے کمائے

(اے کبیر دل تو ایک ہی ہے اسے چاہے جہاں لگائے
چاہے مرشد کی اطاعت کرے چاہے دنیوی عشرت حاصل کرلے)

۶۶۵۔ من کے مارے بن گئے بن تج بستی مانہہ
کہہ کبیر کیا کیجیے یہ من ٹھہرے نانہہ

(نفس سے پریشان ہو کر جنگل کو گیا اور جنگل چھوڑ پھر بستی میں آیا
کبیر کہتے ہیں کیا کیا جائے یہ نفس تو کہیں چین ہی نہیں لیتا)

۶۶۶۔ جیسی لہر سمدر کی تیتی من کی دور
سہجے ہیرا نپجے جو من آوے ٹھور

(جیسی سمندر کی لہر ہے ویسی ہی دل کی دوڑ یا بھٹکاؤ ہے
اگر یہ دل ایک جگہ ٹھہر جائے تو اطمینان سے معرفت کا ہیرا پیدا ہو جائے)

۶۶۷۔ پہلے یہ من کاگ تھا کرتا جیون گھات
اب تو من ہنسا بھیا موتی چن چن کھات

(پہلے یہ دل کوا تھا اور جانداروں کا شکار کرتا تھا
اب تو یہ دل ہنس بن گیا ہے جو موتی چن چن کر کھاتا ہے)

۶۶۸۔ کبرا من پربت ہتا اب میں پایا کان
ٹانکی لاگی شبد کی نکسی کنچن کھان

(اے کبیر پہلے میرا دل پہاڑ یا پتھر تھا۔ اب میں نے عزت پائی ہے
جب اس پر روحانی آہنگ کی چھینی لگی تو یہ پہاڑ سونے کی کان نکلا)

۶۶۹۔ اگم پنتھ من تھر کرے بدھی کرے پرویس
تن من سب ہی چھانڑ کے تب پہنچے وا دیس

(بغیر چلے ہوئے روحانی راستے پر چلنے کا دل میں مصمم ارادہ کرے اور فہم صحیح سے کام لے
اور جسم اور نفس سب کو چھوڑ دے تب اس مملکت میں پہنچ سکتا ہے)

۶۷۰۔ من موٹا من پاترا من پانی من لائے
من کے جیسی اوپجے تیسو ہی ہوے جائے

(من موٹا بھی ہے پتلا بھی ہے، وہ پانی بھی ہے آگ کی لپٹ بھی ہے
من میں جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے)

۶۷۱۔ من کے بہتک رنگ ہیں چھن چھن بدلیں سوئے
ایکے رنگ میں جو رہے ایسا برلا کوئے

(من کے طرح طرح کے رنگ ہیں اور وہ لمحہ لمحہ بدلتے ہیں
جو ایک ہی رنگ میں رنگ جائے ایسا نرالا کوئی کوئی آدمی ہی ہوتا ہے)

۶۷۲۔ منوا تو پنچھی بھیا اڑ کے چلا اکاس
اوپر ہی تیں گر پڑا یا مایا کے پاس

(یہ دل پرندہ بن گیا اور اڑ کر آسمان کی طرف گیا
پھر یا تو یہ اوپر سے گر پڑا یعنی ناکام رہا یا دولت مجازی کے پاس پہنچ گیا)

۶۷۳۔ اپنے اپنے چور کو سب کوئی ڈارے مار
میرا چور مجھے ملے سربس ڈاروں وار

(اپنے اپنے چور کو سبھی لوگ مار ڈالتے ہیں
میرا چور یعنی محبوب مجھے مل جائے تو میں سب کچھ اس کے صدقے دے دوں)

۶۷۴۔ من کنجر مہمنت تھا پھرتا گہر گنبھیر
دوہری تہری چوہری پڑ گئی پریم زنجیر

(دل زبردست ہاتھی جیسا تھا اور زور و تشدد کے ساتھ پھرتا رہتا تھا
لیکن اس پر دوہری تہری اور چوہری محبت کی زنجیر پڑ گئی اور وہ قابو میں آگیا)

۶۷۵۔ ہردے بھیتر آرسی مکھ دیکھا نہیں جائے
مکھ تو سب ہی دیکھیٔ دل کی دبدھا جائے
(دل کے اندر آرسی ہے لیکن اس میں محبوب کی صورت دکھائی نہیں دیتی
وہ صورت سبھی دیکھ سکتے ہیں اگر دل کا تذبذب دور ہو جائے)

۶۷۶۔ پانی ہُوتیں پاترا دھواں ہوتیں جھین
پونہوتیں ات اوتلا دوست کبیرا کین
(جو پانی سے بھی پتلا ہے جو دھوئیں سے بھی مہین ہے
جو ہوا سے بھی تیز چلتا ہے ایسے کو کبیر نے دوست بنایا ہے)

۶۷۷۔ من منسا کو مار کے ننہا کر کے پیس
تب سکھ اپجے سندری پدم جھلکے سیس
(دل کی خواہش کو ختم کر کے اسے مہین پیس یعنی ہمیشہ کے لیے مٹا دے
اے حسینہ تبھی تجھے راحت ملے گی اور تیرے سر پر کنول کی بہار دکھائی دے گی)
(یہاں یوگیوں کے آخری مقام ہزار پنکھڑی والے کمل سے مراد ہے - مترجم)

۶۷۸۔ من منسا کو مار کے گھٹ ہی ماہیں گھیر
جب ہی چالے پیٹھ دے انکس دے دے پھیر
(دل کی خواہش کو مار کر اسے اپنے جسم کے اندر ہی رکھ یعنی قابو میں رکھ
جب یہ الٹی چلنے لگے تو اسے انکس مار کر سیدھی راہ پر لے آ)

۶۷۹۔ کبرا منہہ گیند ہے آنکس دے دے رکھ
بس کی بیل پرہری امرت کا پھل چاکھ
(اے کبیر تیرا دل ہاتھی ہے، اسے انکس مار مار کر قابو میں رکھ
زہر کی بیل کو چھوڑ دے اور امرت کا پھل چکھ)

۶۸۰۔ کنبھے باندھا جل رہے جل بن کنبھ نہ ہوئے
گیانے باندھا من رہے من بن گیان نہ ہوئے
(پانی گھڑے میں بندھ کر ہی رہتا ہے اور پانی نہ ہو تو گھڑا بھی نہیں ہوتا یعنی بے کار ہوتا ہے
من بھی گیان سے بندھ کر ٹھہرتا ہے اور گیان بھی من کے بغیر نہیں ہو سکتا)

۶۸۱۔ من مایا تو ایک ہے مایا منہہ سمائے
تین لوک سنسے پرا کاہ کہوں سمجھائے
(دل اور وجود مجازی ایک ہی ہیں، وجود مجازی یا مایا من میں سما گئی ہے
تینوں دنیاؤں میں لوگ بھلاوے میں پڑے ہیں، میں کس کو سمجھاؤں)

۶۸۲۔ من سائر منسا لہر بوڑے بہے انیک
یہ کبیر تنہہ باںچہیں جن کے ہردے ویویک
(دل سمندر ہے اور خواہش اس کی لہر ہے۔ اس میں بہت لوگ ڈوب گئے اور بہہ گئے
اے کبیر یہ بات وہی سمجھ سکیں گے جن کے دل میں سمجھ ہے)

۶۸۳۔ نینن آگے من بسے پل پل کرے جو دور
تین لوک من بھوپ ہے من پوجا سب ٹھور
(دل جو دوڑ دوڑ کر پل پل کرتا ہے آنکھوں کے آگے ہی ہے
دل کا راج تینوں لوکوں میں ہے، ہر جگہ دل ہی کی پرستش ہوتی ہے)

۶۸۴۔ تن بوہت من کاگ ہے لکھ جوجن اڑ جائے
کبہیں دریا اگم ہے کبہوں گگن سمائے
(جسم جہاز ہے اور دل کوا۔ جو لاکھ یوجن یعنی لامحدود فاصلوں تک اڑ سکتا ہے
لیکن سمندر تو بغیر کنارے کا ہے اور کوا آسمان میں بھی نہیں سما سکتا، اسے جہاز پر آنا ہی ہے)

۶۸۵۔ من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت
کہہ کبیر پیو پایئے من ہی کی پرتیت

(دل سے ہارنے پر ہار ہے اور دل سے جیتنے پر جیت ہوتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ دل ہی پر اعتماد کر کے محبوب حقیقی سے مل سکتے ہیں)

۶۸۶۔ تین لوک ٹینڈی بھئی اڑیا من کے ساتھ
ہریجن ہری جانے بنا پرے کال کے گات

(تینوں دنیاؤں کے باشندے ٹڈی کی طرح من کے ساتھ اڑ رہے ہیں
خدا کے عابد بھی خدا کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے ٹڈیوں کی طرح موت کے منہ میں جاتے ہیں)

۶۸۷۔ بازی گر کا باندرا ایسا جیو من ساتھ
نانا ناچ رچائے کے راچے اپنے ہاتھ

(انسان اپنے دل کے ساتھ اس طرح رہتا ہے جیسے بازی گر کے ساتھ اس کا بندر
وہ اسے طرح طرح کے ناچ نچاتا ہے اور اپنے ہی سے لگائے رکھتا ہے)

۶۸۸۔ من کر سُر مُنی جنہڑیا من کے لکش دوار
یہ من چنچل چور ہی من شدھ ٹھگار

(نفس کے ہاتھوں دیوتا اور مُنی بھی دھوکا کھاتے ہیں، نفس کے لاکھ دروازے ہیں
یہ چنچل من چور ہے، یہ خالص ٹھگ ہے)

۶۸۹ من متنگ گیر ہنے منسا بھئی سچان
جنتر منتر مانے نہیں لاگی اُڑ اُڑ کھان

(نفس کا زبردست ہاتھی سب کو ہلاک کرتا ہے اور خواہشیں باز بن کر شکار کرتی ہیں
یہ شکاری باز جنتر منتر سے قابو میں نہیں آتا اور اڑ کر سر پر آتا ہے)

۶۹۰۔ من گیند مانے نہیں چلے سُرت کے ساتھ
دین مہاوت کیا کرے انکش ناہیں ہاتھ

(نفس کا ہاتھی سرت یعنی خدا کے تخیل کے ساتھ چلنا منظور نہیں کرتا
غریب مہاوت کیا کر سکتا ہے اس کے ہاتھ میں انکس نہیں ہے)

۶۹۱ دیس بدیسن ہوں پھرا منہی بھرا سُکال
جا کو ڈھونڈھت میں پھروں تا کو پرا دُکال

(میں ملکوں ملکوں گھوما ہوں، ہر جگہ نفس کی بہتات دیکھی
جس کی تلاش میں میں گھوم رہا ہوں وہ تو ناپید ہے)

۶۹۲۔ من سوارتھ آپہی رسک وشے لہر پھرائے
من کو چلتے تن چلت تاتے سربس جائے

(نفس بڑا خود غرض ہے، اپنے ہی میں رس لیتا ہے اور عیش و عشرت کی لہر پیدا کر رہا ہے
جسم بھی نفس کے کہنے پر چلتا ہے اسی سے سارا سرمایہ ختم ہو رہا ہے)

۶۹۳۔ یہ من تو شیتل بھیا جب اُپجا برہم گیان
جیہہ بیسندر جگ جرے سو پُنی اُدک سمان

(جب برہم گیان یا علم معرفت پیدا ہوا تو دل ٹھنڈا ہو گیا
جس آگ میں دنیا جل رہی ہے وہ اب مجھے پانی جیسی لگتی ہے)

وِودھ (متفرق)

۶۹۴۔ سپنے میں سائیں ملے سووت لیا جگائے
آنکھ نہ کھولوں ڈرپتا من سپنا ہوئے جائے

(میرے مالک مجھے خواب میں آ کر ملے اور انھوں نے مجھے سوتے سے جگا لیا
میں اس ڈر سے آنکھ نہیں کھولتا کہ کہیں یہ بھی من کا سپنا نہ ہو جائے)

۶۹۵۔ سوؤں تو سپنے ملوں جاگوں تو من مانہہ
لوچن راتے سبھ گھڑی بسرت کبھوں نا نہہ
(جب میں سوتا ہوں تو محبوب خواب میں آتا ہے اور جاگتا ہوں تو دل میں ہوتا ہے
اچھی ساعت میں میری آنکھیں اس کی محبت میں شرابور ہوئی تھیں کہ وہ مجھے کبھی نہیں بھولتا)

۶۹۶۔ کبرا ساتھی سوئی کیا سکھ دکھ جاہ نہ ہوئے
ہل مل کے سنگ کھیلئے کبھوں بچھوہ نہ ہوئے
(اے کبیر میں نے اُسے دوست بنایا ہے جسے دکھ سکھ نہیں ہوتا۔
میں اس کے ساتھ ہل مل کر ہنستا کھیلتا ہوں' اس سے فراق کبھی نہیں ہوتا)

۶۹۷۔ ترورتا سو لمبیۓ بارہ ماس پھلنت
سیتل چھایا سگھن پھل پنچھی کیل کرنت
(ایسے درخت کے نیچے ڈیرا لگانا چاہئیے جو سال بھر برابر پھل دیتا رہے
جس کی چھایا ٹھنڈی ہو' پھل خوب لگے ہوں اور پرندے اس پر کھیل کرتے ہوں)

۶۹۸۔ ترور سرور سنت جن چوتھے برسے مینہہ
پرمارتھ کے کارنے چاروں دھاریں دیہہ
(درخت' تالاب' سنت لوگ اور برستے بادل
یہ چاروں دوسروں کی بھلائی کے لیے ہی جسم اختیار کرتے ہیں)

۶۹۹۔ کبرا سوئی پیر ہے جو جانے پر پیر
جو پر پیر نہ جانئی سو کافر بے پیر
(اے کبیر پیر وہی ہے جو دوسرے کا درد سمجھے
جو دوسرے کا درد نہیں سمجھتا وہ بے رحم کافر ہے)

۷۰۰۔ نُوَن نُوَن بہُت انترا نُون نون بہُہ بان
یہ تینوں بہتے نویں چیتا چور کمان
(جھکنے جھکنے میں بہت فرق ہوتا ہے' جھکنا طرح طرح کا ہوتا ہے
چیتا' چور اور کمان یہ تینوں خوب جھکتے ہیں تاکہ نقصان پہنچائیں)

۷۰۱۔ کبرا سیپ سمدر کی کھارا جل نہہ لیئے
پانی پاوے سواتی کا سوبھا ساگر دیئے
(اے کبیر سمندر کی سیپ اس کا کھارا پانی نہیں لیتی
وہ سواتی نکشتر کا برسا پانی پیتی ہے جس سے موتی بنتا ہے اور سمندر کی شان بڑھتی ہے)

۷۰۲۔ اونچی جات پپیہرا پیۓ نہ نیچا نیر
کے سرپت کو جانچئی کے دکھ سہے سریر
(پپیہے کی اونچی ذات ہے۔ وہ گھٹیا قسم کا پانی نہیں پیتا
وہ یا تو اندر یعنی بادل کا انتظار کرتا ہے یا پیاسا رہ کر جسم پر تکلیف لیتا ہے)

۷۰۳۔ چاتک سُتہہ پڑھاوہی آن نیر مت لیئے
مم کل یہی سبھاؤ ہے سواتی بوند چت دیئے
(پپیہا اپنے بیٹے کو پڑھا رہا ہے کہ دوسرا کوئی پانی نہ لینا
میرے خاندان کی خصوصیت یہی ہے کہ سواتی نکشتر میں برسی بوند پر خیال جمایا جائے)

۷۰۴۔ لبا مارگ دور گھر بکٹ پنتھ بہُہ بھار
کہہ کبیر کس پایئے درلبھ گورو دیدار
(راہ لمبی ہے' منزل دور ہے' راستہ اوبڑ کھابڑ ہے اور سر پر بھاری بوجھ ہے
کبیر کہتے ہیں کہ گورو کا دیدار مشکل ہے وہ کیوں کر لے گا)

۷۰۵۔ ہیرت ہیرت ہے سکھی، ہیرت گیا ہرائے
بُند سمانی سمند میں سوکِت ہیری جائے

(اے سکھی تلاش کرتے کرتے تلاش کنندہ خود کھو گیا
بوند جب سمندر میں مل گئی تو اسے کیوں کر تلاش کیا جا سکتا ہے)

۷۰۶۔ آدی ہوت سب آپ میں سَکل ہوت تا ماہنہ
جیوں تروَر کے بیچ میں ڈار پات پھل چھانہہ

(اللہ سب میں ہے اور سبھی اس میں ہیں
جیسے درخت کے بیچ میں شاخیں، پتے، پھل اور سایہ چھپے رہتے ہیں)

۷۰۷۔ کبرا میں تو تب ڈروں جو مجھ ہی میں ہوئے
میچ بڑھاپا آپدا سب کا ہو میں سوئے

(اے کبیر میں تب ان سے ڈروں جب یہ مجھے ہی ہوں
موت، بڑھاپا اور مصیبتیں تو سبھی کے لیے ہوتی ہیں)

۷۰۸۔ سات دیپ نو کھنڈ میں تین لوک برہمنڈ
کہہ کبیر سب کو لگے دیہہ دھرے کو ڈنڈ

(سات جزائر، نو مملکتوں اور تینوں دنیاؤں میں
کبیر کہتے ہیں کہ جسم اختیار کرنے کی سزا ہر ایک کو ملتی ہے)

۷۰۹۔ دیہہ دھرے کا ڈنڈ ہے سب کاہو کو ہوئے
گیانی بھگتے گیان کر مورکھ بھگتے روئے

(جسم اختیار کرنے پر اس کی سزا یعنی تکلیفیں سبھی کو ملتی ہیں
گیانی یا فہیم سمجھ کر انھیں صبر سے برداشت کرتا ہے احمق رو کر)

۷۱۰۔ دیکھن ہی کی بات ہے کہنے کی کچھو ناہنہہ
آدی انت کو مل رہا ہریجن ہری ہی ماہنہہ

(یہ بات دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے، کہنے کی نہیں ہے
اللہ والا شروع میں بھی اس میں تھا اور آخر میں بھی اس میں ملے گا)

۷۱۱۔ سے ہمارے ایک ہیں، جو سمرے ست نام
وستو لہی پہچان کے واسنا سوں کیا کام

(جو لوگ بھی سچے نام کا جاپ کرتے ہیں وہ سبھی ہمارے اپنے ہیں
ہم نے اچھی چیز پہچان کر لے لی ہے، ہمیں فضول عیش سے کیا کام)

۷۱۲۔ جوا، چوری، مخبری، بیاج، گھوس، پرنار
جو چاہے دیدار کو اِتی وستو پروار

(جوا، چوری، مخبری، سود، رشوت اور پرائی عورت
اگر تو خدا کا دیدار چاہتا ہے تو اتنی باتوں کو چھوڑ دے)

۷۱۳۔ راج دوارے سادھو جن تین وستو کو جائے
کے میٹھا کے مان کو کے مایا کی چاہئے

(سادھو راجاؤں کے دروازے صرف تین باتوں کے لیے جاتا ہے
یا تو مٹھائی یعنی لذیذ کھانا یا عزت یا دولت کی چاہ)

۷۱۴۔ دیکھن کو سب کوئی بھلا جیسے سیت کا کوٹ
دیکھت ہی ڈھہہ جائے گا باندھ سکے نہ پوٹ

(یہاں دیکھنے میں سب اچھا لگتا ہے جیسے برف کا بنا ہوا قلعہ
یہ دیکھتے دیکھتے کھنڈر بن جائے گا، کوئی اسے گٹھری میں نہیں باندھ سکتا)

۱۵۔ ناچے گاوے پد کہے نہیں گورو سوں ہیت
کہہ کبیر کیوں نیپجے بیج بہو نو کھیت

(تم ناچتے گاتے ہو پد کہتے ہو لیکن گورو سے محبت نہیں تو سب بے کار ہے
کبیر کہتے ہیں کہ بیج کے بغیر کھیت میں فصل کس طرح ہو سکتی ہے)

۱۶۔ برہمہ تے جگ اوپجا کہت سیانے لوگ
تاہہ برہم کے تیاگ بن جگت نہ تیاگن جوگ

(عقل والوں کا کہنا ہے کہ دنیا کی پیدائش برہما سے ہوئی ہے
اسی برہما کو اگر ترک نہ کر سکے تو دنیا بھی قابل ترک نہیں ہے)
(اس دوہے میں برہما وغیرہ سے دھیان ہٹا کر ذات لاصفات کی پرستش کا اشارہ ہے۔ مترجم)

۱۷۔ برہما جگت کا بیج ہے جو نہیں تا کو تیاگ
جگت برہم میں لین ہے کہہ کون بیراگ

(برہما دنیا کا بیج ہے اور برہما کو جس نے نہیں چھوڑا
تو اس کا بیراگ کیا ہوا کیوں کہ دنیا تو برہما ہی میں ضم ہے)

۱۸۔ نیت نیت جنہہ وید کہہ تہاں نہ من ٹھہرائے
من وانی کی گم نہیں برہم کہا کن تائے

(جس جگہ کی تعریف ویدوں نے نیتی نیتی یعنی نہیں ہے نہیں ہے کرکے کی ہے وہاں من نہیں ٹھہر سکتا
جہاں پہ نہ دل کا داخلہ نہ زبان کا اسے برہما یا برہم کیسے کہہ دیا گیا)

۱۹۔ ایک کرم ہے بونا اپجے بیج بہوت
ایک کرم ہے بھونجنا اُدے نہ انکر سوت

(ایک عمل بونے کا ہے جس سے بہت سے بیج پیدا ہوں
دوسرے قسم کا عمل بھوننے جیسا ہے جس سے بیج سے سوت جیسا انکر بھی نہیں پھوٹ پاتا)

۲۰۔ چاند سُرج نج کرن کو تیاگ کون بدھ کین
جا کی کرنیں تاہہ میں آپج ہوت ہن لین

(چاند اور سورج نے اپنی کرنوں کا ترک کس طرح کر دیا
کیوں کہ جس کی کرنیں یا ضیا ہے یعنی خدا کی وہ اسی میں سما جاتی ہیں)

۲۱۔ گورو جھروکے بیٹھ کے سب کا مجرا لیئے
جیسی جا کی چاکری تیسو تا کو دیئے

(مرشد اعلیٰ جھروکے میں بیٹھ کر سب کا معائنہ کر رہے ہیں
جس کی جیسی خدمت ہے اس کو ویسا ہی صلہ ملتا ہے)

۲۲۔ ہنسا بک اک رنگ لکھ چریں ایک ہی تال
چھیر نیرتے جانیئے بک اگھریں تیہہ کال

(ہنس اور بگلا دونوں ایک ہی رنگ کے ہیں اور ایک ہی تالاب میں رہتے ہیں
لیکن جب دودھ سے پانی الگ کرنے کی آزمائش ہوتی ہے تو بگلے کی قلعی کھل جاتی ہے)

۲۳۔ بن دیکھے وہ دیس کی بات کہے سو کور
آپے کھاری کھات ہے بیچت پھرت کپور

(جو شخص بغیر دیکھے اس روحانی مقام کی بات کرتا ہے وہ مکار ہے
تم خود تو شورہ کھاتے ہو اور کافور بیچتے پھرتے ہو)

۲۴۔ ملیاگر کے واس میں برچھ رہا سب کوئے
کہبے کو چندن بھیا ملیاگر نہ ہوئے

(ملیاگر یعنی خالص سفید چندن کے جنگل میں لوگ دوسرے درخت لگا رہے ہیں
وہ کہنے کو چندن ہوں گے لیکن ملیاگر چندن نہیں ہو سکتے)

۷۲۵۔ کاٹے آنب نہ موریا پھاٹے جرے نہ کان
گورکھ پد پرسے بنا کہو کون کی سان

(آم کو کاٹ دینے پر اس میں بُور یا پھول نہیں آتا اور پھٹے ہوئے کان جُڑ نہیں سکتے
جب تم نے گورکھ ناتھ کے مقام پہ رسائی نہیں کی یا ان کے پاؤں نہیں چھوئے تو کیا بات رہی
(یہ کن پھٹے جوگیوں پر طعنہ زنی ہے۔ مترجم)

۷۲۶۔ آگے سیڑھی سانکری پاچھے چکنا چور
پردا ترکی سندری رہی دھکاوے دور

(آگے اترنے کا زینہ تنگ ہے پیچھے سب کچھ چکنا چور یعنی برباد ہو گیا ہے)
پردے میں بیٹھی ہوئی حسینہ یعنی دولت مجازی دھکا دے کر دور چلی گئی)

۷۲۷۔ بیرا باندھ نہ سرپ کو بھوساگر کے ماںہہ
چھوڑے تو بوڑت اہے گہے تو ڈسے واہ

(تم دنیا کے سمندر میں سانپ کا بیڑہ نہ باندھو یعنی اس کا سہارا نہ لو
اگر تم اسے چھوڑ دو گے تو ڈوبو گے اور پکڑے رہو گے تو یہ تمہیں ڈس لے گا)

۷۲۸۔ کر کھورا کھووا بھرا مگ جوہت دن جائے
کبرا اترا چت سے چھاچھ دیو نہہ جائے

(میرے ہاتھ میں کھوئے سے بھرا کٹورا ہو اسی انتظار میں دن گزر گیا یعنی زندگی بیت گئی
مجھے دوسروں کی طرح بدنیتی سے چھاچھ دینا نہیں آتا)

۷۲۹۔ بس کے برواگھر کیا رہا سرپ لپٹائے
تا تے جیرے ڈر بھیا جاگت رین بہائے

(میں نے زہر کے درخت میں گھر کیا ہے اور جسم پر سانپ لپٹے ہیں
اس سے دل میں خوف بھر رہا ہے اور رات کو صبح تک جاگتا رہتا ہوں)

۷۳۰۔ سیم کیرا سُووٗنا سیمبلے بیٹھا آئے
چونچ چہورے سر دُھنے یہ واہی کو بھائے

(سیمل کے درخت کا توتا تھوہڑ کے پیڑ پر جا بیٹھا کیوں کہ سیمل کا پھل کھانے کی اس کی کوشش ناکام ہوئی
وہ چونچ پٹکتا ہے اور سر دھنتا ہے اسے اب یہی کرنا ہے)

۷۳۱۔ سیم سُووٗنا بیگ تج دھنی بگر چن پانکھ
ایسا سیم جو سیوے ہردیا ناہیں آنکھ

(اے توتے تو جلدی سے سیمل کا درخت چھوڑ دے داتا اور سوم کی پرکھ کر
پھل دینے والے سیمل سے جو امید لگائے اسے دل کا اندھا کہتے ہیں)

۷۳۲۔ کیتے دن ایسے گئے ان روچے کو نیہہ
بوئے او سرنہ اوپجیں جو گھن برسیں میہ

(زندگی کے کافی دن نا اہل کی دوستی میں گزار دیے
بنجر زمین میں زبردست بارش ہو تو بھی کچھ نہ پیدا ہو گا)

۷۳۳۔ پرکٹ کہوں تو مار یا پردا لکھے نہ کوئے
سہنا چھپا پیار تر کو کہہ بیری ہوئے

(اگر صاف کہتا ہوں تو وہ مار دے گا اور اشارے سے کوئی سمجھتا نہیں
پوال کے نیچے سانپ چھپا ہے لیکن یہ کہہ کر اس کا دشمن کون بنے)

۷۳۴۔ جو لوں تارا جگمگے تو لوں اُگے نہ سُور
تو لوں جیو جگ کرم بس جو لوں گیان نہ پور

(جب تک ستارہ جگمگاتا ہے تب تک سورج نہیں نکلتا
اس وقت تک دل دنیوی کاموں میں پھنسا رہے گا جب تک پورا گیان نہیں ہوتا)

۷۳۵۔ کر بہیا بل آپنی چھانڑ برانی آس
جاکے آنگن ندی ہے سوکس مرے پیاس
(اپنے بازوؤں میں طاقت پیدا کرو دوسرے سے امید نہ کرو
جس کے صحن میں ندی ہے وہ پیاسا نہیں مر سکتا)

۷۳۶۔ بے گن ونتی بیلری تو گن برن نہ جائے
جر کاٹے تے ہری ہوئے سینچے تے کمہلائے
(اے گن ونتی بیل تیری تعریف نہیں کی جاسکتی
تو جڑ کاٹنے سے ہری ہوتی ہے اور سینچنے سے کمہلاتی ہے)

۷۳۷۔ بیل کڈھنگی پھل بُرو پھلوا گُندھو بسائے
مول بناسی تو مری سرو پات کروائے
(اے تومڑی یعنی کڑوے کدو کی بیل تیری صورت خراب ہے پھل خراب ہے اور پھولوں میں بدبو ہے
تیری جڑ ختم ہو تیرا تو پتا پتا کڑوا ہے)

۷۳۸۔ ہم جانیو کُل ہنس ہو تاتے کینہو سنگ
جو جنتیوں بک برن ہو چھوون نہ دیتیوں انگ
(میرا خیال تھا کہ تم ہنسوں کے فرقے کے ہو اسی سے تمہارا ساتھ کیا
اگر جانتا کہ تم بگلے ہو تو اپنا جسم تک نہ چھونے دیتا)

۷۳۹۔ گُنیا تو گُن کو گہے نرگُن گُنہ گھنائے
بیلنہہ دیجے جائفل کیا بوجھے کیا کھائے
(ذی فہم آدمی صفات نیک کو اپناتا ہے کج فہم ان سے نفرت کرتا ہے
اگر بیل کو جائفل دی جائے تو وہ اسے کیا سمجھے گا اور کیا کھائے گا)

۷۴۰۔ کھیت بھلا بیجو بھلا بوئیے موٹھ پھیر
کاہے بروا روکھرا یا گن کھیتے کبیر
(کھیت بھلا ہو اور بیج بھی عمدہ ہو اور اچھی طرح بویا جائے
تو درخت اچھا ہی ہوگا۔ اس میں اس کی تعریف نہیں کھیت کی تعریف ہے)

۷۴۱۔ جنتر بجاوت ہوں سنا ٹوٹ گئے سب تار
جنتر بچارا کیا کرے گیو بجاون ہار
(تاروں کا باجا بجنے کے دوران میں نے سنا کہ تار ٹوٹ گئے
باجا بیچارا کیا کرے جب بجانے والا ہی چلا گیا)
(یہ دوہا تقریباً وہی ہے جو دوہا نمبر ۳۴۴ ہے۔ مترجم)

۷۴۲۔ اورن کے سمجھاوتے مکھ میں پڑ گو ریت
راس برانی راکھتے کھائے گھر کو کھیت
(دوسروں کو سمجھاتے سمجھاتے ہمارے منہ میں ریت پڑ گئی
دوسرے کے خرمن کی رکھوالی کرنے میں ہم نے اپنا کھیت برباد کر دیا)

۷۴۳۔ تکت تکاوت تک رہے سکے نہ بیجھا مار
سبے تیر خالی پرے چلے کمانی ڈار
(سارا وقت شکار کو گھنے جنگل میں تکتے ہی گزار دیا
سارے تیر خالی گئے۔ آخر میں کمان پھینک کر چلے آئے)

۷۴۴۔ اپنی کہہ میری سنے سن مل ایکے ہوئے
میرے دیکھت جگ بھیا ایسا ملا نہ کوئے
(جو اپنی کہے اور میری سنے اور سن کر مجھ سے متحد ہو جائے
میں نے ساری دنیا کو دیکھ لیا ہے۔ ایسا شخص مجھے نہیں ملا)

۷۴۵۔ دیس دیس ہم باگیا گرام گرام کی کھور
ایسا جیرا نا ملا جوے پھٹک بچھور

(ہم کئی ملکوں میں گھومتے رہے اور گانو گانو گھیوں، کے چکر لگاتے رہے
ایسا کوئی شخص نہ ملا جو ہمیں پھٹک کر اور صاف کر کے قبول کر لیتا)

۷۴۶۔ وستوا ہے گاہک نہیں وستو سو گروا مول
بنا دام کو مانوا پھر سو ڈانوا ڈول

(چیز تو بازار میں ہے لیکن قیمتی چیز کا خریدار کوئی نہیں
ہاں بغیر دام کے لوگ بازار میں ضرور چکر لگا رہے ہیں)

۷۴۷۔ سنگھ اکیلا بن رمے پلک پلک کے دور
جیسا بن ہے آپنا ویسا بن ہے اور

(شیر اکیلا جنگل میں خوش ہو کر ہر دم دوڑ رہا ہے
سوچتا ہے کہ جیسا جنگل میرا ہے ویسا ہی کوئی جنگل ہوگا)

۷۴۸۔ بیٹھا ہے گھر بھیترے بیٹھا ہے ساچیت
جب جیسی گت چاہتا تب تیسی مت دیت

(وہ مالک گھر یعنی دل میں بیٹھا ہے اور برابر ہوشیار ہے
جب وہ جیسی راہ چلانا چاہتا ہے ویسی ہی عقل دے دیتا ہے)

۷۴۹۔ بنا بنایا مانوا بنا بدھی بے تول
کہا لال لے کیجیے بنا باس کا پھول

(اگر کوئی انسان جیسا بنا ہو لیکن اس میں عقل یا محبت کی لالی نہ ہو تو بیکار ہے
صرف سرخ رنگت کو دیکھ کر بغیر خوشبو کے پھول کو لے کر کیا کریں)

۷۵۰۔ آگے آگے دَو جرے پیچھے ہریر ہوئے
بلہاری وا برچھ کی جر کاٹے پھل ہوئے

(آگے آگے آگ جلتی جائے اور پیچھے پیچھے وہ ہرا ہوتا جائے
میں اس درخت کے صدقے جاؤں جس کی جڑ کاٹنے سے اس میں پھل آئے)

۷۵۱۔ سر ہر پیڑا گادہ پھل اور بیٹھا ہے پور
بہت لال تیج پچ مرے پھل میٹھا اور دور

(اونچا درخت ہے، بہت عمدہ اور بھرا پورا پھل ہے
کئی لوگ کوشش کر کر کے بیٹھ رہے، پھل میٹھا تو ہے لیکن بہت دور ہے)

۷۵۲۔ سب ہی ترو تر جائے کے سب پھل لینہوں چکھ
پھر پھر مانگت کبر ہے درشن ہی کی بھیکھ

(سب لوگوں نے درخت کے پاس جا کر ہر طرح کے پھل چکھ لیے
کبیر بار بار آتا ہے لیکن صرف دیدار کی بھیک مانگتا ہے۔)
(یہ دوہا بعینہٖ وہی ہے جو دوہا نمبر ۱۶۹ ہے۔ مترجم)

۷۵۳۔ کنچن بھو پارس پرس بہُر نہ لوہا ہوئے
چندن واس پلاس بدھی ڈھاک کہے نا کوئے

(پارس کو چھو کر وہ تو سونا بن گیا، اب دوبارہ لوہا نہیں ہو سکتا
چندن کے جنگل میں لگے پلاس کے پیڑ کو ڈھاک کوئی نہیں کہتا، اسے چندن ہی سمجھا جاتا ہے)

۷۵۴۔ بھکتی بھکتی سب کوئی کہے بھکتی نہ آئی کاج
جنہہ کو کیو بھروسوا تہاں تیں آئی گاج

(سب لوگ بھکتی کی باتیں کرتے ہیں لیکن بھکتی ان کے کام نہیں آتی
وہ جہاں کا بھروسا کرتے ہیں وہاں سے ان پر بجلی ٹوٹتی ہے)

۷۵۵۔ سکھ کا ساگر میں رچا دکھ دکھ میلو پاؤ
پتھ نا پکڑے آپنا چلے رنک اور راؤ
(میں نے تو راحت کا سمندر دے دیا ہے تم اگر دکھ کے خواہش مند ہو تو دکھ پاؤ
چھوٹے بڑے امیر غریب اصلیت کو جانے بغیر بڑھے چلے جاتے ہیں)

۷۵۶۔ لکھا پڑھی میں پرے سب یہ گن تجے نہ کوئے
بے پرے بھرم جال میں ڈارا یہ جیہ کھوئے
(سبھی لوگ لکھنے پڑھنے میں پڑے ہیں اور اس علم کو کوئی نہیں چھوڑتا
سبھی لوگ گمرہی کے جال میں پھنس کر یہ زندگی برباد کر رہے ہیں)

۷۵۷۔ جیسی لاگی اور کی تیسی نبھے نہ تھور
کوڑی کوڑی جور کے پوجیو لچھ کرور
(جو فائدہ خدا سے لو لگانے کو ملتا ہے وہ تمھیں نہیں ملے گا
چاہے تم کوڑی کوڑی جوڑ کر لاکھوں کروڑوں روپے جمع کر لو)

۷۵۸۔ نو من دودھ بٹور کے ٹپکا کیا وناش
دودھ پھاٹ کانجی بھیا بھیا گھیو کا ناش
(تم نے نو من دودھ جمع کیا اور ایک بوند نے اسے برباد کر دیا
دودھ پھٹ کر کھٹا ہو گیا اور اس کا گھی بھی برباد ہو گیا)

۷۵۹۔ مانس تیرا گن بڑا مانس نہ آوے کاج
ہاڑ نہ ہوتے آبھرن تو چا نہ باجے باج
(اے انسان تیری صفات اصلی چیز ہیں۔ تیرا گوشت کام میں نہیں آسکتا
تیری ہڈی سے زیور نہیں بنتے اور تیرے چمڑے سے بجنے والے باجے نہیں بنتے جانوروں کی یہ سب چیزیں کام آتی ہیں)

۷۶۰۔ پرکھے ایک جو ہو گیا بھیا سو بارہ باٹ
کست کسوٹی نا ٹکا پیتر بھیا نراٹ
(اگر کوئی شروع ہی میں ہو کا کر کے بے یقین ہو گیا تو وہ برباد ہو گیا
کسوٹی پر کسنے پر پیتل کھرا نہیں اترا، اس کی اصلیت ظاہر ہو گئی)

۷۶۱۔ پھلوا دھار نہ سکے کہے سکھن سوں روئے
جیوں جیوں بھیجے کامری تیوں تیوں بھاری ہوئے
(وہ جو پھول جیسی ہلکی دھار بھی سہہ نہیں سکتی، سہیلیوں سے رو کر کہتی ہے
کہ میری کملی جیسے جیسے بھیگتی ہے ویسے ویسے بھاری ہو رہی ہے)

۷۶۲۔ پدگاوے لولین ہوئے کٹے نہ سنسے پھانس
بے پچھورا تھوتھرا ایک بنا وشواس
(مست ہو کر پدگانے سے شبہ کا کانٹا دل سے نکل نہیں سکتا
اگر اعتقاد نہیں ہے تو صفائی یعنی آزمائش کے وقت سارا اناج بیکار نکلے گا)

۷۶۳۔ گھر کبیر کا شکھر پر جہاں سلہلی گیل
پانو نہ ٹکے پپیلکا خلق نہ لادے بیل
(کبیر کا مقام ایسی چوٹی پر ہے جہاں کی راہ میں پھسلن ہے
وہاں چیونٹی کے پانو بھی نہیں جم پاتے اور کوئی شخص بیل لے کر یعنی سامان لے کر نہیں آسکتا)

۷۶۴۔ اپنے اپنے شیش کو سبن لین ہیں مان
ہری کی بات دُرنتری پری نہ کاہو جان
(سب لوگ اپنے اپنے سروں پر دنیوی وقار اٹھائے ہوئے ہیں
خدا کی بات مشکل ہے۔ وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتی)

۷۶۵۔ کھاٹ بھلانا باٹ بن بھیس بھلانا کان
جا کی مانڑی جگت میں سو نہ پرا پہچان
(راستے کے چکر میں منزل گم ہو گئی اور ظاہری بھیس نے اصل وقار کھو دیا
جس کا دھیان دنیا کے فائدوں پر رہا وہ اس کی پہچان کے مقام پر نہ پہنچا)

۷۶۶۔ اوپر کی دوؤ گئیں ہیہ کی گئیں ہرائے
کہہ کبیر چاروں گئیں تا سوں کہا بسائے
(باہر کی دونوں آنکھیں چلی ہی گئیں اور دل کی آنکھیں بھی گم ہو گئیں
کبیر کہتے ہیں کہ جس کی چاروں آنکھیں جاتی رہی ہوں اس کا قابو کس چیز پر رہے گا)

۷۶۷۔ جتی ستی سب کھوجہیں منے نہ مانیں ہار
بڑ بڑ بیر بچے نہیں کہے کبیر پکار
(جوگی جتی اور سچ کے دعویدار اسے کھوجنے میں لگے ہیں اور دل میں ہار نہیں مانتے
کبیر پکار پکار کر کہتا ہے کہ اس راستے پر بڑے بڑے نہیں بچے)

۷۶۸۔ ایکے سادھے سب سدھے سب سادھے سب جائے
جو تو سیوے مول کو پھولے پھلے اگھائے
(ایک کام نبھانے سے سارے کام نبھ جاتے ہیں اور سبھی نبھانے سے سب چلا جاتا ہے
اگر تو جڑ کی دیکھ بھال کرے تو بکثرت پھول پھل پائے گا)

۷۶۹۔ سائیں کیرے گن بہت لکھے جو ہردے مانہہ
پیوں نہ پانی ڈرپتا مت وے دھوئے جانہہ
(مالک کی صفات بہت ہیں جو میرے دل پر لکھی ہوئی ہیں
میں اس ڈر سے پانی نہیں پیتا کہ کہیں وہ دھل نہ جائیں)

۷۷۰۔ یار بلاوے بھاؤ سے موپے گیا نہ جائے
دھن میلی پیو اوجلا لاگ نہ سکوں پائے
(محبوب مجھے محبت سے بلا رہا ہے اور مجھ سے جایا نہیں جاتا
عورت میلی کچیلی ہے شوہر صاف ستھرا ہیں اس کے پاؤں کیوں کر چھوؤں)
(یہ دوہا بعینہ وہی ہے جو دوہا نمبر ۱۸۰ ہے۔ مترجم)

۷۷۱۔ پپیہا پر کو نا تجے تجے تو تن بے کاج
تن چھوٹے تو کچھو نہیں پر چھوٹے ہے لاج
(پپیہا اپنے پر یعنی اپنی آن کو نہیں چھوڑتا آن کے بغیر جسم بے کار ہے
جسم چھوٹ جائے تو کوئی بات نہیں ہے آن قائم رہنی چاہیئے)

۷۷۲۔ پریم پریت سے جو ملے تا سوں ملیے دھائے
انتر راکھے جو ملے تا سوں ملے بلائے
(جو شخص پیار سے ملے اس سے دوڑ کر ملنا چاہیئے
جو دل میں فرق رکھ ملتا ہو اس سے میری بلا ملے)
(دوہا نمبر ۵۲۲ بھی یہی ہے۔ مترجم)

۷۷۳۔ کھل کھیل سنسار میں باندھ نہ سکے کوئے
گھاٹ جگاتی کیا کرے جو سر بوجھ نہ ہوئے
(میں نے دنیا میں کھل کھیلا اور مجھے کوئی بندش میں نہ ڈال سکا
گھاٹ کا پہرے دار کیا کرے گا جب جانے والے کے سر پر کوئی بوجھ ہی نہ ہو جس کا محصول لیا جا سکے)

۷۷۴۔ سب کا ہو کا لیجیے سانچا شبد نہار
پچھ پات نا کیجیے کہے کبیر بچار
(سبھی لوگوں کی سچی باتوں پر غور کرنا چاہیئے
کبیر سوچ بچار کر کہتے ہیں کہ کسی کی جانب داری نہیں کرنی چاہیئے)

۷۷۵۔ تن صندوق من رتن ہے چپکے دے ہٹ تال
گاہک بنا نہ کھولیے پونجی شبد رسال

(تیرا جسم صندوق ہے اس میں دل کا جواہر بند ہے' اس پر خاموشی کا تالا ڈال دو مناسب خریدار جب تک نہ ملے تب تک یزدانی لفظ کا عمدہ مال نہ کھولو)

۷۷۶۔ جب دل ملا دیال سوں تب کچھ انتر نانہہ
پالا گل پانی بھیا یوں ہریجن ہری مانہہ

(جب مہربان مالک سے دل مل گیا پھر کوئی فرق نہیں رہا
پالا گھل کر جیسے پانی میں مل جاتا ہے ویسے ہی اللہ والے اللہ میں مل جاتے ہیں)

۷۷۷۔ مو میں اتنی شکتی کنہہ گاؤں گلا پسار
بندے کو اتنی گھنی پڑا رہے دربار

(مجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ گلا پھاڑ کر گاؤں یا فریاد کروں
بندے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مالک کے دربار میں پڑا رہے)

۷۷۸۔ رچن ہار کو چینہہ لے کھانے کو کیوں روئے
دل مندر میں بیٹھ کر تان پچھورا سوئے

(اپنے خالق کو پہچان لے' کھانے کو کیوں روتا ہے
دل کے مندر میں داخل ہو کر چادر تان کر سورہ)

۷۷۹۔ سب سے بھلی مدھوکری بھانت بھانت کا ناج
دعویٰ کاہو کا نہیں بنا ولائت راج

(بھیک کے آٹے سے بنی موٹی روٹی سب سے اچھی ہے جس میں طرح طرح کا اناج ہے
ہم بغیر مملکت کے راج کرتے ہیں اور اس راج پر کسی کا دعویٰ نہیں ہے)

۷۸۰۔ بھو ساگر جل بس بھرا من نہہ باندھے دھیر
سبد سنیہی پیو ملا اُترا پار کبیر

(دُنیا کے سمندر کے پانی میں زہر ملا ہے' اس سے دل کو قرار نہیں تھا
یزدانی آہنگ کا عاشق مجھے مل گیا اور اے کبیر میں پار اتر گیا)

۷۸۱۔ نام رتن دھن سنت پنہہ کھان کھلی گھٹ مانہہ
سینت میت ہوں دیت ہوں گاہک کوئی نانہہ

(سنت آدمی کے پاس نام کے جواہر کی دولت ہے جو اس کے جسم ہی کے اندر ہے
میں اسے مفت ہی دے رہا ہوں لیکن خریدار کوئی نہیں ہے)



حصّہ دوم

(کتاب کے اس حصّے میں صفحے کے اوپری حصّے میں متن دے کر زیریں حصّہ میں سطر بسطر ترجمہ دیا گیا ہے)
(مترجم)

کرتا نروپن (تشخیص خالق)

۱۔ سب کا ساکھی میرا سائیں

برہما وشنو رُدر ایشور لوں او اویاکرت ناہیں
شمتی پچیس پانچ کیرلے یہ سب جگ بھرمایا
اکار اُکار مکار ماترا ان کے پرے بتایا
جاگت سپن سشوپت تُریہ ان تے نیارا ہوئی
راجس تامس ساتوک نرگن ان تیں آگے ہوئی

۱۔ میرا مالک سب کا دیکھنے والا ہے

نہ وہ برہما ہے نہ وشنو، وہ ایشور سے بھی علاحدہ ہے اور غیر مشروح سے بھی پرے ہے
پانچ عناصر سے پچیس فطرتیں تیار کر کے ساری دنیا کو اس نے بھرما دیا
وہ اوم کے حروف "ا" "اُ" اور "م" کے بھی پرے ہے
بیداری، نیند، خواب، گہری نیند ان سب سے علاحدہ ہے
ساتوکی، راجسی اور تامسی صفات اور لاصفتی سے بھی وہ آگے ہے

مجھم تھول کارن مہہ کارن ان مل بھوگ بکھانا
تیجس بشو براگ آتما ان میں سار نہ جانا
پرا بسنتی مدھما وکھر چو بانی تا مانی
پانچ کوس نیچے کر دیکھو ان میں سار نہ جانی
پانچ گیان اور پانچ کرم کی یہ دس اندری جانو
چت سوئی انتہ کرن بکھانو ان میں سار نہ جانو
کرم سیس کر کلا دھنجے دیودت کہنت دیکھو
چودہ اندری چودہ اندرا ان میں الکھ نہ پیکھو
تت پد توم پد اور اسی پد پانچ مجھے پہچانے
جہد مجھنا اجہد کتے اجہد جہد بکھانے
ست گورو مل ست سبد لکھاوے سار سبد بلگاوے
کہہ کبیر سوئی جن پورا جو نیارا کر گاوے

وہ لطیف، کثیف، سبب، سبب الاسباب سے بھی ملا ہوا نہیں کہا گیا ہے
ضیا، دنیا میں آزادی سے گھومنے والی آتما ان میں بھی کچھ دم نہیں ہے
آواز کی چار صورتوں یعنی پرا، واسنتی، مدھما اور دیکھری میں اسے نہیں مانا گیا
تم ان میں پانچ کوس کی گہرائی تک دیکھو، اصلیت نہ پاؤ گے
پانچ گیان اندریاں یعنی حواس خمسہ اور پانچ کرم اندریاں یعنی اعضائے عمل یہ دس اندریاں ہیں
چت یا انتہ کرن یعنی ضمیر کو بھی کہو تو ان میں کسی میں اصلیت نہیں ہے
کچھوا اس پر شیس ناگ اس پر پرورش کنندہ وشنو ان کے سہارے ارجن اور ارجن کے ہاتھ میں دیودت سنکھ
اس کے علاوہ دیوتاؤں کے سردار چودہ اندر اور ان کی چودہ اندرانیاں ان میں کسی میں الکھ کو نہ دیکھو
تتو پد، توم پد اور اسی پد یعنی جتنی پر ارتھنا ئیں ہیں انھیں دہرا کر بھی منزل نہیں ملتی
جہد اور اجہد لکشناؤں یعنی مختلف اقسام کے استعاروں کا دیکھنا بھی بے کار ہے
ست گورو مل جاتا ہے تو اصلی شبد دکھا دیتا ہے اور اسے دوسروں سے علاحدہ کر دیتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ وہی انسان مکمل ہے جو دوسروں سے علاحدہ ہو کر خدا کی یاد کرے۔

۲- میری نظر میں موتی آیا ہے

کوئی کہے ہلکا کوئی کہے بھاری دونوں بھول بھلایا ہے
برہما وشنو مہیشور تھاکے تنہو کھوج نہ پایا ہے
سیس ساردا شنکر ہارے پڑھ رٹ بہوگن گایا ہے
ہے تل کے تل کے تل بھیتر برلے سادھو پایا ہے
چھوں دل کمل ترکٹی ساجے اونکار در سایا ہے
رارنکار پد سیت سن مدھ کھٹ دل کمل بتایا ہے
پار برہم مہاسن بھارا سوئی نہ اچھر ہرایا ہے
بھنور گپھا میں سوہم راجے مرلی ادھک بجایا ہے
ست لوک ست پرکھ براجے الکھ اگم دوؤ بھایا ہے
پرکھ انامی سب پر سوامی برہمھو پار جو پایا ہے
یہ سب باتیں دیہی ماہی پرت بمب انڈ کو پایا ہے

۲- میری نظر میں اصلیت آگئی ہے

کوئی کہتا ہے کہ وہ ہلکی ہے کوئی اسے بھاری کہتا ہے، دونوں کو دھوکا ہوا ہے
برہما، وشنو اور مہادیو تینوں اسے تلاش کرتے تھک گئے لیکن کر نہ سکے
شیش ناگ سرسوتی دیوی اور شنکر نے پڑھ رٹ کر اس کی توصیف کی لیکن وہ بھی ہار گئے
وہ تل کے اندر کے تل کے اندر کا تل ہے، کوئی نرالا سادھو ہی اسے پا سکتا ہے
ترکٹی یعنی ابروؤں کے درمیان چار پنکھڑی کا کمل ہے جہاں اونکار کی رہائش ہے
رنکار کی حالت درمیانی ہے، اس کے آگے شونیہ یعنی لاوجودیت ہے جہاں آٹھ دل کا کمل ہے
اس کے آگے مہا شونیہ کی حالت ہے جہاں پار برہم ہیں اور وہاں اچھر یعنی لافانی بھی نہیں رہتا
اس کی درمیانی گپھا میں سوہم موجود ہیں اور خوب مرلی بجا رہے ہیں
وہی عالم حقیقت ہے اور ذات حقیقی ہے جو دید اور فہم سے بالاتر ہے
وہ بغیر نام کی ذات مطلق جسے برہما کے بھی آگے پایا گیا ہے
یہ سب باتیں انسانی جسم کے اندر ہیں جو دنیا کا عکس ہے

پرت بمب انڈ برہمانڈ ہے نقلی اصلی پار بتایا ہے
یہ کبیر ست لوک سار ہے پرکھ نیارا پایا ہے

۳۰۔ سنتو بیجک من پرمانا

کیتک کھوجی کھوج تھکے کوئی برلا جن پہچانا
چاروں جگ اور نگم چار او گاویں پنتھ اپارا
وشنو ورنچ رُدر رشی گاویں سیس نہ پاوے پارا
کوئی نرگن سرگن ٹھہراویں کوئی جوت بتاویں
نام دھنی کو سب ٹھہراویں روپ کو نہیں لکھاویں
کوئی سوچھم استھول بتاویں کوؤ اچھر نج سانچا
ست گورو کہہ برلے پہچانیں بھولے پھریں سانچا
لوبھ کے بھگتی سرے نہ کاما صاحب پرم سیانا
اگم اگوچر دھام دھنی کو ہے کبھی جواں جانا

اور یہ دنیا بھی نقلی ہے اور اس دنیا کا عکس ہے جو اس سے پرے کہی گئی ہے
[illegible] کبیر یہ مقام حقیقی کی اصلیت ہے جسے کوئی شخص ہی سمجھتا ہے

۳۰۔ اے سنتو اصل بیج من کے اندر ہے

کئی تلاش کرنے والے تھک گئے لیکن اسے کوئی نرالا آدمی ہی جان سکا
اس کے بارے [illegible] چاروں جگ اور چاروں وید اور لاتعداد فرقے بات کرتے ہیں
وشنو، برہما، رُدر یعنی شیوجی اور رشی گاتے ہیں، شیش ناگ بھی اسے پورا نہیں جانتے
کوئی اُسے باصفات کہتا ہے کوئی لاصفات اور کوئی تجلی محض
اس مالک کا نام سب بتاتے ہیں لیکن اس کا روپ نہیں دکھاتے
کوئی اسے لطیف کہتے ہیں کوئی ٹھوس کوئی لافانی
ست گورو کہتے ہیں کہ کوئی کوئی ہی اسے پہچانتا ہے باقی لوگ جھوٹ میں بھٹکتے ہیں
لالچ کرنے والے کو بھگتی سے کچھ حاصل نہیں، مالک بہت ہوشیار ہیں
مالک کا مقام لامعلوم اور نادیدہ ہے، سبھی کو وہاں جانا ہے

دِکھے نہ پنتھ ملے نہ پنتھی ڈھونڈھت ٹھور ٹھکانا
کوؤ ٹھہراوے شونیک کیہنا جوت ایک پرمانا
کوؤ کہہ روپ ریکھ نہیں واکے دھرت کون کو دھیانا
روم روم میں پرکٹ کرتا کاہے بھرم بھلانا
پچھ اپچھ ہے پچ ہارے کرتا کوئی نہ بچارا
کون روپ ہے سانچا صاحب نہ کوئی بستارا
بہُ پرچے پرتیت جگاوے سانچے کو بسراوے
کلپت کوٹ جنم یگواوے درشن کتہوں نہ پاوے
پرم دیال پرم پرشوتم تاہ چینہہ نر کوئی
تت پر حال نہال کرت ہے، ریجھت ہے نج سوئی
بدھک کرم کر بھگتی درڑھاوے نانا ست کو گیانی
بیجک مت کوئی برلا جانے بھول پھرے اجھانی

نہ تو راستہ دکھائی دیتا ہے نہ کوئی مسافر راستہ پوچھتا دکھائی دیتا ہے
کسی نے اُسے شونیہ یعنی لاموجود کہا دوسرے نے اُسے تجلی بتایا
کوئی کہتا ہے کہ جس کا دھیان تم کر رہے ہو اس کی شکل صورت ہی نہیں ہے
روئیں روئیں میں کرتار ظاہر ہے، کیوں الجھن میں پڑے ہو
کوئی اس فرقے کا کوئی اس فرقے کا سبھی ناکام ہوگئے، خدا کسی کی سمجھ میں نہیں آیا
صاحب کا کون سا روپ سچا ہے اس بات کو کوئی مفصل نہیں بتاتا
طرح طرح کی صورتوں میں اسے پہچانتے ہیں اور حقیقت کو بھلاتے ہیں
اسی طرح سے یہ لوگ پریشانی میں کروڑوں جنم گنواتے ہیں اور اس کا دیدار نہیں کرپاتے
جو بہت رحیم ہے اور سب سے اونچا ہے اسے اگر کوئی شخص پہچانتا ہے
تو اس پر وہ خود مائل ہوجاتا ہے اور اس پر بڑی مہربانی کرتا ہے
طرح طرح کے فلسفوں کے واقف لوگ قصائی بن کرکے یعنی جانوروں کو قربان کرکے بھگتی کرتے ہیں
اصلی بیج والا فلسفہ کوئی کوئی ہی سمجھتا ہے۔ معذور لوگ بھٹک جاتے ہیں

کہہ کبیر تا میں سب ہے کرتا سکل سمانا
بھید بنا سب بھرم پرے کوئی بوجھے سنت سجانا

۴۔ تہہ صاحب کے لاگو ساتھا دوئی دکھ میٹ کے ہوؤ سناتھا
دشرتھ کل اوتر نہیں آیا نہیں لنکا کے رائے ستایا
نہہ دیوکی کے گربھنہہ آیا نہیں یشودا گود کھلایا
پرتھوی رمن دمن نہہ کریا بیٹھ پتال نہیں بل چھلیا
نہہ بلرائے سوں مانڈی راری نہہ ہرناکس بدھل پچھاری
روپ وراہ دھرن نہہ دھریا چھتری مار نچھتری نہ کریا
نہہ گوبردھن کر پر دھریا نہیں گوال سنگ بن بن پھریا
گنڈک شالگرام نہ شیلا متسیہ کچھ ہوئے نہہ جل ہیلا
دوارا وتی شریر نہ چھانڈا لے جگناتھ پنڈ نہہ گاڑا

کبیر کہتے ہیں کہ کردگار میں سبھی لوگ ہیں اور وہ بھی سب میں سمایا ہے
اس اسرار کے جانے بغیر سب بھٹکتے ہیں، کوئی کوئی فہیم سنت اسے سمجھتا ہے

۴۔ اس صاحب کے ساتھ لگو۔ دوئی کی اذیت ختم کر کے کامیابی حاصل کرو
اس نے دشرتھ کے خاندان میں جنم نہیں لیا۔ نہ اس نے لنکا کے راجا کو ستایا
وہ دیوکی کے حمل میں بھی نہیں آیا۔ اور نہ یشودا نے اسے گود کھلایا
اس نے زمین کو مسلایا بھوگا نہیں۔ اور پاتال جا کر وامن کی طرح بلی کو دھوکا نہیں دیا
نہ اس نے بلرام سے جھگڑا کیا۔ نہ نرسنگھ کی طرح ہرناکش کو پٹک کر مار ڈالا
اس نے وراہ اوتار کی طرح سے زمین پر سور کا روپ نہیں دھرا۔ پرسرام کی طرح اس نے کشتریوں سے زمین خالی نہیں کی
اس نے کرشن کی طرح گوردھن پہاڑ نہیں اٹھایا۔ اور گوالوں کے لڑکوں کے ساتھ جنگل میں نہیں گھوما
وہ نہ گنڈک کے شالگرام ہیں نہ پہاڑ یعنی کیلاش کا۔ نہ اس نے کچھوا یا مچھلی بن کر پانی اتھل پتھل کیا
اس نے کرشن کی طرح دوارکا میں جسم نہیں چھوڑا۔ اس نے جگناتھ پوری میں اپنا جسم قائم نہیں کیا

کہہ کبیر پکار کے واپنتھے مت بھول
جہہ راکھے انومان کر تھول نہیں استھول

۵۔ سنتو آوے جائے سو مایا
ہے پرتی پال کال نہہ باکے ناکہوں گیا نہ آیا
کیا مقصود مچھ کچھ ہونا شنکھا سُر نہ سنگھارا
اہے دیال دروہ نہہ واکے کہہ کون کو مارا
وے کرتا نہ وراہ کہاویں دھرنی دھریں نہہ بھارا
ای سب کام صاحب کے ناہیں جھوٹھ کہے سنسارا
کھنبھ پھار جو باہر ہوئی تاہ پتیج سب کوئی
ہرناکس نکھ اودر بدارے سو نہہ کرتا ہوئی
باون روپ نہ بل کو جانچے جو جانچے سو مایا
بنا ویک سکل جگ جہڑے مایا جگ بھرمایا

کبیر پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اس راہ میں جا کر گمراہ نہ ہو
جس میں تخئیل کے بل پر خدا کو لطیف یا کثیف سمجھا جاتا ہے

۵۔ اے سنتو آنے جانے والی چیز یعنی غیر مستقل چیز کو مایا سمجھو
وہ مالک تو پالنے والا ہے، اسے موت نہیں ہے۔ نہ وہ کہیں گیا ہے نہ آیا ہے۔
اسے کچھوا یا مچھلی ہونے سے کیا غرض۔ اس نے سنکھاسُر کو بھی نہیں مارا
وہ رحیم ہے، وہ دشمنی نہیں کرتا، بتاؤ اس نے کسے مارا ہے
وہ کردگار سور نہیں کہلاتا اور اس نے زمین کو نہیں اٹھایا
یہ سارے کام مالک کے نہیں ہیں، لوگ جھوٹ ہی ان پر یقین کرتے ہیں
جو کھمبا پھاڑ کر باہر نکلا اس پر سب نے یقین کر لیا
لیکن جس نے اپنے ناخنوں سے ہرناکش کا پیٹ پھاڑا تھا وہ کردگار نہیں تھا
اس نے وامن کا روپ رکھ کر راجہ بلی کی آزمائش نہیں کی تھی، آزمائش کرنے والی اس کی مایا تھی
لوگ بغیر فہم کے ہیں اور مایا نے سبھی کے دلوں کو بھلاوے میں ڈال رکھا ہے

پرسرام چھتری نہہ مارا ای چھل مایا کینہا
ست گورو بھگتی بھید نہہ جانے جیوا متھیا دینہا
سرجن بار نہ بیاہی ستیا جل پاکھن نہیں بندھا
وے رگھوناتھ ایک کے سمرے جو سمرے سو اندھا
گوپ گوال گوکل نہہ آئے کرتے کنس نہ مارا
مہربان ہے سب کا صاحب نہہ جیتا نہہ ہارا
وے کرتا نہہ بودھ کہاویں نہیں اسُر کو مارا
گیان ہین کرتا سب بھرمے مایا جگ سنگھارا
وے کرتا نہہ بھئے کلنکی نہیں کلنگہیں مارا
ای چھل بل سب مایئے کینھا جتن ستن سب ٹارا
دس اوتار ایشوری مایا کرتا کے جن پوجا
کہیں کبیر سنو بھئی سنتو اپجے کھپے سو دوجا

پرسرام اوتار نے کشتریوں کو نہیں مارا' مایا نے یہ دھوکا کیا
ست گورو کی بھگتی سے کوئی بھید نہیں رہتا اور انسان کو حقیقت مل جاتی ہے
خالق نے ستیا سے شادی نہیں کی اور نہ اس نے رام کی طرح پانی پر پتھروں کا پل بنایا
وہ مالک واحد ہیں' وہ کس کی بھگتی کریں گے' جو ایسا سمجھ کر بھگتی کرتا ہے وہ اندھا ہے
وہ گوپیوں اور گوالوں کے ساتھ گوکل نہیں آیا نہ اس نے اپنے ہاتھ سے کنس کو مارا
وہ صاحب سب پر مہربان ہے وہ نہ کسی سے جیتتا ہے نہ ہارتا ہے
وہ کردگار بدھ بھی نہیں ہیں جنھیں اوتار کہا جاتا ہے اور انھوں نے راکششوں کو مارا نہیں ہے
نا فہم لوگوں کو کردگار کا دھوکا ہوا' مایا ہی نے دنیا کو مارا ہے
وہ کردگار کلنکی یا کلکی اوتار بھی نہیں ہوا اور اس نے کلجگ کو نہیں مارا
یہ سب چھل بل مایا نے کی ہے' اس نے یوگی بتسوی سب بہلا دیئے ہیں
دسوں اوتار ایشوری مایا کے ہیں جو کردگار کی پرستش کرتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سنتو سنو' جو پیدا ہوتا ہے اور فنا ہوتا ہے وہ مالک نہیں کوئی اور ہے

کرتا مہتا (عظمت کردگار)

۶۔ برنہوں کون روپ اور ریکھا — دوسر کون آئے جو دیکھا
اوَ اونکار آدی نہیں ویدا — تاکر کہوں کون کل بھیدا
نہیں تارا گن نہیں روی چندا — نہیں کچھ ہوت پتا کے بندا
نہیں جل نہیں تھل تھِر پونا — کو دھر نام حکم کو برنا
نہیں کچھ ہوت دِوس او راتی — تاکر کہو کون کل جاتی
شونیہ سہج من سمرت تے پرگٹ بھئی اک جوت
بلہاری تا پُرکھ چھب نرالمب جو ہوت

۷۔ ایکے کال سکل سنسارا — ایک نام ہے جگت پیارا
تیا پُرکھ کچھو کتھو نہ جائی — سرو روپ جگ رہا سمائی

۶۔ میں کس شکل وصورت کا بیان کروں۔ اس کے علاوہ دوسرا ہے ہی کون جو اُسے دیکھے
وہ نہ ازلی اونکار ہے نہ وید۔ اس کے خاندان کی علاحدگی کیا بتاؤں
وہ ستاروں کا جھنڈ نہیں ہے نہ سورج یا چاند۔ وہ باپ کے نطفے سے پیدا نہیں ہوا
نہ وہ زمین ہے نہ پانی نہ زمیں ہوا۔ اس کا نام کوئی کیا رکھے اور اس کی مصلحت کون کیا جتائے
جو دن اور رات میں سے کچھ نہیں ہے۔ ایسے کا خاندان اور ذات میں کیا بتاؤں
شونیہ پرم برہم کے سہج من سے سرت کی ایک ضیا پیدا ہوئی
میں اس قادرِ مطلق کے صدقے جس کا کوئی سہارا نہیں ہے

۷۔ ساری دنیا میں ایک ہی احساس وقت ہے۔ اور ایک ہی نام ہے جو سب کو پیارا ہے
اسے نہ مرد کہہ سکتے ہیں نہ عورت۔ وہ ہر صورت میں سارے عالم میں ساری ہے

روپ انوپ جلے نہ بولی　　ہلکا گروا جائے نہ تولی
بھوکھ نہ ترکھا دھوپ نہیں چھیئیں　　سکھ دکھ رہت رہے تے ماہیں

اپرم پرم روپ مگو نہہ تیہہ سنکھیا آہ
کہہ کبیر پکارکے ادبھت کہئے تاہ

۸.　رام گن نیارو نیارو نیارو

ابجھا لوگ کہاں لوں بوجھیں بوجھن ہار بچارو
کیتے رام چندر تپسی سے جن جگ یہ برمایا
کیتے کانہہ بھئے مرلی دھر تن بھی انت نہ پایا
مچھ کچھ واراہ سروپی وامن نام دھرایا
کیتے بودھ بھئے نکلنکی تن بھی انت نہ پایا
کیتک سدھ سادھک سنیاسی جن بن باس بسایا
کیتے منی جن گورکھ کہیے تن بھی انت نہ پایا

اس کا روپ بے مثال ہے وہ کہا نہیں جا سکتا۔ وہ ہلکا ہے یا بھاری یہ تولا بھی نہیں جا سکتا
وہ بھوک پیاس دھوپ سایہ کچھ نہیں ہے۔ سکھ دکھ بھی اس کے اندر بستے ہیں
وہ لامحدود روپ ہے، اس کی تعداد بھی نہیں ہے
کبیر یہ پکار کر کہتے ہیں کہ اسے عجیب کہنا چاہیے

۸.　رام یعنی خالق کا وصف نرالا ہے نرالا ہے
نادان لوگ کہاں سے سمجھیں گے سمجھنے والے سمجھتے ہیں
تپسوی رام چندر نہ معلوم کتنے ہوئے جنھوں نے دنیا کو مبہوت کیا
نہ معلوم کتنے مرلی والے کرشن ہوئے لیکن انھوں نے بھی اس کی حد نہ پائی
جنھوں نے کچھوا، مچھلی، سور اور وامن کے اوتاروں کا نام حاصل کیا
کتنے ہی بدھ اور کلکی اوتار ہوئے انھوں نے بھی اس کی حد نہیں پائی
کتنے سدھ اور سادھنا کرنے والے اور سنیاسی ہیں جنھوں نے اس کا بھید نہیں پایا
کتنے ایسے منی ہیں جنھیں گورکھ کہتے ہیں انھوں نے بھی اس کی حد نہ پائی

جا کی گتی برہمے نہہ پائے شیو سنکادک ہارے
تاکے گن نر کیسے پیہو کہے کبیر پکارے

۹.　اب ہم جانا ہو ہری بازی کو کھیل
ڈنک بجائے دکھائے تماشہ بہر سو لیت سکیل
ہر بازی شر نرمتی جنہڑے مایا چیٹک لایا
گھر میں ڈار سبن بھرمایا ہردیے گیان نہ آیا
بازی جھوٹ بازی گر سانچا سادھن کی مت ایسی
کہہ کبیر جن جیسی سمجھی تا کی گت بھئی تیسی

۱۰.　چھیم کسل اور صحیح سلامت کہہ کون کو دینا ہو
آوت جات دونوں بدھ لوٹے سرب سنگ ہرلینا ہو

جس کی روش کو برہما بھی نہیں سمجھے اور شیو اور سنک وغیرہ برہما کے بیٹے بھی ہار گئے،
آدمی اس کے اوصاف کو کیوں کر سمجھے گا یہ کبیر پکار کر کہتا ہے

۹.　اب ہم نے سمجھا ہے کہ خدا کیسی بازی گری کرتا ہے
وہ نقارہ بجا کر تماشہ دکھاتا ہے پھر اسے سمیٹ لیتا ہے
اس کی بازی گری سے دیوتا، انسان، منی سبھی دھوکا کھاتے ہیں کیوں کہ مایا جادو چلتا ہے
اس نے اپنے گھر میں ڈال کر سبھی کو بھرمایا اور ان کے دل میں فہم نہ آئی
بازی جھوٹ ہے لیکن بازی گر سچا ہے یہ سادھو مانتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ جنھوں نے جیسا سمجھا ان کی حالت بھی ویسی ہوئی

۱۰.　اے خدا تو نے کس کو خیر و عافیت اور سلامتی دی ہے
تیری مایا نے آتے جاتے یعنی پیدا ہوتے اور مرتے وقت سبھی کو لوٹا اور اس کا سب کچھ لے لیا

سُر نر مُنی اور پیر اولیا میرا پید اکیتھا ہو
کنہہ لوں گنیں اننت کوٹ لوں سکل پیانا دیتھا ہو
پانی پون اکاس جاہگو چندر جاہگو سورا ہو
وہ بھی جاہگو یہ بھی جاہگو پرت کا ہو کو نہ پورا ہو
کُسلے کہت کہت جگ بنسے کُسل کال کو پھانسی ہو
کہہ کبیر سب دنیا بنسل رہل رام اوِناسی ہو

۱۱۔ ایسا لو تات ایسا لو میں کس بدھ کہوں گنبھیر لو
باہر کہا تو ست گورو لاجے بھیتر کہوں تو جھوٹا لو
باہر بھیتر سکل نرنتر گورو پرتاپے دیٹھا لو
درشٹی نہ مُشٹی نہ اگم اگوچر پُستک لکھا نہ جائی لو
جن پہچانا تن بھل جانا کہے نہ توپتیائی لو
مین چلے جل مارگ جووے پرم تت دھوں کیسا لو

تونے دیوتا، انسان، پیر، اولیا اور سردار پیدا کیے
کہاں تک گنیں کئی کروڑ ہیں، ان سبھی کو چلنے کا حکم دیا ہے
پانی، ہوا، آسمان، چاند سورج سبھی جانے والے ہیں
وہ بھی جائے گا یہ بھی جائے گا کسی کو بھی بقا نہیں ہے
خیریت کی بات کرتے کرتے دنیا ختم ہو جاتی ہے اور خیریت موت کی پھانسی ہی میں ہوتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ساری دنیا فنا ہو جائے گی ایک رام ہی کو فنا نہیں ہے

۱۱۔ اے پیارے تم اس طرح لو یعنی خدا کو اس طرح سمجھو، کیسے تمھیں کہوں کہ گہرائی سے سمجھو
اگر میں کہوں وہ باہر ہے تو مجھے اپنے اعلیٰ گورو کے آگے شرم آئے گی اندر کہوں تو جھوٹا سمجھا جاؤں گا
وہ باہر اندر ہر جگہ مستقل طور سے ہے میں نے اسے مرشد کے طفیل دیکھا ہے
نہ وہ دیدنی ہے نہ گرفتنی، نا قابل فہم اور اور نا دیدہ بھی نہیں، کتاب میں لکھا بھی نہیں جا سکتا
جن لوگوں نے اسے پہچانا ہے وہی اسے اچھی طرح جانتے ہیں کہنے سے کوئی یقین نہ کرے گا
مچھلی چلتی ہے تو پانی ہی میں راہ بناتی ہے، پوچھو کہ پرم تت یعنی عنصر حقی کیسا ہے

پُہپ باس ہوتے کچھو جھینا پرم تت دھوں ایسا لو
آکاسے اُڑگیو وِہنگم پاچھے کھوج نہ درسی لو
کہہ کبیر ست گورو دایا سے برلا ست پد پرسی لو

۱۲۔ بابا اگم اگوچر کیسا تاتے کہہ سمجھاوا ایسا
جو دیسے سو تو ہے ناہیں ہے سو کہا نہ جائی
سینا بینا کر سمجھاؤں گونگے کا گُڑ بھائی
درشٹی نہ دیسے مشٹی نہ آوے بِنسے ناہنہ نیارا
ایسا گیان کتھا گورو میرے پنڈت کرو بچارا
بن دیکھے پرتیت نہ آوے کہے نہ کوئی پتیانا
سمجھا ہوئے تو شبدے چینہے اچرج ہوئے ایانا
کوئی دھیاوے نراکار کو کوئی دھیاوے ساکارا
وہ تو ان دوؤں تیں نیارا جانے جانن ہارا

وہ عنصر حقی پھولوں کی خوشبو سے بھی لطیف تر ہے
جو پرندہ آسمان میں اڑ گیا وہ پھر دکھائی نہ دیا یعنی اسے جاننے والا خود غائب ہو جاتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ست گورو کی عنایت سے کوئی کوئی ہی اس اعلیٰ ترین مقام پر پہنچتا ہے

۱۲ سوال کیا گیا ہے کہ بابا وہ نا قابل فہم اور نا دیدہ خدا کیسا ہے اس لیے میں نے سمجھایا کہ ایسا ہے
جو دکھائی دیتا ہے وہ ہے نہیں اور جو ہے وہ کہا نہیں جاتا
میں اسے الفاظ یا اشاروں میں کیا سمجھاؤں، بھائی وہ گونگے کا گُڑ ہے
نہ وہ آنکھ سے دکھائی دیتا ہے نہ پکڑ میں آتا ہے، ختم بھی نہیں ہوتا، سب سے نیارا ہے
میرے گورو نے مجھے ایسا گیان دیا ہے، پنڈت تو اس پر غور کرو
بغیر دیکھے یقین نہیں آ سکتا، کہتا ہوں تو کوئی یقین نہیں کرتا
اگر کوئی سمجھدار ہو گا تو شبد کی اصلیت جانے گا، نا سمجھ صرف تعجب کرے گا
کوئی لا جسم خدا کی یاد کرتا ہے کوئی با جسم کی
لیکن وہ ان دونوں صورتوں سے علاحدہ ہے، اسے جاننے والا ہی جان سکتا ہے

قاضی کتھے کتیب قرانا پنڈت بید پرانا
وہ اچھر تو لکھا نہ جائی ماترا لگے نہ کانا
نادی بادی پڑھتا گنتا بہہ چتراٸی کینا
کہہ کبیر سو پڑے نہ پرلے نام بھگتی جن چینا

۱۴۳۔ اودھو قدرت کی گتی نیاری

رنک نواز کرے وہ راجا بھوپت کرے بھکاری
یے تے لونگہہ پھل نہیں لاگے چندن پھول نہ پھولے
مچھ شکاری رمے جنگل میں سنگھ سمدر جھولے
رینڈا روکھا بھیا ملیا گر چہوں دس پھوٹی باسا
تین لوک برہمانڈ کھنڈ میں دیکھے اندھ تماسا
پنگل میرو سمیرو الگھے ترِبھون مکتا ڈولے
گونگا گیان وگیان پرکاسے ان ہد بانی بولے

قاضی قرآن اور کتاب کی بات کرتا ہے پنڈت وید پران کی
لیکن وہ اکشر تو دکھائی ہی نہیں دیتا اس پہ ماترا بالکل نہیں لگتی
روحانی آہنگ سننا، بتانا، پڑھنا غور کرنا یہ سب ترکیبیں ہیں نے کریں
لیکن کبیر کہتے ہیں کہ جنھوں نے نام کی بھگتی کو پہچانا وہی فنا کے چکر میں نہیں پڑے

۱۴۳۔ اے پہنچے ہوئے فقیر قدرت کے کھیل نرالے ہیں

وہ بھکاری پر کرم کرکے اسے راجا بناتی ہے اور بادشاہ کو بھکاری
دیکھو لونگ کے درخت پر پھل نہیں لگتا اور چندن کے درخت پر پھول نہیں ہوتا
مچھلی کا شکاری جنگل میں گھوم رہا ہے اور شیر سمندر میں جھولا جھول رہا ہے
سوکھا ارنڈ کا درخت عمدہ صندل بن گیا اور اس کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہے
اندھا تینوں دنیاؤں اور ساری تخلیق کا تماشہ دیکھ رہا ہے
لنگڑا سمیرو جیسے بڑے پہاڑ کو پار کرتا ہے اور تینوں دنیاؤں میں آزادی سے گھومتا ہے
گونگا دنیوی اور روحانی علوم کی تشریح کر رہا ہے اور روحانی زبان بولتا ہے

باندھ اکاس پتال پٹھاوے لیس سورگ پر راجے
کہے کبیر رام ہے راجا جو کچھو کرے سو چھاجے

کرتا یگ (زمانِ کردگار)

۱۴۴۔ اودھو چھوڑ ہو من بستار

سو پد گہو جاہ تے سرگت پار برہم تے نیارا
نہیں مہادیو نہیں محمدؐ نہیں حضرت تو ناہیں
آدم برہم ناہہ تب ہوتے نہیں دھوپ نہیں چھاہیں
اسی سہسر پیغمبر ناہیں سہس اٹھاسی مونی
چندر سوریہ تاراگن ناہیں مچھ کچھ نہیں دونی
وید کتاب سومرت نہیں سینم ناہیں یمن پرساہی
بانگ نواج نہیں تب کلما رامو نہیں خداہی
آدی انت من مدھیہ نہ ہوتے آتش پون نہ پانی

خدا آسمان کو باندھ کر تحت الثریٰ بھیج دیتا ہے اور ذرۂ ناچیز کو سورگ کا راج دے دیتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ رام راجا ہیں، جو کچھ بھی کریں انھیں زیب دیتا ہے

۱۴۴۔ اے پہنچے ہوئے فقیر دل کا پھیلاؤ یا بھٹکاؤ چھوڑو

اس کے پاؤں پکڑو جس سے تمھاری حالت سنبھلے، وہ پار برہم سے بھی علاحدہ ہے
وہ مہادیو نہیں ہے، محمدؐ نہیں ہے کوئی اور حضرت بھی نہیں ہے
وہ حقیقت اول یعنی برہم بھی نہیں ہے، وہ نہ دھوپ ہے نہ سایہ
اسی ہزار پیغمبر یا اٹھاسی ہزار مُنی بھی وہ نہیں ہے
وہ چاند سورج ستارے وغیرہ نہیں ہے نہ وہ کچھوا یا مچھلی ان دونوں میں ہے
وید کتاب یا اسمرتیاں بھی نہیں ہے تزکیۂ نفس بھی نہیں خود کو خواہشات سے مبرا رکھنا وغیرہ بھی نہیں
اذان یا نماز بھی وہ نہیں وہ لکشمی یا رام یا خدا بھی نہیں
اس کا شروع وسط یا آخر کچھ نہیں ہے وہ نہ آگ ہے نہ پانی

لکھ چوراسی جیو جنتو نہہ ساکھی سبد نہ پانی
کہنہ کبیر سنو ہو اودھو آگے کرو بچارا
پورن برہم کہاں تے اُپجے کرہم کن اپچارا

۱۵۔ جہیا ہوت پون نہہ پانی تہیا سرشٹ کون اُتپانی
تہیا ہوت کلی نہہ پھولا تہیا ہوت گربھ نہہ مولا
تہیا ہوت نہ ودیا ویدا تہیا ہوت شبد نہہ کھیدا
تہیا ہوت پنڈ نہہ باسو نادھر دھرنی نہ گگن اکاسو
تہیا ہوت گورو نہہ چیلا گمیہ اگمیہ نہ پنتھ دہیلا
اوگت کی گت کیا کہوں جاکے گانو نہ ٹھانوں
گنو وہینا پیکھنا کا کہہ لیجے ناوں

وہ چوراسی لاکھ جاندار نہیں، وہ ساکھی شبد یا بانی نامی نظمیں بھی نہیں
کبیر کہتے ہیں کہ اے فقیر سنو اور آگے سوچو
مکمل برہم کہاں سے پیدا ہوئے اور کس کرشمے یا ترکیب سے ہوئے

۱۵۔ جو نہ پانی ہے نہ ہوا ہے۔ اسے کس قوت تخلیق نے پیدا کیا
وہ نہ کلی بنتا ہے نہ پھول۔ وہ نہ حمل ہوتا ہے نہ نطفہ
وہ علم یا وید بھی نہیں ہے۔ وہ آواز یا احساس غم بھی نہیں
اس کا نہ جسم ہے نہ جائے رہائش۔ نہ وہ زمین ہے نہ آسمان
وہ نہ گورو ہوتا ہے نہ چیلا۔ وہ رفتنی نارفتنی یا مشکل راستہ بھی نہیں ہوتا
اس نامعلوم کی حالت کیا بتاؤں جس کا کوئی گاؤں یا مقام نہیں ہے
اسے صفات کے بغیر ہی دیکھنا ہے کیا کہہ کر اس کا نام لوں

ستیہ لوک (مقام حقیقت)

۱۶۔ بلہاری اپنے صاحب کی جن یہ جگت بنائی
ان کی شوبھا کہہ بدھ کہیے موسوں کہی نہ جائی
بنا جوت کی جہنہ اجیاری سو درسے وہ دیپا
نرتے ہنس کرے کوتوہل وہ ہی پُرکھ سمیپا
جھلکے پدم بان نانا بدھ ماتھے چھتر براجے
کوٹ بھانو چندر تارا گن ایک پھیر نہیں چھاجے
کرکہہ ہنس جبے مکھ بولے تب ہنسا سکھ پاوے
ہنس انس جن بوجھ بچاری سو جیون مکتاوے
چودہ لوک وید کا منڈل تہنہ لگ کال دُہائی
لوک بید جن پھندا کاٹی تے وہ لوک سدھائی

۱۶۔ میں اپنے مالک کے صدقے جنھوں نے یہ راستہ بنایا ہے
ان کی زیبائی کا بیان کس طرح کروں، مجھ سے ہو نہیں پا رہا ہے
وہ ایسے چراغ کی طرح سے ہیں جو شعلے کے بغیر روشن ہے
ہنس یعنی فنا فی اللہ لوگ اس ذات اصل کے قریب جا کر اس میں سماتے اور آرام کرتے ہیں
اس کا کمل طرح طرح کی چمک دکھاتا ہے اس کے سر پہ چھتر ہے
اس کے ایک معمولی ریشے میں کروڑوں سورج چاند اور تارے موجود ہیں
جب وہ ہنس کر اپنے منہ سے بولتا ہے تب سالک کو راحت ملتی ہے
جس نے سوچ کر سمجھ لیا ہے کہ وہ اسی کا جزو ہے وہ زندگی میں رہائی پاتا ہے
وید کا پھیلاؤ چودہ عالموں تک ہے اور ان میں کال یعنی وقت کا راج ہے
جنھوں نے ان عالموں سے آگے بڑھ کر بندشیں کاٹی ہیں وہی اس کی دنیا میں پہنچتے ہیں

سات شکاری چودہ پارتھ بھنت بھنت نرتاوے
چار انش جن سمجھ بچاری سو جیون مکتاوے
چودہ لوک بسے یم چودہ تنہہ لگ کال پسارا
تاکے آگے جوت نرنجن بیٹھے سُن منجھارا
سورہ کھٹ اچھر بھگوانا جن یہ سرشٹی اپائی
اچھر کلا سرشٹی سے اپجی انہی ماہنہ سمائی
سترہ سنکھیہ پرادھر دیپ جہاں شبداتیت براجے
نرتے سکھی بہو بدھ سوبھا ان ہد باجا باجے
تلکے اوپر پرم دھام ہے مرم نہ کوئی پایا
جو ہم کہی نہیں کوؤ مانے نا کوئی دوسر آیا
ویدن ساکھی سب جیو اُرجھے پرم دھام ٹھہرایا
پھر پھر بھٹکے آپ چترُ ہوے وہ گھر کا ہو نہ پایا

سات شکاری اور چودہ پہلوان ہیں جو طرح طرح سے کام کرتے ہیں
جن لوگوں نے اس مالک کے چار انش یعنی روپ سمجھ لیے وہ زندگی سے آزاد ہوگیا
چودہ دنیائیں بسیں اور ان پر چودہ یم' یہاں تک کال یعنی وقت کا پھیلاؤ ہے
اس کے آگے تجلی کی صورت میں نرنجن بیٹھے ہیں شونیہ یعنی نفی کے مقام پر
سولہ کلائیں اور چھ لافانی بھگوان بنائے گئے جنھوں نے یہ مخلوق بنائی ہے
اسی تخلیق سے لافانی کلا یعنی وصف پیدا ہوا اور اسی میں محو ہوگیا
سترہ احساسات وغیرہ سے پرے چراغ ہے جہاں لافانی آہنگ موجود ہے
وہ طرح طرح کے برتاؤ کرتا ہے وہ خوبصورت جگہ ہے جہاں انہد کا ساز بجتا ہے
اس کے بعد ہی آخری منزل ہے جس کا بھید کسی نے نہیں پایا
جو ہم نے کہا کہ کوئی دوسرا اس دنیا میں نہیں آیا اسے کوئی نہیں مانتا
ویدوں کے کہنے میں سبھی لوگ الجھ گئے اور پرم دھام یعنی آخری مقام کا تہیہ کرلیا
لیکن وہ خود کو ہوشیار سمجھ کر چاروں طرف پھرتے رہے وہ مقام نہ پا سکے

جو کوئی کوئی ستیہ کا کِنکا سو ہم کا پتیائی
اور لے کوٹ کر تھاکے بہُر کال گھر جائی
سورہ سنکھیہ کے آگے سمرتھ جن جگ موہنہ پٹھایا
کہے کبیر آدی کے بانی بید بھید نہہ پایا

۱۷۔ چلا جب لوک کو سوک سب تیا گیا   ہنس کو روپ ست گورو بنائی
بھرنگ جیوں کیٹ کو پلٹ بھرنگے کیا   آپ سم رنگ دے لے اڑائی
چھوڑ نا سوت ملکوت کو پہنچیا   وشنو کی ٹھاکری دیکھ جائی
اندر کبیر جنہہ رمبھ کو نرتیہ ہیں   دیو تینتیس کوٹک رہائی
چھوڑ بیانٹھ کو ہنس آگے چلا   شونیہ میں جیوت جھمک جگائی
جیوت پرکاس میں نرکھ نستتو کو   آپ نربھے ہوا بھے مٹائی
الکھ نرگن کرے بید جہہ استتی   تینھوں دیو کو ہے پتائی

اگر کسی میں حقیقت کا ایک ذرہ بھی ہے تو وہ ہمارا یقین کرے گا
دوسروں کو کروڑوں کوشش کرکے تھکنے پر بھی مقام نہ ملے گا اور اسے کال کے گھر جانا ہوگا
سولہ سنکھ فاصلے کے آگے بھی قادر مطلق ہیں جنھوں نے مجھے بھیجا ہے
کبیر یہ بنیادی بات کہتا ہے' اس کا بھید ویدوں نے بھی نہیں پایا ہے

۱۷۔ ست گورو جب سارے غموں کو چھوڑ کر اپنے مقام کو چلا تو اس نے ہنس کا روپ بنالیا
جیسے بھونرے نے کیڑے کو پکڑ کر اپنے جیسا بھنورا بنادیا ویسے ہی اس نے اپنے مرید کو بنادیا
وہ ناسوت اور ملکوت کی منزلوں کے پار وشنو کے دربار میں پہنچا
جہاں اندر' کُبیر' رمبھا وغیرہ ہیں۔ تینتیس کروڑ دیوتا بستے ہیں
بیکنٹھ کو بھی چھوڑ کر ہنس آگے بڑھا جہاں مقام نفی میں تجلی ہے
اس تجلی میں بے عنصری حقیقت کو دیکھ کر وہ بے خوف ہوگیا
چاروں وید جس الکھ نرنجن کی حمد کرتے ہیں اور جو برہما وشنو مہیش کے والد ہیں

تن پرے سویت مورت دھرے بھگوان — بھاگ کا آن تنکو رہائی
چار مقام پر کھنڈ سورہ کہیں — انڈ کی چھور بیاں تے رہائی
انڈ کے پرے استھان اچنت کو — نرکھیا ہنس جب وہاں جائی
سہس اور دواد سے رور ہیں سنگ میں — کرت کلول انہد بجائی
تا سو کے بدن کی کون مہما کہوں — بھاستی دیہہ ات نور چھائی
محل کنچن بنے مانک تا ہیں جڑے — بیٹھ تنہہ کلس آکھنڈ چھاجے
اچنت کے پرے استھان سوہنگ کا — ہنس چھتیس تھواں براجے
نور کا محل اور نور کی بھوم ہے — تہاں آنند سو دوند بھاجے
کرت کلول بہہ بھانت سے سنگ — یہ ہنس سوہنگ کو جو سماجے
ہنس جب جات کھٹ چکر کو بیدھ کے — سات مقام میں نظر پھیرا
پرے سوہنگ کے سُرت اچھا کہی — سا ہس بامن جہاں ہنس ہیرا
روپ کی راش تے روپ ان کو بنا — بندو جی نہیں ایما نبیرا

ان سے بھی پرے سفید جسم کے بھگوان ہیں' وہ تیزی سے ان کے مقام پر پہنچا
چار مقاموں پر سولہ حصے ہیں اس کے بعد انڈے کا سرا آجاتا ہے
انڈے کے پرے اچنت یعنی بیرونِ قیاس کا مقام ہے جسے ہنس نے جاکر دیکھا
اس جگہ ایک ہزار بارہ رور ہیں جو انہد ساز بجاکر خوشی منا رہے ہیں
اس اچنت کے رنگ کی کیا تعریف کروں اس کا جسم بہت ہی پرنور ہے
اس جگہ سونے کے محل بنے ہیں جن میں جواہرات جڑے ہیں اور لافانی کلس چھایا ہے
اچنت سے بھی آگے سوہم یعنی "میں وہ ہوں" کا مقام ہے جہاں چھتیس ہنس رہتے ہیں
وہاں نور محل اور نور کی زمین ہے اور ایسی راحت ہے کہ سب دکھ بھاگ جاتے ہیں
وہاں جو ہنسوں کا اجتماع ہے وہ سوہم کے ساتھ طرح طرح کی تفریح کرتا ہے
لیکن ہمارا ہنس سات مقاموں پر نظر ڈال کر اور چھ دائروں کو پار کر کے آگے جاتا ہے
سوہم کے بعد سُرت ارادہ کا مقام ہے جہاں ہنس ہزار بامنوں یعنی بونوں کو دیکھتا ہے
ان کا ہیولیٰ حسن کے خرمن سے بنا ہے' وہ عجیب اور بے مثال ہے

سرت سے بھینٹ کے سبد کو ٹیک — چڑھ دیکھ متا انکور کیرا
شونیہ کے بیس میں چل بیٹھک جہاں — سہج استھان ہے غیب کیرا
نو مقام یہ ہنس جب پہنچیا — پلک بلمب وہاں کیو ڈیرا
تہاں ... تے ڈوری مقطار جیوں لاگیا — تاہ چڑھ ہنس گو دے دریرا
بھئے آنند سے پھند سب چھوڑیا — پہنچیا جہاں ست لوک میرا
ہنسنی ہنس سب گائے بجائے کے — ساج کے کلس اوہ لین آئے
یگ یگ بچھرے ملے تم آئے کے — پریم کر انگ سوں انگ لائے
پُرکھ نے جب درس دینہا ہنس کو — تپن بہہ جنم کی تب نسائے
پلٹ کے روپ جب ایک سو کینیا — منہ تب بھانُ سوڑس اگائے
پہپ کے دیپ پیوکھ بھوجن کرے — سبد کی دیہہ جب ہنس پائی
پہپ کے سہرا ہنس اور ہنسنی — سچدانند سر چھتر چھائی
دیپیں بہہ دامنی دمک بہو بھانت کی — جہاں گھن سبد کو گھمڑ لائی

سرت سے مل کر شبد کی سیڑھی پر چڑھ کر جو مکئی کے انکھوئے کی طرح ہے
شونیہ یعنی نفی کے درمیان عمدہ جگہ ہے جہاں غیب کا سہج مقام ہے
جب نو مقاموں سے ہوتا ہوا ہنس وہاں پہنچا تو لمحے بھر کے لیے ٹھہرا
وہاں مضبوط ڈوری موجود ہے جس پر چڑھ کر ہنس بہاؤ کاٹتا ہے
پھر اسے خوشی ہی خوشی ہے' ہر تکلیف مٹ جاتی ہے اور وہ ست لوگوں میں پہنچتا ہے
وہاں رہنے والے ہنس اور ہنسیاں گا بجا کر ساج سنگار کر کے اسے لینے آئے
کہنے لگے کہ تم مدتوں بچھڑے رہنے کے بعد ملے ہو اور یہ کہہ کر محبت سے آ کے گلے لگایا
جب پُرکھ یعنی قادر مطلق نے دیدار دیا تو ہنس کی جنم جنم کی ایذا دور ہو گئی
اور پُرکھ نے اسے پلٹ کر جب اپنے روپ میں ڈھال لیا تو جیسے سولہ سورج اُگ آئے
جب ہنس نے شبد کا جسم پایا تو کاسۂ گل میں امرت پینے لگا
اور ہنس اور ہنسنی کو پھولوں کا سہرا پہنا کر خدا نے ان کے سر پر چتر قائم کیا
وہاں شبد کے گہرے بادل چھا گئے' اور بہت سی بجلیاں طرح طرح چمکنے لگیں

لگے جہاں برسنے گرج گھن گھیر کے   اُٹھت تہنہ سبد دُھن ست سُہائی
مٹے سوئی ہنس تہنہ یوتھ کے یوتھ ہوئے   ایک ہی نور اک رنگ راگے
کرت بہار من بھاؤنی مکتی بھگے   کرم اور دھرم سب دور بھاگے
رنک اور بھوپ کوئی پرکھ آوے نہیں   کرت کلول بہہ بھانت بھاگے
کام اور کرودھ مد لوبھ ابھمان سب   چھانڑ پاکھنڈ ست سبد لاگے
پرکھ کے بدن کی کون مہما کہوں   جگت میں اُپمے کچھو نا ہنہ پائی
چاند اور سورگن جیوت لاگیں نہیں   ایک ہی نکھ پرکاس بھائی
پان پربان جن ہنس کا پائیا   پہنچیا پرکھ کے لوک جائی
کہے کبیر یہ بھانت سوں پایہو   ستیہ کی راہ سوں پرگٹ گائی

۱۸۔ چھوڑ نا سوت ملکوت جبروت کو   اور لاہوت ہاہوت بازی
اور ساہوت راہوت بیا ڈارے   کوُد آہوت جاہوت جاجی

وہ بادل گرج کر برسنے لگے اور ست شبد کی سہانی تان اٹھنے لگی
وہاں کے ہنسوں کے جھنڈ یہ سننے لگے اور ایک ہی نور اور ایک ہی رنگ میں رنگ گئے
وہ آزاد ہو کر من مانی تفریح کرنے لگے، دھرم کرم سب ختم ہو گئے
وہاں فقیر اور بادشاہ میں کوئی فرق نہیں۔ خوش قسمت وہاں خوب مگن رہتے ہیں
شہوت، غصہ، غرور، لالچ، تفاخر، پاکھنڈ سب چھوڑ کر سچ شبد میں محو رہتے ہیں
پرکھ کی صورت کی کیا توصیف کروں اس جیسا دنیا میں کوئی دوسرا نہیں
چاند اور سورج اس کے آگے بے نور ہیں، ایک ہی میں لاکھوں روشنیاں ہیں
جس نے گرو کے روحانی خاندان کا پروانہ حاصل کیا وہ پرکھ کے مقام پر پہنچا
کبیر کہتے ہیں کہ حقیقت کی راہ اس طرح ملتی ہے۔ یہ میں نے صاف صاف گایا ہے

۱۸۔ ناسوت، ملکوت، جبروت، لاہوت یہ ساری ہا و ہو چھوڑ دے
اور تعلقات اور راحتیں چھوڑ دے اور قربانی کی آگ میں کود جا

جائے جاہوت میں خود خاوند جہنہ   وہیں مکان ساکیت ساجی
کہے کبیر ہیاں بہشت دوزخ تھکے   بید کتاب کا ہوت قاضی

۱۹۔ جہنہ ست گورو کھیلیں رت بسنت   تہنہ پرم پرکھ سب سادھو سنت
وہ تین لوک سے بھن راج   تہنہ انہد دُھن چہوں پاس باج
دیپکیں برین جہنہ نرادھار   برلا جن کوئی پاوے پار
جہنہ کوٹ کرشن جورے دو ہاتھ   جہنہ کوٹ بشنو ناویں ماتھ
جہنہ کوٹن برہما پڑھہ پران   جہنہ کوٹ مہادیو دھریں دھیان
جہنہ کوٹ سرسوتی کرہنہ راگ   جہنہ کوٹ اندر گاونے لاگ
جہنہ گن گندھرو مُنی گن نہ جاہنہ   سو تہواں پرگٹ آپ آنہہ
تہنہ چوا چندن اور عبیر   تہنہ پہپ باس بھرات گنبھیر
جہنہ سرت سُرنگ سگندھ لین   سب یہی لوک میں واس کین

اس جگہ خود مالک ہیں، وہ جنت ہے وہیں اپنا مکان بنا
کبیر کہتے ہیں کہ وہاں نہ بہشت دوزخ کچھ نہیں ہے اور وہاں کی بات وید، قرآن، قاضی کوئی نہیں جانتا
(اس شبد میں کبیر نے مقامات تصوف کا مذاق اڑانے کے لیے الفاظ گھڑے ہیں۔ مترجم)

۱۹۔ جہاں ست گورو ہولی کھیلتے ہیں وہاں پرم پرکھ یا قادر مطلق بھی ہیں اور سادھو سنت بھی
وہ راج تینوں دنیاؤں سے علاحدہ ہے وہاں ہر طرف انہد کا ساز بجتا ہے
اس جگہ بغیر کہیں ٹکے ہوئے چراغ جلتے ہیں اور کوئی نرالا آدمی ہی اسے سمجھ سکتا ہے
وہاں کروڑوں کرشن ہاتھ جوڑے اور کروڑوں وشنو سر جھکائے ہیں
وہاں کروڑوں برہما پُران پڑھ رہے ہیں اور کروڑوں مہادیو ریاضت کر رہے ہیں
وہاں کروڑوں سرسوتی دیویاں گا رہی ہیں اور کروڑوں اندر خدمت میں حاضر ہیں
وہاں پر شیو جی کے گن، گندھرب اور منی لوگ نہیں جا سکتے وہاں حقیقت کل خود ظاہر ہو رہی ہے
وہاں اگر، چندن، عبیر اور پھولوں کی خوشبو سے ہوا بوجھل ہو رہی ہے
وہاں سرتِ خوش رنگ اور خوشبودار ہو کر نکھر رہی ہے، یہ سب اس دنیا میں موجود ہیں

میں اجمر دیپ پہنچوں سُجائے   تنہہ اجر پرکھ کے درس پائے
سو کہہ کبیر ہردیا لگائے   یہ نرک اُدھارن نام جائے

۲۰۔ سدا بسنت ہوت تنہہ ٹھاؤں   سنشے رہت امرپور گاؤں
جنہوا روگ شوک نہہ کوئی   سدا انند کرے سب کوئی
سورج چند دِوس نہہ راتی   برن بھید نہہ جات اجاتی
تنہوا جرا مرن نہہ ہوئی   کر بنود کریڈا سب کوئی
پہپ بمان سدا اجیارا   امرت بھوجن کرے اہارا
کایا سندر کو پروانا   اُدت بھئے جم کھوڑس بھانا
پتا ایک ہنسا اجیارا   شوبھت چکُر اُدے جنو تارا
وہ، ام، جنہوا پونڑا ہیں   جوجن چار گھران جو جا ہیں
سوبیت منوہر چھتر [illegible]   بوجھ نہ پرے رنک اور راجا

میں لافانی چراغ وہاں جا پہنچا اور لافانی پرم پرکھ کا نظارہ کیا
انھوں نے کبیر کو سینے سے لگاکر کہا کہ تجھ پر مہربانی نہ کروں گا تو میرا نرک اُدھارن نام ختم ہو جائے گا

۲۰۔ اُس جگہ ہمیشہ بسنت کا موسم رہتا ہے 'وہ امرپور کا مقام ہے جہاں تذبذب نہیں ہے
وہاں نہ کوئی مرض ہے نہ غم اور ہر شخص ہمیشہ خوش رہتا ہے
وہاں نہ سورج ہے نہ چاند نہ رات نہ دن۔ وہاں ذات اور ورن کی تفریق نہیں ہے
وہاں نہ بڑھاپا ہے نہ موت۔ سب لوگ ہنستے کھیلتے رہتے ہیں
وہ پھولوں کا گھر ہے جو ہمیشہ روشن رہتا ہے' وہاں کی غذا آبِ حیات ہے
پرم پرکھ کے جسم کی خوبصورتی بے مثال ہے جیسے سولہ سورج نکلے ہوں
ایک سفید ہنس اوپر اڑتا ہے' وہ اونچائی پر تارے کی طرح دکھائی دیتا ہے
اس جگہ بہت عمدہ خوشبو پھیلی رہتی ہے اور چار یوجن یعنی چار سو کوس تک
ہر شخص کے سر کے اوپر سفید چھتر لگا رہتا ہے' راجا اور فقیر میں امتیاز نہیں ہو سکتا

نہہ تنہہ نرک سورگ کی کھانی   امرت بچن بولے بھل بانی
اُس سکھ ہمرے گھرن منہ کہیں کبیہ بجھائے
ستیہ سبد کو جان کے استھر بیٹھے آئے

---

۲۱ توصورت نین نہار انڈ کے پارا ہے
تو ہردے سوچ بچار یہ دیس ہمارا ہے
پہلے دھیان گُرن کا دھارو   سرت نرت من پون چتارو
سو ہیلنا دُھن نام اچارو   تُہہ ست گورو دیدارا ہے
ست گورو درس ہوئے جب بھائی   وہ دیں تم کو نام چتائی
سرت سبد دوؤ بھید بتائی   دیکھ سنکھ کے پارا ہے
ست گرو کرپا درشٹ پہچانا   انڈ سکھر بے حد میدانا
سہج داس تنہہ روپا تھانا   اگن دیپ سر دارا ہے

وہاں نرک سورگ یعنی جہنم اور جنت دینے کی سبیل نہیں سبھی لوگ میٹھی بولی بولتے ہیں
کبیر سمجھا کر کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایسا آرام ہے
وہاں ستیہ شبد کو جان کر استقلال کے ساتھ بیٹھتے ہیں

۲۱۔ تو آنکھیں کھول کر وہ صورت دیکھ جو دنیا کے انڈے کے باہر ہے
تو دل میں سوچ سمجھ لے کہ ہمارا مقام وہی ہے
پہلے تم گورو کا دھیان کرو اور سرت یعنی دھیان اور نرت یعنی استغراق کی ہوا دل کو دو
خوبصورت نام زبان سے ادا کرو تو تمھیں ست گورو کا دیدار حاصل ہوگا
جب تمھیں ست گورو کا دیدار ہوگا تو وہ تمھیں اصلی نام کی پہچان کرائیں گے
وہ سُرت اور شبد کا راز بتائیں گے یہ جاتی ہوئی سولہ کلاؤں کے آگے کی بات ہے
ست گورو کی نگاہ مہر سے وہ وسیع میدان جو انڈے کی چوٹی پر ہے پہچان میں آتا ہے
سہج مارگ کے پیرو وہاں مقام کرتے ہیں وہاں آگ کا دیا برابر جلتا رہتا ہے

سات شُن بے حد کے ماہیں سات سنکھ تنکی اونچائی
تین شُن لوں کال کہائی آگے ست پسارا ہے
پرتھم اِچھے سن ہے بھائی کنیا کوڑھ تنہہ باہر آئی
جوگ سنتاین پوچھو پائی دارا وہ بھرتا را ہے
دوجے سکل سن کرگائی مایا سہت نرنجن رائی
امر کوٹ کے نقل بنائی انڈ مدھ رچیو پسارا ہے
تیجے ہے مہ شُن سو خاصی مہا کال یہہ کنیا گراسی
جوگ سنتاین یا او ناسی گل نکھ چھید نکارا ہے
چوتھے سن اجوکھ کہائی سدھ برہم کے دھیان سمائی
آدیا یاں بیجا بے آئی دیکھو درشٹے پسارا ہے
پنچم شُن اکیل کہائی تنہہ عدلی بندوان رہائی
جن کا ست گورو نیائے چکائی گاوا عدلی سارا ہے

بے حد کے درمیان سات عدد یا صفر ہیں جن کی اونچائی سات سنکھ ہے (ان کو مقام نفی بھی کہہ سکتے ہیں)
تین صفروں یا منزلوں تک وقت کا بول بالا ہے اس کے آگے حقیقت ہے
پہلی منزل اِچھے شونیہ ہے جہاں لڑکی یعنی روح اپنے گھیرے سے باہر آتی ہے
وہ سنت مت کے یوگ کو پوچھتی ہے کہ اس عورت کا خاوند کون ہے
دوسری منزل سکل شونیہ کہی گئی ہے جہاں نرنجن اپنی مایا کے ساتھ موجود ہیں
انھوں نے برہمانڈ کے اندر ہی امر پوری یعنی منزل آخر کی نقل بہ تفصیل بنائی ہے
تیسری منزل مہا شونیہ کی ہے یہ خاص منزل ہے جہاں لڑکی کو مہا کال پکڑتا ہے
لیکن خدائے قدیم نے وقت کے گلے کو ناخن سے چیر کر نکالا کیوں کہ وہ سنت یوگ کی مستحق تھی
چوتھی منزل اجوکھ شونیہ کی ہے یہاں پر روح کو اصل برہم کی شناخت ہوتی ہے
یہاں آدیا نامی علم کا بیج پڑتا ہے اور نظر میں وسعت آجاتی ہے
پانچویں منزل اکیل شونیہ ہے جہاں انصاف کرنے والا حاکم رہتا ہے
جن کا انصاف ست گورو کرتے ہیں وہی آگے جاتے ہیں باقی انصاف کے خواستگار پیچھے چھوٹ جاتے ہیں

شِشٹے سار شُن کہلائی سار بھنڈاریاوہ کے ماہی
نیچے رچنا جاوہ رچائی جا کا سکل پسارا ہے
ستویں ست سن کہلائی ست بھنڈاریاوہ کے ماہی
بہ تت رچنا تاوہ رچائی جو بہن سے نیارا ہے
ست سن اوپر ست کی نگری بانٹ بہنگم بانکی ڈگری
سو پہنچے چالے بن پگ ری ایسا کھیل اپارا ہے
پہلی چکری سمادھ کہائی جنہ ہنس ست گورو مت پائی
بید بھرم سب دیئے اڑائی تج نرگن بھئے نیارا ہے
دوجی چکرا اگادھ کہائی ست گورو سنگ درووہ کرائی
پیچھے آن گہے سرنائی سو ینہہ آن پہ ھلا ہے
تیجی چکری مُنی کرنا مانچ منین سد گورو سم جانا
سو منین ینہہ آئے رہانا کرم بھرم تج ڈارا ہے

چھٹی منزل سار شونیہ کی ہے، اسی میں سار یعنی اصلیت کا بھنڈار ہے
اسی نے نیچے کی منزلوں کی ساری تخلیق کی ہے اور اس کی توسیع کی ہے
ساتویں منزل ست شونیہ ہے، اسی میں ست یعنی حقیقت کا بھنڈار ہے
اس میں بغیر عناصر کے تخلیق کی جاتی ہے جو بہت ہی عجیب ہے
ساتوں شونیوں کے اوپر حقیقت کا مقام ہے لیکن اس کا راستہ ٹیڑھا اور مشکل ہے
اس میں وہی چل سکتا ہے جس کے پاؤں نہیں ہیں، ایسا عجیب کھیل ہے
اس راستہ میں پہلا چکر یا دائرہ سمادھی کہلاتا ہے اور وہ ست گورو اپنے خاص مریدوں کو دیتا ہے
اس کے بعد ویدوں کا بھرم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور لاصفات سے بھی علاحدگی ہو جاتی ہے
دوسرا چکر اگادھ کا ہے جو پہلے ست گورو سے دشمنی کراتا ہے
بعد میں مرید اس کی پناہ میں جاتا ہے اور گورو وہاں آتے ہیں
تیسرے چکر کا نام مُنی ہے جس میں مُنیوں کو ست گورو جیسا مانا جاتا ہے
وہ مُنی یہاں آکر بستے ہیں اور انھوں نے کرم کا بھٹکاؤ دور کر دیا ہے

چوتھی چکری دُھن ہے بھائی جن ہنس دُھن دھیان لگائی
دُھن سنگ پہنچے ہمرے پاہیں یہ دُھن سبد منجھارا ہے
پنچم چکری راس جو بھاکھی المینا ہے تنہہ مدھ جھانکی
لیلا کوٹ انت وہاں کی راس بلاس اپارا ہے
ششتم چکری بلاس کہائی نج ست گورو سنگ پریت نباہی
چھٹتے دیہہ جگہ یہ پائی پھر نہہ بھو اوتارا ہے
ستویں چکر وونذ کہانو کوٹن ہنس گرن تنہہ جانو
کال میں بودھ کیا کیوں مانو اندھکار اُجیارا ہے
اٹھویں چکر انورودھ بکھانا تہاں جولہٹی تانا بانا
جا کا نام کبیر بکھانا سو سنتن سر دھارا ہے
ایسی ایسی سہس کروڑی اوپر تلے رچی جیوں پوڑی
گادی عدل رہی سر موڑی ست گورو بند نوارا ہے

چوتھے چکر کا نام دُھن ہے' جن سالکوں نے دُھن پر دھیان لگایا
وہ دُھن کے ساتھ ہی ہمارے پاس آئے' یہ دُھن شبد کے اندر ہے
پانچواں چکر راس کہا جاتا ہے اس کے درمیان بہت حسین منظر ہے
وہاں کے عیش و نشاط لافانی ہیں اور اس کے رنگ دائمی ہیں
چھٹا چکر بلاس کہلاتا ہے وہاں اپنے ست گورو سے محبت کی جاتی ہے
جسم کے چھوٹنے پر اگر یہ مقام مل گیا تو پھر اس دنیا میں آنا نہیں ہوتا
ساتواں چکر ونوذ کہلاتا ہے وہاں گورو لوگوں کے کروڑوں سلسلے ہیں
انھوں نے کلجگ میں راہ دکھائی' جیسے اندھیرے کو اجالا کر دیا
آٹھواں چکر انورودھ کہلاتا ہے وہاں جولاہا جیسا تانا بانا ہے
جس کا نام کبیر نے لیا ہے اسے سنتوں نے سر پر لیا ہے
اس میں ہزار کروڑ ایسی دنیائیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر سیڑھی کی طرح ہیں
وہاں کا انصاف سخت ہے اگر کوئی خلاف قاعدہ چلے لیکن ست گورو ساری بندش کاٹ دیتے ہیں

انورودھی کے اوپر بھائی پد نروان کے نیچے تاہی
پانچ سنکھ ہے یاہ اونچائی ادبھت ٹھاٹھ پسارا ہے
سولہ سُت ہت دیپ رچائی سُت سُت رہے تاہ کے ماہیں
گادی عدل کبیر یہاں ہی جو سبھن سردارا ہے
پد نروان ہے انت اپارا نوتن صورت لوک سُدھارا
ست پرکھ نوتن تن دھارا ست گورو سنتن سارا ہے
آگے ست لوک ہے بھائی سنکھن کوس تاہ اونچائی
ہیرا پنّا لعل جڑائی ادبھت کھیل اپارا ہے
باغ باغیچے کھلی پھلواری امرت نہریں ہو رہیں جاری
ہنسا کھیل کرت تنہہ بھاری انہد گھرے اپارا ہے
تا مدھ ادھر سنگھاسن گاجے پرکھ اشبد تنہہ ادھک براجے
کوٹن سور روم اک لاجے ایسا پرکھ دیدارا ہے

انورودھی چکر کے اوپر اور نروان پد کے نیچے اے بھائی
درمیانی حصے کی اونچائی پانچ سنکھ ہے' عجیب انتظام کو پھیلایا گیا ہے
سولہ بیٹوں کے لیے دیئے جلائے گئے ہیں اس کے درمیان ست نام کا بیٹا ہے
یہاں پر بڑا انصاف کرنے والا ہے جو سب کا سردار ہے
نروان یعنی رہائی حتمی کا مقام لامحدود ہے وہاں نئی صورت ہے جو ہر بات کو سنوارتی ہے
وہاں ست پرکھ نے نیا جسم اپنایا وہ سارے سنتوں کے ست گورو ہیں
اس کے آگے ست لوک ہے جس کی اونچائی کئی سنکھ کوس ہے
اس میں ہر جگہ ہیرے پنے اور لعل جڑے ہیں وہاں کا لامحدود کھیل عجیب ہے
وہاں باغ باغیچے پھلواریاں کھلی ہیں اور امرت کی نہریں جاری ہیں
وہاں ہنس یعنی پاک روحیں طرح طرح تفریح کرتے ہیں اور انہد کی دُھن گونجتی رہتی ہے
اس جگہ بغیر سہارے کے سنگھاسن جما ہوا ہے جہاں اشبد پرکھ موجود ہے
اس کے ایک ایک روئیں سے کروڑوں سورج شرماتے ہیں' اس پرکھ کا ایسا دیدار ہے

ہنسی ہنس آرتی اُتاریں کھوڑس بھان سورن چاریں
پگ بینا ست شبد اُچاریں بیدھت بنے منجھارا ہے
تا پر آگم محل اک نیارا سنکھن کوٹ تا سو بستارا
باغ باوڑی امرت دھارا ادھری چلیں فوارہ ہے
موتی محل اور ہیرن چورا سیت برن تنہہ ہنس چکورا
سہس سور چھب ہنسن جورا ایسا روپ نہارا ہے
ادھر سنگھاسن جندا سائیں ارب سور سوم سم ناہیں
ہنس ہر مہر چنور ڈلائی ایسا اگم اپارا ہے
ادھری اوپر ادھر دھرائی سنکھن سنکھ تا سو اونچائی
جھلملاہٹ سب لوگ کہائی جھلمل جھلمل سارا ہے
باغ باغیچے جھلمل کاری رتنن جڑے پات اور ڈاری
موتی محل اور رتن اٹاری پرکھ بدیہہ پدھارا ہے

ہنس اور ہنسیاں اس کی آرتی اتارتے ہیں اور سولہ سورج وہاں گھومتے ہیں
بینا سے ست شبد اُٹھتا ہے اور دل میں گھر کر جاتا ہے
اس پر ایک نرالا لامحدود محل ہے جس کا پھیلاؤ کروڑوں سنکھ کوس ہے
اس میں باغ اور امرت سے بھری باؤلیاں ہیں اور بغیر سہارا چلنے والے فوارے
محل موتیوں کا بنا ہے اور اس میں ہیروں کا چوک ہے وہاں سفید ہنس اور چکور ہیں
ہنسوں کے جوڑوں کی ایسی خوبصورتی ہے کہ ان میں ہزار سورجوں کی ضیا ہے
بے سہارا ٹکے ہوئے سنگھاسن پر ظاہر مالک ہے جس کی برابری اربوں سورج چاند نہیں کر سکتے
اس پر ہنس ہیرے کی موٹھ والا چنور ہلا رہے ہیں وہ ایسا ذی شان ہے
وہ جگہ بے سہارا مقامات کے اوپر ہے اور اس کی اونچائی سنکھوں سنکھ کوس ہے
اسے لوگ جھلملاہٹ کہتے ہیں کیوں کہ وہ پورا کا پورا جھلملاتا رہتا ہے
اس کے باغ اور باغیچے جھلمل کرتے ہیں ان کے پتوں اور شاخوں میں جواہرات جڑے ہیں
موتیوں کے محل اور جواہرات کے بالاخانے ہیں جہاں بے جسم پرکھ موجود ہے

کوٹن بھان ہنسا کو روپا دھن ہے وہاں کی عجب انوپا
ہنسا کرت چنور سر بھوپا بن کر چنور ڈھلارا ہے
ہنسا کیل سنو من لائی ایک ہنس کے جو چت آئی
دوجا ہنس سمجھ پُن جائی بن مکھ بین اچارا ہے
تیہہ آگے نہ لوک ہے بھائی پرکھ انامی اکہہ کہائی
جا پہنچے جائیں گے واہی کہن سنن تے نیارا ہے
روپ سروپ کچھو وہاں ناہیں ٹھور ٹھاؤں کچھ دِسے ناہیں
عرض طول کچھ درشٹ نہ آئی کیسے کہوں شمارہ ہے
جا پر کرپا کریں سائیں گگنا مارگ پاوے تاہی
سُرت پرے مارگ ماہیں جب پاوے دیدارا ہے
یہ کبیر مکھ کہا نہ جائی نا کاگد پہ انک چڑھائی
مانو گونگے سم گڑ کھائی سینن بین اچارا ہے

ہنسوں کا روپ کروڑوں سورجوں کی طرح ہے اور وہاں بے مثال دُھن بجتی ہے
ہنس بادشاہ کے سر پر چنور ہلاتے ہیں اور بغیر ہاتھ کے ہلاتے ہیں
ہنسوں کا طریقہ دھیان دے کر سنو۔ ایک ہنس کے دل میں جو کچھ آتا ہے
دوسرا ہنس خود بخود اسے سمجھ لیتا ہے، وہ بغیر منہ کے بات کرتے ہیں
اے بھائی اس کے آگے نہ لوک یعنی عالم نہیں ہے وہاں انام پرکھ موجود ہے
اسے وہی جان سکتے ہیں جو وہاں پہنچتے ہیں، وہ کہنے سننے سے ماورا ہے
وہاں صورت شکل کچھ نہیں ہے نہ کوئی جگہ یا ٹھکانا دکھائی دیتا ہے
وہاں کا عرض یا طول بھی نہیں دکھائی دیتا کیسے اس کا شمار بتاؤں
جس پر مالک مہربانی کریں گے وہی اس آسمانی راہ کو پائے گا
اور اس راہ میں چلتے چلتے جب سُرت پرے یا کلپ بیت جائیں گے تب اس کا دیدار ہو گا
اے کبیر یہ زبان سے کہا نہیں جاتا نہ کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے
یہ ایسا ہی ہے جیسا گونگے نے گڑ کھایا ہو اور اشارے سے بات کی ہو

۲۲۔ جھوت امی رس بھرت تال جنہہ شبد اٹھے اسمانی ہو
سرتا اُمنڈ سندھو کو سوکھے نہہ کچھو جات بکھانی ہو
چاند سُرج تاراگن نہہ وہاں نہہ وہاں رین بہانی ہو
باجے بجیں ستار بانسری ررنکار مردو بانی ہو
کوٹ جھلملی جنہہ وہ جھلکیں بن جل برست پانی ہو
شیو' اج' بشنو' سرشن' شاردا نج نج مت انومانی ہو
دس اوتار ایک تت راجیں استت سہج سیانی ہو
کہت کبیر بھید کی باتیں برلا کوئی پہچانی ہو
کر پہچان پھیر نہہ آوے جم کی ظلمی کھانی ہو

۲۳۔ سکھیاں وا گھر سب سے نیارا جنہہ پورن پُرکھ ہمارا
جنہہ نہہ سکھ دکھ سانچ جھوٹھ نہہ پاپ نہ پُن پسارا

۲۲۔ جہاں آسمانی شبد اُٹھتا ہے وہاں امرت جھرتا ہے اور اس سے تالاب بھرتے ہیں
وہاں ندی امنڈ کر سمندر کو سوکھ لیتی ہے' وہاں کی بات کچھ کہی نہیں جاتی
وہاں سورج چاند ستارے کچھ نہیں ہیں نہ رات ہے نہ صبح
وہاں ستار بانسری جیسے باجے بجتے ہیں اور میٹھے سروں میں ررنکار گایا جاتا ہے
وہاں کروڑوں ضیائیں جھلملاتی ہیں اور پانی کے بغیر مینہ برستا ہے
شیو' برہما' وشنو' اندر' سرسوتی وغیرہ اپنے اپنے خیال کے مطابق اندازے لگاتے ہیں
وہاں دسوں اوتار ایک سے ہو کر موجود ہیں اور سہج روپ میں حمد کرتے ہیں
کبیر اسرار کی باتیں بتاتے ہیں جسے کوئی کوئی ہی سمجھتا ہے
جو پہچانتا ہے وہ دوبارہ دنیا میں آکر جم راج کی خوراک نہیں بنتا

۲۳۔ اے میری سہیلی وہ مکان سب سے جدا ہے جہاں ہمارا مکمل مالک ہے
وہاں سکھ دکھ گناہ ثواب سچ جھوٹ وغیرہ کا پھیلاؤ نہیں ہے

نہہ دن رین چند نہہ سورج بنا جوت اجیارا
نہہ تہہ گیان دھیان نہہ جپ تپ بید کتیب نہ بانی
کرنی دھرنی رہنی سہنی یہ سب وہاں ہرانی
گھر نہہ اگھر نہ باہر بھیتر پنڈ برہمنڈ کچھو ناہیں
پانچ تتو گن تین نہیں تہہ ساکھی سبد نہ تاہیں
مول نہ پھول بیل نہہ بیجا بنا برچھ پھل سوہے
اوہم سوہم اردھ اُرد نہہ سواسا لیکھن کو ہے
نہہ نرگن نہہ سرگن بھائی نہہ سوچھم استھول
نہہ اچھر نہہ اوگت بھائی یہ سب جگ کے بھول
جہاں پُرکھ تہواں کچھ ناہیں کہہ کبیر ہم جانا
ہمری سین لکھے جو کوئی پاوے پد نروانا

نہ وہاں دن ہے نہ رات نہ چاند نہ سورج' بغیر روشنی ہی اجالا ہو رہا ہے
وہاں گیان دھیان جپ تپ' وید' قرآن یا کوئی اور الفاظ نہیں ہیں
وہاں کرنی دھرنی' رہنی سہنی سبھی گم ہو جاتی ہیں
وہ نہ مکان ہے نہ لامکانیت نہ وہاں اندر باہر' جسم دنیا وغیرہ بھی وہاں نہیں
وہاں پانچ عناصر نہیں ہیں نہ تین اوصاف' نہ وہاں دوہے ہیں نہ شبد
وہاں جڑ نہیں ہے نہ پھول نہ بیل نہ بیج' وہاں بغیر درخت کے پھل ہیں
نہ وہاں اوم ہے نہ سوہم' اونچا نیچا سانس ہی سمجھی جاتی ہے
نہ وہ باوصف خدا ہے نہ بے وصف نہ وہ لطیف ہے نہ کثیف
نہ وہ لافانی ہے نہ نافہمیدہ' یہ سب باتیں تو دنیا کے بھرم ہیں
جہاں پُرکھ ہے وہاں کچھ نہیں ہے' کبیر کہتے ہیں کہ یہ ہم نے جانا ہے
ہمارا اشارہ اگر کوئی سمجھے تو اسے نروان یعنی دنیا سے رہائی مل جائے

۲۴۔ سرت سرو ور نہائے کے منگل گائیے
درپن سبد نہار تلک سر لائیے
چلا ہنسا ست لوک بہت دکھ پائیے
پرس پرکھ کے چرن بہُر نہہ آئیے
امرت بھوجن تہاں امی اچوائیے
مکھ میں سیت تمبول سبد لو لائیے
پہپ انوپم باس ہنس گھر لیجیے
امرت کپڑے اوڑھ مکٹ سر دیجیے
وہ گھر بہت انند ہنسا چکھ لیجیے
بدن منوہر گات نرکھ کے جیجیے
دوتی بن مسِ بن انک سو پستک بانچیے
بن کرتال بجائے چرن بن ناچیے

۲۴۔ سرت کے تالاب میں نہا کر ہم خوشی کے گیت گائیں
شبد کے آئینے میں دیکھ کر سر پہ تلک لگائیں
اے ہنس ہم نے یہاں بہت دکھ پائے ہیں اب ست لوک کو چلیں
وہاں پرم پرکھ کے پاؤں چھو کر پھر واپس نہ آئیں
وہاں امرت کی غذا ہے اور وہاں چل کر امرت پیئیں
منہ میں شبد کا سفید پان لے کر اس میں محو ہو جائیں
ہنسوں کے گھر میں بے مثال پھول کی خوشبو لیں
امرت کے کپڑے پہن کر سر پر مکٹ لگائیں
وہ مقام بہت راحت بخش ہے اے ہنس اس کا تجربہ کرو
پرم پرکھ کا بے مثال حسن دیکھتے ہوئے زندگی گزارو
روشنائی یا سیاہی کے بغیر لکھاوٹ والی کتاب پڑھو
بغیر ہاتھوں کے تالی بجاؤ اور بغیر پیروں کے ناچو

بن دیپک اجیارا گم گھر دیکھیے
کھل گئے سبد کواڑ پرکھ سوں بھینٹیے
صاحب سنمکھ ہوئے بھکتی چت لائیے
من مانک سنگ ہنس درس تہہ پائیے
کہہ کبیر یہ منگل بھاگ نہ پائیے
گورو سنگت لو لائے ہنس چل جائیے

کرتا استھان (مقام خالق)

۲۵۔ سنتو یوگ ادھیاتم سوئی
ایکے برہم سکل گھٹ بیاپے دوتیا اور نہ کوئی
پرتھم کمل جہاں گیان چار دل تہہ گنیش کو واسا
ردھ سدھ جا کی شکتی آیا سی جپ تے ہوت پرکاسا

ایسا عجیب مکان دیکھو جہاں چراغوں کے بغیر روشنی ہے
شبد کے دروازے کو کھول کر پرکھ سے ملاقات کرو
مالک کے سامنے جا کر اس کی عقیدت دل میں لاؤ
اے ہنس تم جواہرات کے درمیان ان کا دیدار کرو
کبیر کہتے ہیں کہ یہ عیش لوگوں کی قسمت میں نہیں ہے
لیکن تم گورو کے ساتھ رہ کر ان میں عقیدت رکھ کر وہاں جا سکتے ہو

۲۵۔ اے سنتو یوگ کا روحانی علم یہ ہے
ہر جگہ ایک ہی برہم چھایا ہوا ہے دوسرا کوئی نہیں ہے
پہلے کمل میں گیان کی چار پنکھڑیاں ہیں، وہاں گنیش کی رہائش ہے
ردھیاں سدھیاں یعنی معجزات ان کی پوجا میں محو ہیں اور جپ کی روشنی ہو رہی ہے

سرت کمل پرست گورو بولے، سہج جاپ جپ سوئی
چھ سے اکیس سہس جپ لے بوجھے اجپا کوئی
یہی گیان کو کوئی بوجھے بھید اگوچر بھائی
جو بوجھے سو من کا پیکھے کہہ کبیر سمجھائی

۲۶۔ دس گگن گپھا میں اجر جھرے

بن باجا جھنکار اٹھے جنہہ سمجھ پرے جب دھیان دھرے
بنا تال جنہہ کمل پھلانے تنہہ چڑھ ہنسا کیل کرے
بن چندا اجیاری درسے جنہہ تنہہ ہنسا نظر پرے
دسویں دوارے تاڑی لاگی الکھ پرکھ جا کو دھیان دھرے
کال کرال نکٹ نہہ آوے کام کرودھ مد لوبھ جرے

سُرتِ کمل پر ست گورو سہج جاپ جپتا ہے
وہاں چھ سو اکیس ہزار لوگ جاپ کرتے ہیں یہ کوئی برلا ہی جانتا ہے
اس گیان کو کوئی کوئی ہی سمجھتا ہے' یہ نادیدہ اسرار ہے
اسے دل کی آنکھوں سے دیکھ کر سمجھا جا سکتا ہے' کبیر یہ سمجھا کر کہتے ہیں
(اس شبد میں جن کملوں کا ذکر ہے انھیں یوگی لوگ جسم کے اندر ہی مانتے ہیں۔ مترجم)

۲۶ر گگنیوں کی (یا آسمان کی) گپھا میں برابر رس برس رہا ہے
وہاں بغیر باجے کے جھنکار اٹھتی ہے' وہ دھیان دھرنے پر سنائی دیتی ہے
وہاں تالاب کے بغیر کمل پھولتے ہیں اور ان پر بیٹھ کر ہنس موج کرتے ہیں
بغیر چاند کے روشنی ہوتی ہے اور یہاں وہاں ہر جگہ ہنس نظر آتے ہیں
الکھ پرکھ جس پر مہربان ہوتا ہے اسے دسویں دروازے کی تالی مل جاتی ہے
وہاں بھیانک موت پاس نہیں آتی' شہوت' غصہ' غرور اور لالچ جل جاتے ہیں

کھٹ دل کمل برہم کو واسا ساوتری سنگ سیوا
کھٹ سہسر جنہہ جاپ جپت ہیں اندر سہت سب دیوا
اشٹ کمل جنہہ ہری سنگ لکشمی تیجو سیوک پونا
ششٹ سہسر جنہہ جاپ جپت ہیں ہنگو آوا گونا
دوادس کمل میں شیو کو واسا گرجا شکتی سا رنگ
کھٹ سہسر جنہہ جاپ جپت ہیں گیان سُرت بے پارنگ
کھوڈس کمل میں جیو کو واسا شکتی اودیا جانے
ایک سہس تنہہ جاپ جپت ہیں ایسا بھید بکھانے
بھنور گپھا جنہہ دوئی دل کملا پرم ہنس کر واسا
ایک سہس جا کے جاپ جپت ہیں کرم بھرم کو ناسا
سہس کمل میں جھلمل درسیو آپ ہی بست اپارا
جوت سروت سکل جگ بیاپی اچھے پُرکھ ہے پیارا

چھ پنکھڑیوں کا کمل برہما کا مقام ہے جہاں ساوتری ان کی خدمت میں ہیں
اندر کے ساتھ چھ ہزار دیوتا وہاں جاپ کرتے رہتے ہیں
آٹھ پنکھڑیوں والا کمل وشنو' لکشمی اور ان کے خدمت گزار پون دیو کی جگہ ہے
وہاں چھ ہزار ایسے لوگ جاپ کرتے ہیں جو جنم اور موت کے چکر سے چھوٹ گئے ہیں
بارہ پنکھڑیوں کے کمل میں شیو کا مقام ہے جہاں وہ پاروتی کے ساتھ رہتے ہیں
وہاں چھ ہزار سرت کے ماہر جاپ کرتے ہیں
سولہ پنکھڑیوں کے کمل میں روح کی جگہ ہے وہاں علم باطل کی طاقت حاوی ہے
بھید جاننے والے کہتے ہیں کہ وہاں ایک ہزار لوگ جپ کر رہے ہیں
اندر کی گپھا میں جہاں دو پنکھڑیوں کا کمل ہے پرم ہنس کا مقام ہے
اس کا جاپ جپنے والے ایک ہزار ہیں' وہاں سارے کرم اور بھرم مٹ جاتے ہیں
ہزار پنکھڑیوں کے کمل میں وہ لافانی خود ہی پرنور ہو کر متمکن ہے
وہ سراپا نور ہے' ساری دنیا میں سمایا ہے' پیارا لافانی پُرکھ ہے

مگن گگن کی ترشنا بجھائی کرم بھرم اگھ ویادھ ٹرے
کہے کبیر سنو بھئی سنتو امر ہووہ کبھوں نہ مرے

۲۷۔ موکو کہاں ڈھونڈھے ہو بندے میں تو تیرے پاس میں
نا میں بکری نا میں بھیڑی نا میں چھری گنڈاس میں
نہیں کھال میں نہیں پونچھ میں ناہڈی نا مانس میں
نا میں دیول نا میں مسجد نا کعبے کیلاس میں
نا تو کوئی کریا کرم میں نہیں جوگ بیراگ میں
کھوجی ہووے تُرتے ملهوں پل بھر کی تلاش میں
میں تو رہوں شہر کے باہر میری پوری مواس میں
کہے کبیر سنو بھائی سادھو سب سانسوں کی سانس میں

کئی کئی ٹیگوں کی پیاس وہاں بجھ جاتی ہے، کرم بھرم گناہ تکلیفیں سب مٹ جاتی ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ اے سنتو سنو، وہاں پرسب لافانی ہو جاتے ہیں، کبھی نہیں مرتے

۲۷۔ اے بندے تو مجھے کہاں تلاش کرتا ہے میں تو تیرے پاس ہی ہوں
میں بکری، بھیڑ، چھری یا گنڈاسے میں نہیں ہوں
میں نہ قربانی کی کھال میں ہوں نہ دُم میں نہ ہڈی یا گوشت میں
میں نہ مندر میں ہوں نہ مسجد میں نہ کعبہ میں نہ کیلاش میں ہوں
میں کسی طرح کے کریا کرم کے رسوم میں نہیں ہوں نہ جوگ بیراگ میں ہوں
اگر کوئی واقعی مجھے تلاش کرے تو میں فوراً اُسے پل بھر میں ملوں گا
میں شہر کے باہر قلعے کے اندر رہتا ہو یعنی پوشیدہ ہوں
کبیر کہتے ہیں کہ سادھوؤ سنو، میں سانسوں کی سانس میں رہتا ہوں

کرتا پراپتی سادھن (حصولِ خدا کے ذرائع)

۲۸۔ گیان کا گیند کر سرت کا ڈنڈ دھر کھیل چوگان میدان ماہی
جگت کا بھرمنا چھوڑ دے بالکے آئے جا بھیکھ بھگونت پاہی
بھیکھ بھگونت کی شیش مہما کرے سیس کے سیس پر چرن ڈاہے
کام دل جیت کے کمل دل سودھ کے برہم کو بیدھ کے کرودھ مارے
پدم آسن کرے پون پرچے کرے گگن کے پہل پر مدن جارے
کہت کبیر کوئی سنت جن جوہری کرم کی ریکھ پر میکھ مارے

۲۹۔ دو سر چلے سو بھاؤ سیتی نابھے سے اُلٹا آوتا ہے
بیچ انگلا پنگلا تین ناڑی سکمن سے بجوتن پاوتا ہے
پورک کرے کنبھک کرے ریچک کرے جھر جاوتا ہے
قائم کبیرا یا جھولنا جا دیا بھول کرے پچھتاوتا ہے

۲۸۔ گیان یعنی معرفت کی گیند اور سرت کا بلّا لے کر میدان میں چوگان کھیل
دنیا کا بھٹکاؤ چھوڑ دے، اے بچّے خدا کے ہیولے کے پاس پہنچ
اس ہیولے کی شیش ناگ تعریف کرتے ہیں، شیش ناگ کے سر پر اس کا پاؤں ہے
خواہشات کی فوج جیت کر اندرونی کمل صاف کر کے برہم کے پاس جا کر غصّہ کو ختم کر
پدم آسن پر بیٹھے سانس پر قابو کرے آسمانی تخیل سے شہوت کو ختم کر دے
کبیر کہتے ہیں کہ اگر کوئی سنت ایسا کرے تو نوشتہ تقدیر کو مٹا دے

۲۹۔ انسان کے فطری طور پر دو سُر چلتے ہیں اور وہ ناف سے الٹے یعنی اوپر کو آتے ہیں
درمیان میں انگلا پنگلا سشمنا تین بڑی شریانیں ہیں جو وجود لطیف سے غذا لا کر دیتی ہیں
سانس لینا، روکنا اور نکالنا جسے پورک، کنبھک اور ریچک کہتے ہیں ان سے امرت جھرتا ہے
اے کبیر یہ جھولا یہ آمد و شد متواتر ہوتی ہے، اسے بھولنے پر آدمی پچھتاتا ہے

مول کنول دل چتر بکھانو جاپ کُلنگ لال رنگ مانو
دیو گنیس تنہہ روپا تھا فور دھ سِدھ چنور ڈلارا ہے

سواد چکر کھٹ دل بستارو برہم سُوتری روپ نہارو
الٹ ناگنی کا سر مارو تہاں سشبد اونکارا ہے

نابھی اشٹ کمل دل ساجا سیت سنگھاسن وشنو براجا
جاپ ہرنگ تا سوکھ گاجا لکشمی شیو آدھارا ہے

دواوش کمل ہردے کے ماہیں سنگ گورسیو دھیان لگائی
سوہم شبد تہاں دُھن چھائی گن کر جے جے کارا ہے

دو دل کنول کنٹھ کے ماہی تیہہ مدھ بسے اودیا بائی
ہری ہر برہما چنور ڈلائی شرنگ نام اچارا ہے

تا پر کنج کنول ہے بھائی بگ بھنورا دوئی روپ لکھائی
نج من کرت تہاں ٹھکرائی سو نینن :: پچھوارا ہے

پہلا چار پنکھڑیوں والا کمل دیکھ کر بتاؤ وہاں لال رنگ کا کلنگ جاپ ہوتا ہے
وہاں گنیش دیوتا کا قیام ہے جن کی ردھی سِدھی نامی لونڈیاں چنور ہلاتی ہیں
اس کے بعد عدہ کمل چھ پنکھڑیوں کا ہے جہاں برہما اور ساوتری موجود ہیں
یہیں جب کنڈلنی ناگن کو الٹتے ہیں تو اونکار کی دھن ہوتی ہے
ناف کے مقام پر آٹھ پنکھڑیوں کا کمل ہے جہاں سفید سنگھاسن پر وشنو بیٹھے ہیں
وہاں پہ ہرینگ لفظ کا جاپ ہوتا ہے' وہاں لکشمی ہیں اور شیش ناگ نیچے ہیں
دل کے مقام پر بارہ پنکھڑیوں کا کمل ہے وہاں گوری کے ساتھ شیوجی بیٹھے ہیں
وہاں سوہم کا جاپ ہوتا ہے اور شیوجی کے خدمت گار یعنی گن ان کی جے بولتے ہیں
گلے کے اندر دو پنکھڑیوں کا کمل ہے' وہاں اودیا یعنی مایا رہتی ہے
وشنو شیو اور برہما بھی اس کی خدمت گزاری کرتے ہیں اور شرینگ کا جاپ ہوتا ہے
اس کے اوپر خاکستری رنگ کا کمل ہے جہاں بگلے بھی ہیں اور بھنورے بھی
وہاں پر قادر مطلق کی خواہش راج کرتی ہے' یہ کمل آنکھوں کے پیچھے ہے

۳۰۔ مرشد نینوں بیچ نبی ہے

سیاہ سپید تلوں بیچ تارا اوگت الکھ ربی ہے
آنکھی مدھے پانکھی چمکے پانکھی مدھے دھارا

تیہہ دوارے دوربین لگاوے اُترے بھَوجل پارا
سنّ شہر میں واس ہمارا تنہہ سربنگی جاوے
صاحب کبیر سدا کے سنگی سبد محل لے آوے

۳۱۔ کر نینوں دیدار محل میں پیارا ہے

کام کرودھ مدلوبھ بسارو سیل سنتوکھ چھما ست دھارو
مدیہ مانس متھیا تج ڈارو ہو گیان گھوڑے اسوار بھرم سے نیارا ہے
دھوتی نیتی بستی پاؤ آسن پدم جگت سے لاؤ
کنبھک کر ریچک کرواؤ پہلے بھول سدھار کار یہ ہوسارا ہے

۳۰۔ ہمارا مرشد ہماری آنکھوں میں رہتا ہے' وہ ہمارا نبی ہے
آنکھ کے سیاہ اور سفید تلوں کے درمیان نادیدہ نافہمیدہ خدا ہے
آنکھ کے درمیان پرندہ ہے اور پرندے کے درمیان دھارا
اس کے دروازے پہ دوربین لگا کر دیکھیں تو بحر دنیا کے پار اتر جائیں
ہماری رہائش شونیہ یعنی نفی کے شہر میں ہے وہاں کامل ہی پہنچ سکتا ہے
مالک اور کبیر ہمیشہ کے دوست ہیں' مالک انھیں شبد کے محل میں لے آتے ہیں

۳۱۔ آنکھوں سے دیکھو' محل میں محبوب ہے
شہوت' غصّہ' غرور' لالچ چھوڑو' برداشت' صبر' عفو اور سچائی اپنا
شراب' گوشت' جھوٹ بولنا چھوڑ دو' گیان کے گھوڑے پر بیٹھ کر بھرم سے دور ہو جاؤ
دھوتی نیتی اور بستی کی یوگک کریائیں کرو' ٹھیک ڈھنگ سے پدماسن پہ بیٹھو
سانس اندر روک کر باہر نکالو' تمھارا پہلا کام سابق غلطیوں کو دور کرنا ہے

کنول بھید کیا نروارا یہ سب رچنا پنڈ منجھارا

ست سنگ کر ست گورو سر دھارا وہ ست نام اُچارا ہے

آنکھ کان مکھ بند کراؤ انہد جھنگا شبد سناؤ

دونوں تل اک تار ملاؤ تب دیکھو گلزارا ہے

چند سُور ایکے گھر لاؤ سکھمن سیتی دھیان لگاؤ

تربینی کے سنگھ سماؤ بھور اُتر چل پارا ہے

گھنٹا سنکھ سنو دُھن دوئی سہس کنول دل جگمگ ہوئی

تا مدھ کرتا نرکھوں سوئی بنک نال دھنس پارا ہے

ڈاکن ساکن بہُہ کلکارے جم کنکر دھرم دوت ہنکارے

ست نام سُن بھاگیں سارے ست گورو نام اچارا ہے

گگن منڈل وچ اُردھ مکھ کوئیاں گورو مکھ سادھو بھر بھر پیا

نگُرے پیاس مرے بن کیا جاکے ہیہ اندھیارا ہے

میں نے سارے کملوں کا ذکر کر دیا' یہ ساری صناعی جسم کے اندر ہی ہے

ست سنگ کر کے' ست گورو کو سر جھکا کر اور ست نام کا جاپ کر کے یہ دکھائی دیتی ہے

آنکھ کان اور منہ بند کر کے وہاں عمدہ انہدناد سنو

آنکھ کے دونوں تلوں کو ملاؤ پھر دیکھو کیا بہار ہے

چاند اور سورج یعنی ان دونوں تلوں کو ایک جگہ لا کر سوشمنا ناڑی پر دھیان لگاؤ

تربینی یعنی تینوں ناڑیوں (اڑا' پنگلا' سوشمنا) میں سما جاؤ' صبح پانی سے باہر ہو جاؤ گے

آگے جا کر گھنٹے اور سنکھ کی آوازیں سنائی دیں گی اور ہزار پنکھڑیوں کا کمل چمکتا ہوگا

اس پر قادر دکھائی دیں گے' اس کمل کی ٹیڑھی نال سارے وجود کو پار کر جاتی ہے

اس جگہ ڈاکنی ساکنی نامی چڑیلیں چیختی ہیں' جمدوت بھی خوف دلاتے ہیں

لیکن ست نام سُن کر سبھی بھاگ جاتے ہیں جو ست گورو نے بتایا ہے

سب سے اوپر اوپر کے منہ والی کوئیاں ہیں' جو گورو کے عقیدت مند سادھو ہیں وہ سیر ہو کر پیتے ہیں

لیکن بغیر گورو کیے ہوئے لوگ جن کے دلوں میں اندھیرا ہے پیاسے مرتے ہیں

ترکٹی محل ہیں وِدیا سارا گھن ہر گرجیں بجے نگارا

لال برن سورج اُجیارا چتر کنول منجھار اونکارا ہے

سادھ سوئی جن یہ گڈھ لینا نو دروازے پرگٹ چینہا

دسواں جائے کھول جن دینہا جہاں کلف رہ مارا ہے

آگے سیت سُن ہے بھائی مان سرور پیٹھ انہائی

ہنسن مل ہنسا ہوئے جائی ملے جو امی اہارا ہے

کنگری سارنگ بجیں ستارا اچھر برہم سن دربارا

دوادس بھانُ ہنس اجیارا کھٹ دل کمل منجھار سبد اونکارا ہے

مہا سُن سندھ بِشمی گھاٹی بن ست گورو پاوے نہہ باٹی

بیاگھر سنگھ سرپ بہہ کاٹی سہج اچنت پسارا ہے

آٹھ دل کنول پار برہم بھائی دہنے دوادس اچنت رہائی

بائیں دس دل سہج سمائی یوں کنولن نروارا ہے

ترکٹی یعنی بھوؤں کے درمیان ودیا کا راج ہے وہاں نقارے کی طرح بادل گرجتے ہیں

وہاں سرخ رنگ کا سورج ہے اور چار پنکھڑیوں کے کمل پر اونکار ہیں

وہی سادھو ہیں جنھوں نے قلعہ فتح کیا' جسم کے نو دروازے تو صاف پہچانے جاتے ہیں

دسویں پر قفل پڑا ہے لیکن کھولنے والے اسے بھی کھول دیتے ہیں

اس کے آگے نفی کی دنیا ہے وہاں مان سرودر میں نہایا جاتا ہے

وہاں جب امرت کی غذا ملتی ہے تو یوگی ہنسوں میں مل کر خود ہنس ہو جاتا ہے

وہاں چھوٹی بڑی سارنگیاں اور ستار بجتے ہیں اور عالم نفی میں اکشر برہم کا دربار ہے

بارہ سورجوں جیسی صاف روشنی ہے اور چھ پنکھڑیوں کے کمل کے درمیان اونکار ہے

مہا شونیہ سے ملانے والی مشکل وادی ہے جہاں ست گورو کے بغیر پہنچنا ناممکن ہے

وہاں شیر' باگھ' سانپ وغیرہ کاٹتے ہیں اور سہج نافہمیدہ وجود پھیلا ہوا ہے

اے بھائی آٹھ پنکھڑیوں کے کمل کے پار داہنے ہاتھ پر بارہ دلوں کے اچنت رہتے ہیں

بائیں دس دلوں کے سہج ہیں۔ اس طرح کنولوں کی تنظیم ہوئی ہے

پانچ برہم پانچوں انڈ بینا پانچ برہم نہ اچھر چینہا
چار مقام گپت تنہہ کینہا جا مدھ بندی وان پرکھ دربارا ہے
دو پربت کے سنگھو نہارو بھنور گپھا میں سنت پکارو
ہنسا کرتے کیل نہارو تہاں گورون دربارا ہے
سہس اٹھاسی دیپ رچائے ہیرے پنے محل جڑائے
مرلی بجت اکھنڈ صدائے تنہہ سوہم جھنکارا ہے
سوہم حد تجی تب بھائی ست لوک کی حد پُنِ آئی
اُٹھت سگندھ مہا ادھیکائی جا کو وار نہ پارا ہے
کھوڑس بھان ہنس کو روپا بینا ست دھن بجے انوپا
ہنسا کرے چنور سر بھوپا ست پُرکھ دربارا ہے
کوٹن بھان اُدے جو ہوئی ایتے ہی پُنِ چندر لکھوئی
پُرکھ روم سن ایک نہ ہوئی ایسا پُرکھ دیدارا ہے

پانچ برہموں نے پانچ انڈے یعنی دنیائیں بنائیں اور اکشر کے آگے نراکشر کو پہچانا
چار مقام پوشیدہ کر دیے جہاں پرم پرکھ کے دربار کا دربان رہتا ہے
دو پہاڑوں کے درمیان دیکھو بھنور جیسی گپھا میں آواز لگاؤ
وہاں ہنس اٹھکیلیاں کرتے ہیں اور وہاں گوروؤں کا دربار ہے
وہاں اٹھاسی ہزار چراغ روشن ہیں ہیرے پنوں سے جڑے محل ہیں
وہاں لگاتار مرلی بجنے کی صدا آتی ہے اور سوہم کی جھنکار اٹھتی ہے
سوہم کی حد جب چھوڑی تو ست لوک کی حد آ گئی
وہیں سے بہت زیادہ خوشبو آنے لگی جس کی کوئی حد ہی نہیں معلوم ہوتی
وہاں سولہ سورج ہنس کی طرح ہیں اور ستیہ یعنی حقیقت کی دُھن بینا سے نکلتی ہے
ہنس وہاں بادشاہ کے سر پر چنور ہلاتے ہیں' وہ ست پرکھ کا دربار ہے
اگر کروڑوں سورج جمع ہوں اور اتنے ہی چاند دکھائی دیں
پھر بھی اس پرکھ کے ایک روئیں کے برابر نہ ہوں' وہ ایسا دیدنی پرکھ ہے

آگے الکھ لوک ہے بھائی الکھ پرکھ کی تنہہ ٹھکرائی
ارب سور روم سم ناہیں ایسا الکھ نہارا ہے
تا پر اگم محل اک ساجا اگم پرکھ تا ہی کو راجا
کھرب سور روم اک لاجا ایسا اگم اپارا ہے
تا پر اکہہ لوک ہے بھائی پُرکھ انامی تہاں رہائی
جو پہنچا جانے گا واہی کہن سنن سے نیارا ہے
کایا بھید کیا نروارا یہ سب رچنا پنڈ منجھارا
مایا اوگت جال پسارا سو کاری گر بھارا ہے
آدی مایا کینہی چترائی جھوٹھی بازی پنڈ دکھائی
اوگت رچن رچی انڈ ماہی تا کا پرت بمب ڈارا ہے
سبد بہنگم چال ہماری یہ کبیر ست گورو دئی تاری
کھلے کپاٹ شبد جھنکاری پند انڈ کے پار سو دیس ہمارا ہے

اس کے آگے الکھ لوک ہے جہاں الکھ پرکھ کا راج ہے
وہ الکھ پرکھ ایسا دکھائی دیتا ہے جس کے ایک روئیں کی برابری اربوں سورج نہ کر سکیں
اس کے اوپر اگم کا محل سجا ہے جس کا بادشاہ اگم پرکھ ہے
ایسا لا محدود اگم ہے جس کے ایک روئیں کی برابری کھربوں سورج نہ کر سکیں
اے بھائی اس کے اوپر اکہہ لوک ہے جہاں اکہہ پرکھ رہتا ہے
اسے وہی سمجھ سکتا ہے جو وہاں پہنچا ہے' وہ کہنے سننے کی حد سے باہر ہے
جسم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ سب صناعی جسم ہی میں ہے
لیکن جس بعید از فہم کی مایا نے جال پھیلایا ہے وہ زبردست جادوگر ہے
ازلی مایا نے یہ چالاکی کی کہ ہمیں جھوٹا جسم دکھایا ہے
اوگت یعنی بعید از فہم خدا نے انڈے میں جو بنایا ہے اس کا یہ محض عکس ہے
ہماری چال شبد کے پرندے کی سی ہے جسے اے کبیر' ست گورو نے تالی بجا کر اڑایا ہے
شبد کی گونج سے دروازے کھل گئے اور جسم کے انڈے کے باہر جو مقام دکھائی دیا وہ ہمارا ہے

۳۲. کرنینوں دیدار پنڈ سے نیارا ہے۔ ہردے سوچ بچار سو انڈ منجھارا ہے
چوری جاری نندا چارو متھیا تج ست گورو سر دھارو
ست سنگ کر ست نام اچارو سنمکھ ہو دیدارا ہے
جو جن ایسی کری کمائی تنکی جگ پھیلی روشنائی
اشٹ پرمان جگہہ سکھ پائی دیکھا انڈ منجھارا ہے
سوئی انڈ کو اوگت رائی اکہہ امرپور نقل بنائی
شدھ برہم حد تنہہ ٹھہرائی نام انامی دھارا ہے
ستویں سُن انڈ کے ماہی جھلملے کی نقل بنائی
مہاکال تنہہ آن رہائی اگم پُرکھ اُچارا ہے
چھٹویں سُن جو انڈ منجھارا اگم محل کی نقل سدھارا
نرگن کال تہاں یہ دھارا الکھ پُرکھ کہہ نیارا ہے
پنچم سن انڈ کے ماہی پد نروان کی نقل بنائی
مایا سہت نرنجن رائی ست پُرکھ دیدارا ہے

---

۳۲. آنکھوں سے دیدار کرے، وہ جسم سے علاحدہ ہے اور دل میں غور کر کہ وہ انڈے کے اندر ہے
چوری، زنا، غیبت، اور جھوٹ ان چاروں کو چھوڑ کر ست گورو کو سر پہ بٹھاؤ
ست سنگ کر ست کا نام لو اور سامنے ہی اللہ کا دیدار کرو
جن لوگوں نے ایسی کمائی کی ہے ان کی دنیا میں شہرت ہوئی ہے
آٹھوں مقاموں کو انھوں نے آسانی سے پار کر کے اسے انڈے کے درمیان دیکھا ہے
اس انڈے میں اوگت بادشاہ نے اکہہ امرپور کی نقل پیدا کی
وہاں شدھ برہم کی حد مقرر کی اور اس کا نام انامی رکھا
انڈے کے ساتویں شونیہ کے درمیان جھلمل دنیا کی نقل بنائی
وہاں مہاکال کا مقام ہوا اسے اگم پرکھ کہا گیا
چھٹی شونیہ جو انڈے میں ہے اس میں اگم محل کی نقل بنائی گئی
نرگن کال وہاں قائم کیا گیا اور اسے نیارا الکھ پرکھ بتایا گیا
انڈے کی پانچویں شونیہ میں نروان پد کی نقل بنائی گئی
وہاں نرنجن اپنی مایا کے ساتھ دیدار دیتے ہیں

چوتھی سن انڈ کے ماہی پد نروان کی نقل بنائی
اوگت کلا ہوئے ست گورو آئی سو سوہم یہ سارا ہے
تیجی سُن کی سنو بڑائی ایک سن کے دوئے بنائی
اوپر مہا سن اودھکائی نیچے سُن پسارا ہے
ساتویں سن مہاکال رہائی تاسُ کلا مہاسن رہائی
پار برہم کرتا ہیو تا ہی سو نہ اچھر سارا ہے
چھٹویں سُن جو نرگن رائی تاسُ کلا آسن سمائی
اچھر برہم کہیں ہن تا ہی سوئی سبد رنکارا ہے
پنچم سن نرنجن رائی تا سو کلا دوتی سُن چھائی
پرکھ پرکیرت پدوی پائی سرگن شدھ پسارا ہے
پرکھ پرکرت دوجی سُن ماہی تاس کلا پرتھم سُن آئی
جوت نرنجن نام دھرائی سرگن تھول پسارا ہے

چوتھی شونیہ جو انڈے میں ہے اس میں نروان پد کی نقل بنائی گئی ہے
وہاں ست گورو اوگت کا وصف لے کر آئے اور سوہم کی اصلیت واضح کی
تیسرے شونیہ کی تعریف سنو، ایک شونیہ کے دو حصے کیے گئے ہیں
اوپر مہا شونیہ کا پھیلاؤ ہے اور نیچے شونیہ کا
جو مہاکال ساتویں شونیہ میں رہتے ہیں ان کی کلا مہا شونیہ میں رہتی ہے
اسے پار برہم نام دے کر قائم کیا گیا ہے، یہی نہ اچھر کی اصلیت ہے
جو نرگن برہم چھٹے شونیہ میں رہتے ہیں ان کی کلا شونیہ یعنی تیسرے شونیہ کے نچلے حصے میں ہے
اسے اکشر برہم کہتے ہیں اور ررنکار شبد بھی اسے ہی کہتے ہیں
پانچویں شونیہ میں جو نرنجن ہیں ان کی کلا دوسرے شونیہ میں آئی ہے
اسے پرکھ پرکرتی کا نام دیا گیا ہے اور وہ خالص سگن یعنی باوصف خدا ہے
جو پرکھ پرکرتی دوسرے شونیہ میں ہے اس کی کلا پہلے شونیہ میں آئی ہے
اس کا نام نرنجن جیوتی رکھا گیا ہے اور وہ استھول سگن یعنی ظاہر اوصاف کی حامل ہے

پرتھم سُنّ جو جوت رہائی تاکی کلا اودیا بائی
پترن سنگ پتری اُپجائی سندھ برلٹ پسارا ہے
ستویں اکاس اُتر جن آئی برہما وشنو ساددہ جگائی
پُترن سنگ پتری پرنائی سرنگ نام اچارا ہے
چھٹے اکاس شیواوگت بھونر اگنگ گور ردھ کرتیں چورا
رگری کیلاش گن کرتے سورا تہنہ سوہم ہرمورا ہے
پنچم اکاس میں وشنو براجے چھمی سہت سنگھاسن ساجے
ہر رنگ بیکنٹھ بھلت سما. جے بھکتن کا رج سارا ہے
چوتھ اکاس برہم بستارا ساوتری سنگ کرت وہارا
برہم پردھ میں اوم پد سارا یہ جگ سرجن ہارا ہے
تسرا اکاس رہے دھرم رائی نرک سورگ جنہہ لینہہ بنائی
کرمن پھل جیون بھگتائی ایسا عدل پسارا ہے

پہلے شونیہ میں جو ضیا ہے اس کی کلا اودیا یعنی علم باطل ہے
اس نے بیٹوں کے ساتھ بیٹیاں بھی پیدا کیں اور بڑا سمندر پھیلایا
پھر وہ ساتویں آکاش پر اتر آئی اور سمادھی سے برہما وشنو اور شیو کو جگایا
بیٹوں کے ساتھ بیٹیاں بیاہ دیں اور اس جگہ شرنگ نام کا منتر دیا
چھٹے آکاش پر اوگت یعنی نا فہمیدہ خدا کے عاشق شیو ہیں جن کی خدمت پاروتی، گنگا اور ردھی کرتے ہیں
اور کیلاش پربت پر شیو کے گن شور کرتے ہیں وہاں سوہم کا جاپ ہوتا ہے
پانچویں آکاش میں وشنو ہیں جو لکشمی کے ساتھ سنگھاسن پر بیٹھے ہیں
وہاں بیکنٹھ لوک ہے جہاں بھکتوں کا اجتماع ہے اور ہر رنگ کا جاپ ہوتا ہے
چوتھے آکاش میں برہما ہیں جو ساوتری کے ساتھ موج کرتے ہیں
برہما کی جگہ اوم شبد کا پھیلاؤ ہے، اس سے برہما نے دنیا پیدا کی ہے
تیسرے آکاش پر دھرم راج رہتے ہیں جنھوں نے نرک اور سورگ بنائے ہیں
زندگی میں کیے ہوئے کاموں کا نتیجہ دینے کا انصاف کا کام ان کا ہے

دسرا اکاس میں اندر رہائی دیو منی واسا تہنہ پائی
رمبھا کرتی نرت سدائی کلنگ شبد اچارا ہے
پرتھم اکاس مرتیو ہے لوکا جنم مرن کا جنہہ نت دھوکا
سو سنتا پہنچے ست لوکا ست گورو نام اچارا ہے
چودہ طبق کیا نروارا اب نیچے کا سنو بچارا
سات طبق میں چھ رکھوارا بھن بھن سنو پسارا ہے
سیس دھول باراہ کہائی مین کچھ اور کرم رہائی
سو چھ رہے سات کے ماہی یہ پاتال پسارا ہے

رام نام مہما (رام نام کی اہمیت)

۳۳ رام کے نام تے پنڈ برہمنڈ سب رام کا نام سن بھرم مانی
نرگن نرنکار کے پار برہم ہے تاس کو نام ررنکار جانی

دوسرے آکاش میں اندر رہتے ہیں ان کے ساتھ دیوتا اور منی رہتے ہیں
وہاں ہمیشہ رمبھا کا ناچ ہوتا ہے اور وہاں کلینگ کا جاپ ہوتا ہے
پہلا آکاش مرت لوک یعنی دنیا ہے جہاں ہمیشہ زندگی موت کا دھوکا رہتا ہے
یہاں کے جن سنتوں نے ست گورو کا نام لیا وہ ست لوک جا پہنچے
ان چودہ طبقوں کا حال بتایا اب نیچے کا حال سنو
نیچے کے سات طبقوں میں چھ پہرے دار ہیں ان کے الگ الگ نام سنو
شیش ناگ، دھول، واراہ یعنی خوک، مچھلی، کچھوا، بڑا کچھوا
یہ چھ پاتال کے سات طبقوں میں رہتے ہیں

---

۳۳. ساری دنیا ساری زمین رام کے نام سے ہے، اے گمراہ مغرور رام کا نام سن
نرگن نرنکار سے بھی آگے جو برہم ہے اس کا نام ررنکار ہے

وشنو پوجا کرے دھیان شنکر دھرے منہہ سو برنج بہہ بیدھ بانی
کہے کبیر کوئی پار پاوے نہیں رام کو نام ہے اکہ کہانی

---

۳۴. رسنا رام گن رم رم پیجے ۔ گناتیت نرمولک لیجے
نرگن برہم جپو رے بھائی ۔ جہہ سمرت سدھ بدھ سب پائی
بکھ تج رام نہ جپس ابھاگے ۔ کا بوڑے لالچ کے آگے
تے سب ترے رام رس سوادی ۔ کہہ کبیر بوڑے بکوادی

---

۳۵. من رے جب تے رام کہیو رے ۔ پھر کہبے کو کچھ نہ رہیو رے
کا جوگ جگ جپ دانار ۔ جو تیں رام نام نہ جانا
کام کرودھ دوؤ مارے ۔ گورو پرساد سب تارے
کہہ کبیر بھرم ناشی ۔ رام ملے اوناشی

اس کی وشنو پوجا کرتے ہیں شیوجی اس کا دھیان دھرتے ہیں اور برہما طرح طرح حمد وثنا کرتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ کسی نے اس کا پار نہیں پایا، رام کا نام بیان نہیں کیا جا سکتا

---

۳۴. اے زبان، تو رام کا رس پی ۔ اور ماورائے اوصاف قائم بخود خدا کو سمجھ
غیر اوصاف برہم کا اے بھائی جپ کرو ۔ جسے یاد کرنے سے عقل وفہم ملتی ہے
اے بدبخت تو نے زہر چھوڑ کر رام نام نہ جپا ۔ تو لالچ کی وجہ سے عرقاب ہو گیا
جو رام نام کے شوقین تھے ان کی ناؤ پار ہو گئی ۔ کبیر کہتے ہیں کہ بکواس کرنے والے ڈوب گئے

---

۳۵. اے میرے دل جب سے میں نے رام نام کہا ہے ۔ پھر اور کچھ کہنے کو نہیں رہا ہے
یوگ، یگیہ، جپ اور خیرات بے کار ہیں، اگر تو نے رام نام نہیں جانا
شہوت اور غصہ دونوں ختم کرو تو گورو کی مہربانی سے پار ہو گے
کبیر کہتے ہیں کہ تذبذب چھوڑو تو لافانی رام ملیں گے

۳۶. رام کا نام سنسار میں سار ہے ۔ رام کا نام امرت بانی
رام کے نام نے کوٹ پاتک ٹرے ۔ رام کا نام بسواس مانی
رام کا نام لے سادھو سمرن کرے ۔ رام کا نام لے بھگتی ٹھانی
رام کا نام لے سور سنگھ لرے ۔ پیٹھ سنگرام میں میدھ ٹھانی
رام کا نام لے ناری ستی بھئی ۔ کھمبہ بن کنت سنگ جر اڑانی
رام کا نام لے تیرتھ سب بھرمیا ۔ کرت اسنان جھکور پانی
رام کا نام لے مورتی پوجا کرے ۔ رام کا نام لے دیت دانی
رام کا نام لے بیر بچھک بنے ۔ رام کا نام در لبھ جانی
رام کا نام چو بید کا مول ہے ۔ نگم نچوڑ کر تتو چھانی
رام کا نام کھٹ شاستر متھیے ۔ چلی کھٹ درشنوں میں کہانی
رام کا نام اگادھ لیلا بڑی ۔ کھوجت کھوج نہہ پار مانی
رام کا نام لے وشنو سمرن کرے ۔ رام کا نام شیو یوگ دھیانی

---

۳۶. دنیا میں اصل بات رام کا نام ہے ۔ رام کا نام ہی امرت کی باتیں ہیں
رام کے نام سے کروڑوں گناہ ختم ہو جاتے ہیں ۔ رام کا نام یقین کے قابل ہے
رام کا نام لے کر سادھو خدا کی یاد کرتا ہے ۔ رام کا نام لے کر بھکت بھگتی میں جٹتا ہے
رام کا نام لے کر بہادر سامنے لڑتا ہے ۔ جنگ میں گھس کر اس میں حصہ لیتا ہے
رام کا نام لے کر عورت ستی ہوتی ہے ۔ خاوند کے ساتھ جل کر راکھ ہو کر اڑتی ہے
رام کا نام لے کر سب یاتری تیرتھوں کو جاتے ہیں ۔ اور پانی اچھال اچھال کر اشنان کرتے ہیں
رام کا نام لے کر پجاری مورتی کی پوجا کرتا ہے ۔ رام کا نام لے کر سخی خیرات کرتا ہے
رام کا نام لے کر برہمن گداگری کرتا ہے ۔ سمجھو کہ رام کا نام پانا محال ہے
رام کا نام چاروں ویدوں کی جڑ ہے ۔ ویدوں کو نچوڑ کر یہی اصلیت نکلتی ہے
چھ شاستروں کو متھ کر رام کا نام ہی نکلا ۔ اور چھ درشنوں میں بھی وہی کہانی ہے
رام کے نام کی لیلا اپار ہے ۔ کھوجنے والوں نے ہار نہیں مانی لیکن اسے کھوج بھی نہ سکے
رام کا نام لے کر وشنو سمرن کرتے ہیں اور رام کا نام شیوجی دھیان میں دھرتے ہیں

رام کا نام لے سِدھ سادھک بنے — سبھو سنکادِ نارد گیانی
رام کا نام لے دُرشت ہی رام چند — بھئے باسسٹ گرو منتر دانی
کہاں لوں کہوں اگھاد لیلا رچی — رام کا نام کا ہو نہ جانی
رام کا نام لے کرشن گیتا کہتی — باندھیا سیت تب مرم جانی
ہے پرم جوت اور گن نراکار ہے — تاسُ کو نام نرنکار مانی
روپ بن ریکھ بن نگم استتی کریں — ستّ کی رائی انکتھ کہانی
وشنو سمرن کرے جوگ شیو جیہ دھرے — بھئے سب برہم ویدانت گایا
برہم سنکادِ کوئی پار پاوے نہیں — تاسُ کا نام کہہ رام گیایا
کہیں کبیر وہ شخص تحقیق کر — رام کا نام جو ہر تھی لایا

---

۳۶. نام امل نا اُترے بھائی

اور امل چھِن چھِن چڑھ اتریں نام امل دن بڑھے سوائی

سادھنا کرنے والے رام کا نام لے کر سدھ یعنی کامل بنے۔ جن میں سَنک وغیرہ اور گیانی نارد ہیں
رام چندر جی نے بھی رام کے نام سے نظر پائی اور گورو وششٹ نے انھیں گیان دیا
کہاں تک بتاؤں لامحدود لیلا رچی ہے۔ رام نام کی اصلیت کو کوئی نہ سمجھا
رام کا نام لے کر کرشن نے گیتا گائی۔ جب ان سب پر پل بناؤ یعنی ان کا تعلق سمجھو تو اصل رمز پاؤ گے
وہ ضیائے مطلق ہے اور نراکار یعنی لاجسم ہے۔ اسی لیے اسے نرنکار نام سے جانا جاتا ہے
اس کی نہ کوئی شکل ہے نہ خاکہ، وید اس کی توصیف کرتے ہیں۔ حقیقت کے مالک کی کہانی بیان سے باہر ہے
جس کا وشنو سمرن کرتے ہیں اور شیو جی دھیان دھرتے ہیں۔ برہمانے ویدانت میں اس کی ثنا گائی ہے
لیکن برہما اور ان کے بیٹے سَنک وغیرہ بھی جسے سمجھ نہ سکے۔ اسی کو رام کے نام سے جتایا گیا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ تحقیق کر کے اس شخص کا نام بتاؤ جو رام کا نام زمین پر لایا

---

۳۷. رام کا نشہ نہیں اترتا

دوسرے نشے لمحہ لمحہ چڑھتے اترتے ہیں نام کا نشہ روزانہ سوایا ہوجاتا ہے

دیکھت چڑھے سُنت ہیہ لاگے سُرت کیے تن دیت گھمائی
پیئت پیالہ بھئے متوالا پایو نام مٹی دو چتائی
جو جن نام امل رس چاکھا تر گئی گنکا سدن قصائی
کہہ کبیر گونگے گڑ کھایا بن رسنا کا کرے بڑائی

شبد مہما (شبد کی عظمت)

۳۸. سادھو شبد سادھنا کیجے

جاس شبد تے پرگٹ بھئے سب شبد سوئی گہہ لیجے
شبد گورو شبد سن سکھ بھئے شبد سو برلا بوجھے
سائیں شِشیہ اور گورو مہاتم جیہ انترگت سوجھے
شبدے بید پران کہت ہے شبدے سب ٹھہراوے
شبدے سُر مُن سنت کہت ہیں شبد بھید نہ پاوے

یہ دیکھتے ہی چڑھ جاتا ہے اور سنتے ہی اثر کرتا ہے اور دھیان دینے پر تو جسم کو گھما ہی دیتا ہے
یہ پیالہ پی کر آدمی متوالا ہوجاتا ہے، جب نام مل جاتا ہے تو تذبذب نہیں رہتا
جن لوگوں نے نام کے نشے کا مزہ لیا ہے ان میں زن بازاری اور سدنا قصائی جیسے لوگ بھی پار ہوگئے
کبیر کہتے ہیں کہ نام ایسا ہے جیسے گونگے نے گڑ کھایا ہو، جب زبان ہی نہیں ہے تو تعریف کیا کرے

---

۳۹. اے سنتو شبد کی ریاضت کرو

جس شبد سے سب کچھ پیدا ہوا ہے اسی شبد کو پکڑو
شبد ہی گورو ہے، شبد سن کر ہی مرید بنا۔ شبد کو کوئی کوئی ہی سمجھ پاتا ہے
جس کے دل میں خدا، گورو اور مرید کی اہمیت غیر مشکوک ہوتی ہے
ویدوں اور پرانوں میں شبد کی عظمت کہی گئی ہے اور شبد ہی پر سب کا انحصار ہے
دیوتا، مُنی اور سنت لوگ بھی شبد کی بات کرتے ہیں لیکن شبد کا راز کسی نے نہیں سمجھا

شبدے سُن سُن بھیکھ دھرت ہیں شبد کہے انوراگی
کھٹ درشن سب شبد کہت ہیں شبد کہے بیراگی
شبدے مایا جگ اُتپانی شبدے کیہ پسارا
کہہ کبیر جہہ شبد ہوت ہے تون بھید ہے نیارا

۳۵۔ سادھو شبد سبن سے نیارا جانے گا کوئی جانن ہارا
جوگی جتی تپی سنیاسی انگ لگاوے چھارا
مول منتر ست گورو دایا بن کیسے اترے پارا
جوگ جگ برت نیم سادھنا کرم دھرم بیو پارا
سو تو مکتی سبن سے نیاری کس چھوٹے جم دوارا
نگم نیت جاکے گن گاویں شنکر جوگ ادھارا
دھیان دھرت جہہ برہما وشنو سو پربھو اگم اپارا

شبد کو سن کر ہی یوگی اپنا بھیس بناتے ہیں، خدا کا عاشق بھی شبد کہتا ہے
چھ درشنوں میں بھی شبد کو مانا گیا ہے اور تارک نفس بھی شبد کہتے ہیں
مایا نے شبد ہی سے دنیا کی تخلیق کی ہے، سب شبد ہی کا پھیلاؤ ہے
کبیر کہتے ہیں کہ جہاں شبد کی رہائش ہے وہاں کے اسرار علاحدہ ہی ہیں

۳۵۔ اے سادھو، شبد سب سے نرالا ہے، اس بات کو کوئی جاننے والا ہی جانے گا
یوگی، سدھ، تپسی، سنیاسی اور بھبھوت لگانے والے
اگر ان پر ست گورو کی مہربانی کا اصلی منتر نہیں ہے تو یہ پار کیسے اتریں گے
یوگ، یگیہ، برت، قواعد دینی، ریاضت، دھرم کرم کے دھندھے
مکتی تو ان سب سے علاحدہ ہے۔ ایسے آدمی جم راج کے یہاں نہیں چھوٹیں گے
وید، ویدانت جس کی توصیف کرتے اور مہادیو جس کا یوگ کرتے ہیں
برہما اور وشنو جس کا دھیان دھرتے ہیں وہ مالک ناقابل فہم اور لامحدود ہے

لگا رہے چرنن ست گورو کے چند چکور کی دھارا
کہیں کبیر سنو بھئی سادھو نکھ شکھ شبد ہمارا

۴۰۔ شبد کو کھوج لے شبد کو بوجھ لے شبد ہی شبد تو چلو بھائی
شبد آکاش ہے شبد پاتال ہے شبد تے پنڈ برہمنڈ چھائی
شبد بنا ہے شبد سرون ہے شبد کے خیال مورت بنائی
شبد ہی وید ہے شبد ہی ناد ہے شبد ہی شاستر بہہ بھانت گائی
شبد ہی ینتر ہے شبد ہی منتر ہے شبد ہی گورو سکھ کو سنائی
شبد ہی تتو ہے شبد نہ تتو ہے شبد آکار نراکار بھائی
شبد ہی پُرکھ ہے شبد ہی نار ہے شبد ہی تین دیوا کتھائی
شبد ہی درشٹ ان درشٹ اونکار ہے شبد ہی سکل برہمنڈ جائی
کہیں کبیر تے شبد کو پرکھ لے شبد ہی آپ کرتار بھائی

ست گورو کے قدموں میں ایسا لگا رہنا چاہیئے جیسے چکور چاند میں رما رہتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سنتو سنو ہمارا سراپا تو شبد ہی ہے

۴۰۔ شبد کو کھوج لے، شبد کو سمجھ لے اور اے بھائی تو شبد ہی کے سہارے چل
شبد آسمان ہے شبد تحت الثریٰ ہے شبد ہی زمین اور ساری دنیا ہے
زبان میں شبد رہتا ہے کان میں شبد رہتا ہے اور شبد ہی نے اپنے خیال سے ہر چیز پیدا کی ہے
شبد ہی وید ہے، شبد ہی اندرونی آہنگ ہے، شاستروں نے شبد ہی طرح طرح گایا ہے
جنتر منتر سب شبد ہی ہے، گورو نے مرید کو شبد ہی دیا ہے
شبد ہی عنصر ہے شبد ہی بے عنصری ہے شبد ہی باجسم اور بے جسم خدا ہے
شبد ہی مرد ہے شبد ہی عورت شبد ہی بڑے دیوتا برہما وشنو مہیش ہے
شبد ہی دیکھا ہوا جہان ہے شبد ہی اَن دیکھا اونکار شبد ہی سے ساری دنیا بنی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ شبد کو سمجھ لو، اے بھائی شبد ہی قادر مطلق ہے

مایا پرپنچ (مایا کی شرارت)

۴۱۔ رام تیری مایا دند مچاوے

گتی متی واکی سمجھ پرے نہہ سُر نر مُنہہ نچاوے

کا سیمر کے ساکھ بڑھے یہ پھول انوپم بانی

کیتک چاتک لاگ رہے ہیں چاکھت ہوا اُڑانی

کہا کھجور بڑائی تیری پھل کوئی نہہ پاوے

گریشم رت جب آئے تُلانی چھایا کام نہ آوے

اپنا چتُر اور کو سکھوے کامنی کنک سیانی

کہے کبیر سنو ہو سنتو رام چرن رتی مانی

۴۲۔ مایا مہا ٹھگن ہم جانی

ترگن پھانس لیے کر ڈولے بولے مدھوری بانی

۴۱۔ اے رام تیری مایا بڑی شرارت کر رہی ہے

اس کی چال ڈھال سمجھ میں نہیں آتی ، وہ دیوتا ، انسان ، منی لوگوں سب کو نچا رہی ہے

سیمل کی شاخ پہ ان خوبصورت پھولوں یا پھلوں کی کیا حقیقت ہے

بہت سے پپیہے پھلوں کے انتظار میں ہیں لیکن وہ چکھتے ہی پھٹ جاتے ہیں اور ان کی روئی ہوا میں اُڑجاتی ہے

اے کھجور تیرے بڑے ہونے سے کیا حاصل ، تیرا پھل تو کوئی پاتا نہیں

اور جب گرمی کا موسم آ پہنچتا ہے تو تیرا سایہ بھی کام نہیں آتا

خود تو حقیقت سمجھتی ہے دوسروں کو زن اور زر کے چکّر میں ڈالتی ہے

کبیر کہتے ہیں اے سنتو سنو ، رام کے قدموں میں جانے ہی میں عزت ہے

۴۲۔ ہم جانتے ہیں کہ مایا زبردست ٹھگنی ہے

اس نے ترگن کو پھانس کر اپنے ہاتھ میں کر لیا اور میٹھی باتیں کرتی پھرتی ہے

کیشو کے کملا ہوئے بیٹھی شیو کے بھون بھوانی

پنڈا میں کے رت ہوئے بیٹھی تیرتھ میں بھئی پانی

یوگی کے یوگنی ہوئے بیٹھی راجا کے بھئی رانی

کاہو کے ہیرا ہوئے بیٹھی کاہو کے کوڑی کانی

بھکتن کے بھکتنی ہوئے بیٹھی برہما کے برہمانی

کہے کبیر سنو ہو سنتو یہ سب اکتھ کہانی

۴۳۔ سب ہی مدماتے کوؤ نہ جاگ ۔ سنگھ ہی چور گھر موسن لاگ

یوگی مدماتے یوگ دھیان ۔ پنڈت مدماتے پڑھ پُران

تپسی مدماتے تپ کے بھیو سنیاسی مد ماتے کر ہیو

مولنا مدماتے پڑھ مصاحف قاضی مدماتے کے انصاف

شکدیو مَتے اُودھو اکور ہنومت مدماتے لنگور

وہ وشنو کے گھر میں لکشمی ہو کر بیٹھی ہے اور شیو کے گھر بھوانی دُرگا بن کر

جسم کے اندر شہوت کی خواہش بن گئی اور تیرتھوں میں پانی

یوگی کے گھر یوگنی ہو کر بیٹھی ہے اور راجا کے گھر رانی ہو کر

کسی کے گھر میں وہ ہیرا بن کر بیٹھ گئی کسی کے یہاں کانی کوڑی بن کر

بھکتوں کے گھر بھکتنی ہو کر بیٹھی اور برہما کے گھر میں برہمانی بن کر

کبیر کہتے ہیں کہ سنو سنتو ، یہ کہانی کہی نہیں جا سکتی

۴۳۔ سب مست پڑے ہیں کوئی جاگتا نہیں ہے ۔ چور ساتھ لگا ہے جو گھر لوٹ رہا ہے

یوگی لوگ یوگ دھیان میں مست ہیں ۔ پنڈت پُران پڑھ کر متوالے ہیں

تپسوی اپنی ریاضت میں پھولے ہیں ۔ سنیاسی اپنے ہی غرور میں ڈوبے ہیں

مولانا قرآن خوانی کر کے مست ہیں ۔ قاضی لوگ انصاف کے غرور میں ہیں

اودھو اور اکرور کی کہانی کہہ کر شکدیو مست ہیں ۔ ہنومان جی اپنی دم کی مستی میں ہیں

سنسار میو مایا کے دھار ۔ راجا مدماتے کہہ ہنکار
شیوَمات رہے ہری چرن سیو ۔ کل ماتے نا ماجے دیو
وہ ستیہ ستیہ کہہ سمرت وید ۔ جس راون مارے گھر کے بھید
ایہہ چنچل من کے ادھم کام ۔ کہہ کبیر بھج رام نام

۴۴۔ آندھر گشٹی سرشٹ بھے بَوری ۔ تین لوک میں لاگ ٹھگوری
برہمہ ٹھگیو نام سنگھاری ۔ دیون سہت ٹھگیو ترپراری
راج ٹھگوری بشنوہ پوری چودہ بھون کیر چودھری
آدِ انت جیہہ ساہ نہ جانی تیہہ کے ڈر تم کاہے مانی
او اُتنگ تم جات پتنگا یم گھر کیہہ جیو کے سنگا
نیم کیٹ جس نیم پیارا بکھ کو امرت کہیں گنوارا
بکھ کے سنگ کون گن ہوئی کنچت لابھ مول کو کھوئی

مایا کے جال میں پھنس کر ساری دنیا ہوش گنوا بیٹھی۔ راجا لوگ غرور کے ماتے ہیں
وشنو کی خدمت کرکے شیو بھی بے خبر ہو گئے۔ کلجگ میں نام دیو اور جے دیو بھی مست ہی رہے
اسمرتیاں اور وید ستیہ ستیہ کہتے رہے اور گمراہ کرتے رہے جیسے راون کو گھر کے بھیدی نے مار دیا
یہ اس غیر مستقل نفس کے ارذل کام ہیں۔ کبیر کہتے ہیں کہ رام نام کا ورد کرو

۴۴۔ لوگوں کا اجتماع اندھا ہے اور ساری دنیا باولی ہے۔ تینوں لوکوں میں ٹھگی ہو رہی ہے
مایا نے نام کی مالا گوندھ کر برہم کو ٹھگا اور دیوتاؤں کے ساتھ مہادیو کو بھی ٹھگا
اس نے وشنو کی، جو چودہ دنیاؤں کے مالک ہیں، پوری کا بھی راج ٹھگ لیا
جس راجا کو ابتدا انتہا کا پتہ نہیں ہے اس سے تم کیوں خوف کھاتے ہو
وہ بہت اونچا ہے اور تم صرف پتنگے ہو۔ ہر جاندار کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے
جیسے نیم کے کیڑے کو نیم ہی عزیز ہے ویسے ہی نافہم لوگ زہر کو امرت کہتے ہیں
زہر کے استعمال سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ تھوڑے سے منافع کے چکر میں اصل بھی کھو جاتا ہے

بکھ امرت گو ایک ہی سانی ۔ جن جانا تن بکھ کے سانی
کہا بھئے نرشدھ بے سوجھا ۔ بس برچے جگ موڑھ نہ بوجھا
مت کے ہین کون گن کہہی ۔ لالچ لاگے آش رہہی
سوا ہے مرجا ہوگے موے کرباجی ڈھول
سوپن سینہی جگ بھیا سہہ دانی رہ بول

۴۵۔ جرا سندھ شِشوپال سنگھارا ۔ سہس ارجنیہہ چھل سے مارا
بڑ چھل راون سے گے بیتی ۔ لنکا رہ کنچن کی بھیتی
دریودھن ابھما نہہ گیو ۔ پنڈو کیر پرم نہہ پیو
مایا کے ڈِمبھ گے سب راجا ۔ اتم مدھیم باجیں باجا
چھانچ کوے وِت دھرن سمانا ۔ یا کو جیو پرتیت نہ آنا
کنہہ لوں کہوں اچیتے گیئو ۔ چیت اچیت جھگر اک بھیئو

زہر اور امرت کو ایک میں ملایا گیا ہے۔ لیکن جو لوگ جانتے ہیں وہ اسے زہر ہی مانتے ہیں
آدمی میں عقل ہو لیکن نظر نہ ہو تو کیا فائدہ۔ احمق کو تعارف کرائے بنا دنیا بھی سمجھ میں نہیں آتی
جس شخص میں فہم کی کمی ہے وہ بے وصف ہے۔ وہ لالچ کی وجہ سے امید لگائے رہتا ہے
تم لالچی توتے کی طرح مر جاؤ گے اور مرنے پر ڈھول نہیں بجے گا یعنی نام نہیں رہے گا
ساری دنیا خواب کی شوقین ہو گئی ہے، تم سب سہو اور سُکھی رہو، یہی اصل بات ہے

۴۵۔ جرا سندھ اور شِشوپال مارے گئے۔ مایا نے سہسر ارجن کو بھی دھوکے سے مارا
راون جیسے بڑے سورما چھل سے مارے گئے۔ لنکا صرف سونے کی دیوار بن کر رہ گئی
دریودھن اپنے گھمنڈ میں مارا گیا۔ پانڈو بھی آخری منزل نہیں پا سکے
مایا کے دیئے ہوئے غرور سے سارے راجا ختم ہوئے۔ ان کے چھوٹے بڑے باجے بجتے ہی رہے
شاعر کو خالی کرکے شاعری زمین میں سما گئی۔ اس بات پر لوگ یقین نہیں کرتے
میں کہاں تک بتاؤں غیر ذی حس بھی ختم ہوتا ہے۔ ذی حس اور غیر ذی حس لڑ جھگڑ کر ایک ہی یعنی غیر ذی حس ہو جاتے ہیں

ای مایا جگ موہنی موہس سب جگ دھائے
ہری چندست کے کارنے گھر گھر گیو بکائے

۴۶. یا مایا رگھوناتھ کی بوری کھیلن چلی اہیرا ہو
چتر چکنیا چُن چُن مارے کا ہو نہ راکھے ہیرا ہو
مونی بیر دگمبر مارے دھیان دھرتے جوگی ہو
جنگل میں کے جنگم مارے مایا کنہہ نہ بھوگی ہو
وید پڑھنتا پانڈے مارے پوجا کرتے سوامی ہو
ارتھ بچارت پنڈت مارے باندھیو سکل لگامی ہو
شرنگی رشی بن بھیتر مارے سر برہما کے پھوری ہو
ناتھ مچھندر چلے پیٹھ دے سنگھل ہو میں بوری ہو
ساکٹ کے گھر کرتا دھرتا ہری بھکتن کی چیری ہو
کہے کبیر سنو بھئی سنتو جیوں آوے تیوں پھیری ہو

یہ مایا دنیا کو موہنے والی ہے، دوڑ کر سب دنیا کو موہتی ہے
سچ کی وجہ سے ہرشچندر راجا گھر گھر بکتے رہے

۴۶. رام کی یہ مایا شکار کھیلنے نکلی
اس نے بڑے طرحدار چالاک چن چن کر مارے، کسی کو نہ چھوڑا
اس نے مونی سادھو، بے لباس سادھو اور دھیان دھرتے جوگی بھی مارے
جنگل کے جانور بھی مارے، ان میں سے کسی نے مایا پر قابو نہ پایا
مایا نے وید پڑھنے والے برہمن مارے اور پوجا کرنے والے سوامی بھی
جو پنڈت شاستروں کے شارح ہیں انھیں بھی مارا، سب کو لگام میں باندھ لیا
جنگل کے اندر شرنگی رشی کو مارا اور برہما کا سر بھی پھوڑ دیا
مچھندر ناتھ بھی پیٹھ دکھا گئے، مایا نے انھیں بھی سمندر میں ڈبو دیا
یہ بد معاش کے گھر کی کرتا دھرتا ہے لیکن خدا پرستوں کی لونڈی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ یہ ان کے پاس جس طرح آتی ہے اسی طرح لوٹ جاتی ہے

۴۷. ناگن نے پیدا کیا ناگن ڈس کھایا
کوئی کوئی جن بھگت بھئے گورو سرن ٹکایا
شرنگی رشی بھاگت بھئے بن ماں بسے جائی
آگے ناگن گانس کے وہ ہی دھر کھائی
نیزہ دھاری شیو بڑے بھاگے کیلاسا
جوت روپ پرگٹ بھئی پربت پرکاسا
سُر نر منی جوگی جتی کوئی بچن نہ پایا
لون تیل ڈھونڈھے نہیں کچے دھر کھایا
ناگن ڈرپے سنت سے تہواں نہ جاوے
کہہ کبیر گورو منتر سے آپے مر جاوے

---

۴۷. ناگن نے انڈے پیدا کیے اور انھیں کو کھا گئی
صرف کچھ بھگت بچ گئے، جن کی حفاظت گورو کی پناہ کی وجہ سے ہوئی
شرنگی رشی اس سے ڈر کر بھاگے اور جنگل میں جا بسے
لیکن ناگن نے انھیں آگے آ کر وہیں پکڑ کر کھا لیا
نیزہ یا ترشول والے بڑے شیو اس کے ڈر سے بھاگ کر کیلاش میں بسے
وہاں وہ تجلی بن کر چمکی اور پہاڑوں کو روشن کر دیا
اس سے دیوتا، انسان، منی، جوگی، جتی کوئی بچ نہ سکا
اسے نمک اور تیل کی ضرورت بھی نہ ہوئی، انھیں کچا ہی کھا گئی
لیکن یہ ناگن سنت سے ڈرتی ہے، اس کے پاس نہیں آتی
کبیر کہتے ہیں کہ گورو کے منتر سے خود ہی مر جاتی ہے

کہہ کبیر سب جگ پیارہ ۔ یہ اپنے بلکوے ہے مار

۵۰۔ کر پلّوؤ کے بل کھیل نارہ ۔ پنڈت جو ہوئے سوئے بچار
کپرا نہہ پہرے رہ اگھار ۔ بز جیوے سو دھن ات پیار
اُلٹی پلٹی باجے سو تار ۔ کا ہمُہہ مارے کا ہمُہہ اُبار
کہہ کبیر داسن کے داس ۔ کا ہمُہہ سکھ دے کا ہمُہہ اداس

---

۵۱ ۔ سنتو اک اچرج بھو بھائی ۔ کہوں تو کو پتیائی
ایک پرکھ ایک ہے ناری ۔ تا کر کر ہو بچارا
ایکے انڈ سکل چوراسی بھرم بھلا سنسارا
ایکے ناری جال پسارا جگ میں بھیا اندیسا
کھوجت کاہو انت نہ پایا برہما وشنو مہیسا

کبیر کہتے ہیں کہ ساری دنیا اس کی عاشق ہے لیکن یہ اپنے بیٹے کو مار دیتی ہے

۵۰۔ ایک عورت شوخی سے چھل بل کرتی ہے، جو پنڈت ہو وہ سوچے
وہ کپڑے نہیں پہنتی، برہنہ رہتی ہے، کمزوروں کو وہ بہت پیاری ہوتی ہے
اس کا باجا الٹا سیدھا بجتا رہتا ہے، کسی کو مارتی ہے، کسی کو رہا کرتی ہے
غلاموں کا غلام کبیر کہتا ہے کہ وہ کسی کو سکھ دیتی ہے کسی کو اُداسی

---

۵۱ ۔ اے سنتو ایک بڑا تعجب ہے، اگر میں اسے بتاؤں گا تو کوئی یقین نہیں کرے گا
ایک ہی مرد ہے ایک ہی عورت، اس بات کو سوچو
اور ایک ہی انڈے میں چوراسی ہیں، دنیا چکر میں پڑی ہے
ایک عورت نے جال بچھایا ہے جس سے دنیا بھر کو اندیشہ ہو گیا ہے
برہما وشنو مہیش تینوں کو تلاش کرنے پر بھی اس کی حد نہ ملی

۴۸۔ بوجھو پنڈت کرہو بچاری، پرش اہے کی ناری
برہمن کے گھر برہمنی ہوتی یوگی کے گھر چیلی
کلمہ پڑھ پڑھ بھئی ترکنی کوی میں رہے اکیلی
گھر نہہ برے بیاہ نہہ کرئی پتر جنم ہونہاری
کنوارے منڈے اک نہہ چھانڈے آپ اجوں کنواری
رہے نہ میکے جاہ نہ سسرے سائیں سنگ نہ سووے
کہہ کبیر وہ جگ جگ جیوے جات پانت کل کھووے

۴۹۔ تم بوجھہ پنڈت کون نارہ ۔ کوئی نا نہہ بیاہل رہ کمارہ
یہ سب دیون مل ہرہ دینہہ ۔ تنہہ چاروں یگ ہری سنگ لینہہ
یہ پرتھمہ پدمن روپ آئے ۔ ہوئے سانپن سب جگ دیکھ کھائے
یو برے یووتی وے نرناہ ۔ ات تیج کیا ہے رین تاہ

۴۸۔ اے پنڈت سوچ بچار کرکے بتاؤ کہ یہ مرد ہے یا عورت
یہ برہمن کے گھر برہمنی ہوتی ہے اور جوگی کے یہاں اس کی چیلی
کلمہ پڑھ کر یہ مسلمان عورت ہو گئی، شاعر میں اکیلی ہی رہتی ہے
اس کے کوئی شوہر نہیں ہے، اس نے شادی نہیں کی پھر بھی بیٹا جنا
اس نے کنوارا بیاہا کوئی نہیں چھوڑا لیکن خود دائمی ناکتخدا ہے
یہ نہ مائکے رہتی ہے نہ سسرال جاتی ہے نہ خاوند کے ساتھ سوتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور لوگوں کی ذات پات اور خاندان کی حرمت لے لیتی ہے

---

۴۹ اے پنڈت بتاؤ وہ کون عورت ہے جس نے کسی سے شادی نہیں اور کنواری رہتی ہے
سارے دیوتاؤں نے مل کر اسے وشنو کو دے دیا اور وہ چاروں یگوں میں ان کے ساتھ رہی
پہلے یہ بڑی نازک حسینہ بن کر آتی ہے پھر ناگن بن کر سب کچھ کھا جاتی ہے
اس نے بڑے بڑے بادشاہوں سے بیاہ رچایا اور ان کی ضیا کو رات میں بدل دیا

ناگ پھانس لینے گھٹ بھیتر ۔ موس سکل جگ کھائی
گیان کھڑگ بن سب جگ جوجھے ۔ پکڑ کاہو نہ پائی
آپ ہی مول پھول پھلواری ۔ آپ ہی چن چن کھائی
کہہ کبیر تیہی جن اُبرے ۔ جنہہ گورو دیو جگائی

جگت اُتپتی (پیدائشِ دنیا)

۵۲۔ جیو روپ یک انتر واسا انتر جوت کون پرکاسا
اِچھا روپ نار اوتری تاس نام گا تیری دھری
تہہ ناری کے پُت تِن بھیو برہما وشنو شمبھو نام دھریو
تب برہما بوجھت مہتاری کو تور پُرکھ کا کر تم ناری
تم ہم ہم تم اور نہ کوئی تم مور پُرکھ ہمیں تور جوئی
باپ پوُت کی نار اک ایکے مائے بیائے
دیکھیو نا پوت سپوت اس باپے چینہے دھائے

اپنے جسم کے اندر وہ ناگ پھانس کی زبردست کمند لیے ہے اور ساری دنیا کو لوٹ کر کھا رہی ہے
ساری دنیا اسے گیان کی تلوار کے بغیر جیتنا چاہتی ہے لیکن اسے پکڑ نہیں پاتی
وہ خود ہی جڑ، پھول اور پھل ہے خود ہی انھیں چن چن کر کھانے والی
کبیر کہتے ہیں کہ وہی لوگ بربادی سے بچے جنھیں گورو نے جگا دیا

۵۲۔ روح اور جسم اگر ایک دوسرے سے جدا ہیں تو اندر کی روشنی کون جگاتا ہے
خواہش نام کی ایک عورت پیدا ہوئی جس کا نام گا تیری رکھا گیا
اس عورت کے تین بیٹے ہوئے جن کا نام برہما وشنو اور شیو ہوا
پھر برہما نے ماں سے پوچھا کہ تمھارا شوہر کون ہے تم کس کی بیوی ہو
اس نے کہا کہ تم مَیں، ہو اور میں تم ہوں دوسرا کوئی نہیں ہے، تم میرے مرد ہو میں تمھاری عورت
بیٹے اور باپ کی ایک ہی عورت ہے جس نے ایک ساتھ دونوں شوہر کیے ہیں
میں نے ابھی تک ایسا سپوت بیٹا نہیں دیکھا جو دوڑ کر باپ کو پہچان لے

۵۳ انتر جیوتی شبد اک ناری ہری برہما تاکے ترپراری
بگھری ایک بدھا نہہ کینھا ۔ چودہ ٹھہر پاٹ سو لینھا
ہری ہر برہم مہنہ تنہہ ناؤں تے پُن تین بسائل گاؤوں
تے پُن رچل کھنڈ برہمنڈا ۔ چھ درشن چھانوے پکھنڈا
پیٹے ہی کاہو نہ بید پڑھایا ۔ سنت کرائے ترک نہہ آیا
ناری گوچت گربھ پرسوتی ۔ سوانگ دھرے بہتے کرتوتی
تیہا ہم تم ایکے لوہو ۔ ایکے پران بیاپل موہو
ایکے جنی جنا سنسارا ۔ کون گیان تے بھیو نیارا
اوگت کی گت کاہو نہ جانی ۔ ایک جیبھ کت کہوں بکھانی
جو مکھ ہوئے جیبھ دس لاکھا ۔ تو کوئی آئے مہنتو بھاکھا
کہہ کبیر پکارکے ای لیکو بیوہار
رام نام جانے بنا بوڑ موا سنسار

---

۵۳ اندر کا اجالا اور شبد ایک عورت ہے جس کے بیٹے برہما، وشنو اور شیو ہیں
پھر اس نے ایک جگہ کو الگ الگ کیا اور انھیں چودہ جگہوں میں بانٹا
پھر جن کے نام وشنو، مہادیو اور برہما تھے انھوں نے تین مقامات بسائے
پھر زمین اور ساری دنیا کو پیدا کیا ۔ ساتھ ہی چھ درشن اور چھیانوے پاکھنڈ بنائے
کوئی شخص ماں کے پیٹ سے وید پڑھ کر نہیں آتا نہ کوئی مسلمان سنت کرائے ہوئے پیدا ہوتا ہے
نبض، اعضائے تناسل، حمل، تولید یہ طرح طرح کے سوانگ اس نے بنائے
اس وجہ سے ہم میں تم میں ایک ہی لہو ہے ۔ سب کو ایک ہی روح نے پیدا کیا ہے
ایک ہی ماں نے ساری دنیا جنی ہے ۔ کیا سمجھ کر علاحدگی کی گئی
جو خدا فہم سے پرے ہے اس کے طریقے کوئی نہیں سمجھتا ۔ میرے ایک ہی زبان ہے میں کیوں کر بیان کروں
اگر کسی کے دس لاکھ زبانیں اور منہ ہوں تو ممکن ہے کہ اس کا عظیم بیان ہو
کبیر پکار کر کہتے ہیں کہ اس بات کو عمل میں لاؤ
رام نام کو جانے بغیر ساری دنیا برباد ہو گئی

۵۴. پرتھم آرمبھ کون کے بھاؤ ۔ دوسر پرگٹ کینھ سو ٹھاؤں
پرگٹے برہم وشنو شیو شکتی ۔ پرتھمہ بھگتی کینھ جیو اُکتی
پرگٹ پون پانی اور چھایا ۔ بہۂ بستر ہوئے پرگٹی مایا
پرگٹے انڈ پنڈ برہمنڈا ۔ پرتھوی پرگٹ کینھ نو کھنڈا
پرگٹے سدھ سادھک سنیاسی ۔ یہ سب لاگے رہے اوناسی
پرگٹے سُر نر مُنی سب جھاری ۔ تیو کھوج پرے سب ہاری

جیو سیو سب پرگٹے وے ٹھاکر سب داس
کبر اور جانے نہیں رام نام کی آس

---

۵۵. پرتھم ایک جو آوے آپ ـ نراکار نرگن نر جاپ
نہ تب بھومی پون آکاسا ـ نہ تب پاوک نیر نواسا
نہ تب پانچ تتو گن تینی ـ نہ تب سرشٹی مایا کینی

---

۵۴. شروع میں کس سے آغاز ہوا۔ جس نے دوسروں کو پیدا کیا
برہما وشنو شیو اور شکتی بھی پیدا ہوئے ہیں، جنھوں نے بھگتی کا آغاز کیا
ہوا پانی اور سایہ بھی پیدا ہوئے ہیں۔ مایا نے طرح طرح سے اپنا پھیلاؤ کیا
انڈا، جسم اور دنیا سب پیدا ہوئے ہیں۔ زمین بھی پیدا ہوئی جس میں نو حصے ہیں
سدھ، مرتاض، تارک الدنیا بھی پیدا ہوئے ہیں۔ یہ سب لافانی سے لو لگائے رہے
دیوتا، منی، انسان، وغیرہ سبھی پیدا ہوئے ہیں۔ انھوں نے خدا کے لافانی کو کھوجا لیکن ناکام ہوئے
جاندار اور دیوتا سبھی پیدا ہوئے ہیں، وہ مالک ہے یہ سب غلام
کبیر کو اور کچھ نہیں معلوم ہے سوا اس کے کہ اسے رام نام ہی کی امید ہے

---

۵۵. پہلا وہی ہے جو بذات خود موجود ہو۔ جو بے جسم ہے، بے وصف اور حس کا جپ نہیں ہو سکتا
وہ نہ زمین میں ہے نہ ہوا میں، نہ آسمان میں، نہ اس کی جگہ پانی میں ہے نہ آگ میں
پانچ عناصر اور تین اوصاف میں وہ ہے نہیں۔ اس نے دنیا میں کھیل بھی نہیں دکھائے۔

نہ تب آدی انت مدھ تارا ـ نہ تب اندھ دھند اجیارا
نہ تب برہما وشنو مہیا ـ نہ تب سورج چاند گنیسا
نہ تب کچھ مچھ وارہا ـ نہ تب بھادوں پھاگن ماہا
نہ تب کنس کرشن بلی بادن ـ نہ تب رگھوپتی نہ تب راون
نہ تب سرگن سکل پسارا ـ نہ تب دھارے دس اوتارا
نہ تب سرستی جمنا گنگا ـ نہ تب ساگر بوند ترنگا
نہ تب تیرتھ برت جپ پوجا ـ نہ تب دیو دیت اور دوجا
نہ تب پاپ پنیہ گورو سیکھا ـ نہ تب پڑھنا سننا سیکھا
نہ تب ودیا وید پرانا ـ نہ تب بھئے کتیب قرآنا

کہیں کبیر بچار کے تب کچھ کرتم نا نہ
پرم پرکھ تنہ آپ ہی اگم اگوچر مانہ

وہ شروع وسط آخر میں نہیں ہے۔ وہ اندھیرے جھٹپٹے اور روشنی میں بھی نہیں
وہ برہما وشنو اور مہادیو بھی نہیں ہے۔ وہ سورج چندرما گنیش جیسے دیوتاؤں میں بھی نہیں ہے
وہ کچھوا، مچھلی، خنزیر جیسے اوتاروں میں نہیں۔ وہ بھادوں پھاگن وغیرہ مہینوں میں بھی نہیں ہے
وہ کنس یا کرشن، بلی یا امن بھی نہیں ہے۔ نہ وہ رام چندر ہے نہ راون
وہ سارے پھیلے ہوئے باوصف وجود میں نہیں ہے۔ اس نے دس اوتار بھی نہیں دھرے ہیں
وہ گنگا جمنا سرسوتی وغیرہ ندیوں میں نہیں ہے۔ نہ وہ سمندر، بوند یا لہر میں ہے
تیرتھ برت جپ پوجا میں وہ نہیں ہے۔ وہ دیوتاؤں راکششوں یا کسی اور میں بھی نہیں
وہ گناہ ثواب مرشد مرید کسی میں نہیں ہے۔ وہ پڑھنے سننے یا سیکھنے میں بھی نہیں ہے
وہ علم، وید، پُران وغیرہ میں نہیں ہے۔ وہ اسلامی کتابوں اور قرآن میں بھی نہیں ہے
کبیر سوچ کر کہتے ہیں کہ وہ کچھ بنا ہوا نہیں ہے
پرم پرکھ خود ہی میں نادیدہ اور نا فہمیدہ میں موجود ہے

۵۶۔ کرتا ایک اگم ہے آپ   واکے کوئی مائے نا باپ
کرتا کے نہہ بندھو اور ناری   سدا اکھنڈت اگم اپاری
کرتا کچھ کھاوے نہہ پیوے   کرتا کبھوں مرے نہ جیوے
کرتا کے کچھ روپ نہ ریکھا   کرتا کے کچھ برن نہ بھیکھا
جا کے جات گوت کچھ ناہیں   مہما برن نہ جائے مو پاہیں
روپ اروپ نہیں تہہ ناؤں   برن ابرن نہیں تہہ ٹھاؤں
کہے کبیر بچار کے جاکے برن نہ گاؤں
نراکار اور نرگنا ہے پورن سب ٹھاؤں

۵۷۔ کرتا کرتم بازی لائی   اونکارتے سرشٹی اُپجائی
پانچ تتو تینوں گُن ساجا   تاتے سب کرتم اپراجا
کرتم دھرتی اور آکاس   کرتم چاند سور پرکاس

۵۶۔ خالق ایک ہے نافہمیدہ ہے۔ اس کے ماں یا باپ نہیں ہے
خالق کے بھائی یا زوجہ نہیں ہے۔ وہ دائم ہے' لاتقسیم ہے' نافہمیدہ ہے لامحدود ہے
خالق کچھ کھاتا یا پیتا نہیں ہے۔ خالق نہ مرتا ہے نہ زندگی گزارتا ہے
خالق کی شکل وشباہت نہیں ہے۔ اس کا کوئی رنگ یا لباس نہیں ہے
اس کی ذات یا خاندان کچھ نہیں ہے۔ اس کی عظمت کا بیان مجھ سے نہیں ہو پاتا
اس کا نہ کوئی روپ ہے نہ بے صورتی نہ نام۔ وہاں چار برنوں وغیرہ کا کام نہیں
کبیر سوچ کر کہتے ہیں کہ اس کا نہ کوئی روپ ہے نہ کوئی مقام
وہ بے جسم ہے' بے وصف ہے' مکمل ہے اور ہر جگہ موجود ہے

۵۷۔ خالق نے تخلیق کا کھیل کیا اور اونکار سے ساری تخلیق بنائی
اس نے پانچ عناصر اور تین گُن بنائے۔ انھیں سے ساری مخلوق بنائی گئی
زمین اور آسمان بھی بنائے ہوئے ہیں چاند اور سورج کی روشنی بنائی ہوئی ہے

کرتم پانچ تتو گُن تینی   کرتم سرشٹی جو مایا کینی
کرتم آدی انت مدھ تارا   کرتم اندھ کو تیج اُجیارا
کرتم سرگُن سکل پسارا   کرتم کیے دس اوتارا
کرتم کنس اور بلی باون   کرتم رگھوپتی کرتم راون
کرتم کچھ مچھ واراہا   کرتم بھادوں پھاگن ماہا
کرتم سہر سمدر ترنگا   کرتم سرستی جمنا گنگا
کرتم اسمرت وید پُرانا   کرتم کاجی کتیب قرانا
کرتم جوگ جپاوت پوجا   کرتم دیبی دیو جو دوجا
کرتم پاپ پُن گورو سیکھا   کرتم پڑھنا گننا سیکھا
کہے کبیر بچارکے کرتم نہ کرتا ہوئے
یہ سب بازی کرتم ہے سانچ سنو سب کوئے

پانچوں عناصر اور تینوں گُن بھی بنائے ہوئے ہیں۔ مایا نے ساری مخلوق کو بنایا ہے
آغاز' انجام' وسط اور سلسلہ سب مصنوعی ہیں۔ اندھیرا' جھٹپٹا اور اجالا بھی بنائے ہوئے ہیں
باوصف خدا کی توسیع بھی بنائی ہوئی ہے۔ دسوں اوتار بھی بنائے ہوئے ہیں
کنس' بلی' بامن اوتار بنائے ہوئے ہیں۔ رام چندر اور راون بھی مخلوق ہیں
کچھوے' مچھلی اور سور کے اوتار بھی مصنوعی ہیں۔ بھادوں اور پھاگن کے مہینے بھی ایسے ہی ہیں
شہر' سمندر اور لہریں سب بنائی ہوئی ہیں۔ سرسوتی گنگا اور جمنا بھی بنائی گئی ہیں
وید' اسمرتیاں اور پُران سبھی پیدا کیے ہوئے ہیں۔ قاضی' کتب قرآن سبھی بنائے گئے ہیں
یوگ' جپ اور پوجا بنائے ہوئے ہیں۔ دیوی دیوتا وغیرہ بھی بنائے ہوئے ہیں
گناہ ثواب گورو چیلا سب بنائے ہوئے ہیں۔ پڑھنا' غور کرنا' سیکھنا یہ بھی مصنوعی ہیں
کبیر غور کرکے کہتے ہیں کہ خالق بنائے ہوئے نہیں ہیں
اس کی یہ سب بازی گری مصنوعی ہے' سبھی لوگ اس حقیقت کو سنیں

۵۸۔ کرتا ایک اور سب بازی   نا کوئی پیر مشائخ قاضی
بازی برہما وشنو مہیشا   بازی اندر چندر گنیسا
بازی جل تھل سکل جہانا   بازی جان زمین آسمانا
بازی برتوں اسمرت ویدا   بازی گر کا لکھے نہ بھیدا
بازی سدھ سادھک گورو سکھا   جہاں تہاں یہ بازی دیکھا
بازی جوگ جگ تپ پوجا   بازی دیوی دیول دوجا
بازی تیرتھ برت آچارا   بازی جوگ جگ بیوہارا
بازی جل تھل سکل کوائی   بازی سوں بازی لپٹائی
بازی کا یہ سکل پسارا   بازی مانہہ رہے سنسارا
یہ کبیر سب بازی ماہی
بازی گر کو چینھے نا ہی

۵۸۔ خالق ایک ہے باقی سب اس کی بازی یا کھیل ہے۔ پیر، مشائخ، قاضی کسی کی اصلیت نہیں
برہما، وشنو، مہادیو سب بازی ہیں۔ سورج، چاند اور گنیش بھی بازی ہیں
زمین پانی ساری دنیا اس کی بازی ہے۔ زمین اور آسمان کو بھی اس کا کھیل سمجھ
اسمرت اور وید کو بھی میں بازی کہتا ہوں۔ بازی گر کے اسرار کوئی نہیں جانتا
سدھ، مرتاض، گورو چیلے سب ان کے کھیل ہیں۔ ہر جگہ یہ بازی ہی دکھائی دیتی ہے
یوگ، یگیہ، تپسیا، پوجا یہ سب اس کے کھیل ہیں۔ دیوی دیوتا وغیرہ بھی بازی ہی ہیں
تیرتھ، برت، کرم دھرم سب بازی ہے۔ یوگ یگیہ، رسوم سب بازی ہیں
خشکی، پانی سبھی کچھ بازی ہے۔ حد یہ ہے کہ بازی پر بھی بازی لپٹی ہے
یہ سارا پھیلاؤ بازی ہی کا ہے۔ بازی ہی میں ساری دنیا رہتی ہے
اے کبیر یہ سب بازی ہی میں ہے
بازی گر کو کوئی نہیں پہچانتا

من مہما (من کی طاقت)

۵۹۔ سنتو یہ من ہے بڑ ظالم
جا سوں من سو کام پرو ہے تس ہی ہوئے ہے معلوم
من کارن کی ان کی چھایا تہ چھایا میں اٹکے
نرگن سرگن من کی بازی کھرے سیانے بھٹکے
من ہی تینوں لوک بنایا پانچ تتو گن کینھے
تین لوک جیون بس کینھے پرے نہ کا ہو چینھے
جو کوئی کہے ہم من کو مارا جاکے روپ نہ ریکھا
چھن چھن میں کتنہو رنگ لاوے جے سپنہو نہہ دیکھا
راساتل یک اس برہمنڈا تا پہ عدل چلاوے
کھٹ رس میں بھوگا من راجا سو کیسے کے پاوے

اے سنتو یہ من بڑا ظالم ہے
اس کی جفا اسی کو معلوم ہے جسے من سے کام پڑا ہے
خالق کی کارن نامی خواہش کا عکس ہمارا من ہے اور سب اسی چھایا میں لٹکے ہیں
باوصف اور بے وصف خدا کا تصور من کے کھیل ہیں جس میں بڑے ہوشیار لوگ بھی بہک گئے
من ہی نے تینوں لوک بنائے ہیں، اسی نے پانچ عناصر اور تین اوصاف بنائے ہیں
تینوں لوکوں کے باشندوں کو اس نے قابو میں کر رکھا ہے کسی کو کچھ دکھائی نہیں دیتا
اگر کوئی کہے کہ میں نے من کو مارا تو بیکار بات ہے کیوں کہ من کی شکل شباہت نہیں
یہ تو ہر لمحہ نئے نئے رنگ بدلتا ہے جو کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں گے
پاتال لوک اور اکیس برہمانڈ سب پر اس کی حکومت ہے
لیکن چھ ذائقوں میں پھنسا ہوا یہ من کا راجا حقیقت کو کیا پائے گا

سب کے اوپر نام نرچھر تنہہ لے من کو راکھے
تب من کی گت جان پرے یہ ست کبیر مکھ بھاکھے

نروان پد (بندشوں سے رہائی کا مقام)

۶۰۔ پنڈت سودھ کہو سمجھائی جاتے آوا گون نسائی
دھرم ارتھ اور کام موکش پھل کون دشا بس بھائی
اتر دکھن پورب پچھم سرگ پتا لہ ماہے
بن گوپال ٹھور نہہ کتہوں نرک جات دھوں کاہے
انجانے کو نرک سرگ ہے ہری جانے کو ناہیں
جیہہ ڈر کو سب لوگ ڈرت ہیں سو ڈر ہمرے ناہیں
پاپ پن کو سنکا ناہیں نرک سرگ نہیں جاہیں
کہے کبیر سنو ہو سنتو جنہہ پد تہاں سماہیں

سبھی کے اوپر نہ اکشر ذات مطلق ہے وہیں من کو رکھنا چاہیے
تبھی من کی حالت سمجھی جائے گی یہ حقیقت کبیر اپنے منہ سے کہتا ہے

۶۰۔ اے پنڈت کھوج لگا کر اور سمجھ کر کہو کہ آوا گون یعنی حیات و موت کا سلسلہ کس طرح ختم ہو
اے بھائی چاروں پھل دھرم ارتھ کام موکش کس سمت بستے ہیں
شمال جنوب مشرق مغرب جنت نرک [illegible] سبھی جگہ
بغیر ذات خدا کے کوئی جگہ نہیں۔ یہ نہ سمجھ کر تم نرک کیوں جاتے ہو
انجان آدمی کے لیے دوزخ بہشت ہے جس نے اللہ کو جان لیا ہے اس کے لیے نہیں ہے
جس ڈر سے سب لوگ ڈرتے ہیں وہ ڈر ہمیں نہیں ہے
ہمیں گناہ ثواب کی پریشانی نہیں ہے۔ ہم نہ جنت میں جائیں گے نہ جہنم میں
کبیر کہتے ہیں کہ سنتو سن لو ہم وہیں جائیں گے جہاں مقام اعلیٰ ہے

۶۱۔ چلو سکھی بیکنٹھ وشنو مایا جہاں
چار یو مکتی ندان پرم پدلے تہاں
آگے شونیہ سروپ الکھ نہیں لکھ پے
تو نرنجن جان بھرم جن چیت دھرے
آگے ہے بھگونت نرچھر ناؤں ہے
تون مٹا دے کوٹ بنا دے ٹھاؤں ہے
آگے سندھ بلند مہا گہرو جہاں
کو نیا لے جائے اُتارے کو تہاں
کرا جیا کی ناؤ سو سُرت اُتار ہے
یہوں اجر ناؤ تو ہنس اُبار ہے
پار اتر پرشوتم پرکھیو جان ہے
تہواں دھام اکھنڈ سو پد نروان ہے

---

۶۱ اے سکھی بیکنٹھ کو چلو جہاں وشنو کی مایا ہے
وہاں سے چاروں پھل دھرم ارتھ کام موکش لے کر اور مقام اعلیٰ کی اہلیت لے کر چلیں
اس کے آگے شونیہ یعنی نفی ہے۔ نادیدنی خدا وہاں ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا
انسان کو چاہیے کہ وہ بے لوث حقیقت کو سمجھے اور دل سے تشکیک دور کر دے
اس کے آگے بھگونت ہیں جنھیں نراکشر یعنی ماورائے اکشر کہتے ہیں
وہ کروڑوں مقامات بناتے اور مٹاتے ہیں
اس کے آگے بحر ذخار بہت گہرا ہے
وہاں کون ناؤ لے جائے اور کون پار اُتارے
نہ بچنے والی ذات کی ناؤ ہوگی اور سُرت پار اُتارے گی
لافانی کی ناؤ لونگا تو ہنس یعنی ست گورو چھٹکارا دلائے گا
اس سمندر کے پار اتر کر پرشوتم کو پہچان لوں گا
وہاں لامحدود دنیا ہے اور زندگی موت سے رہائی کی حیثیت

تہہ نہہ چاہت مکتی تو پد ڈارے پھرے
سنت سینبھی ہنس نرنتر اُچرے

بارہ ماس بسنت امر لیلا جہاں
کہے کبیر بچار اٹل ہوئے رہُو تہاں

۶۲۔ ست سوکرت ست نام جگت جانے نہیں
بنا پریم پرتیت کہا مانے نہیں

جیو اننت سنسار نہ جانت پیو کو
کتنا کہہ سمجھائے چوراسی جیو کو

آگے دھام اکھنڈ سو پد نروان ہے
بھوکھ نیند ناوہاں نہ اچھر نام ہے

کہے کبیر پکار سنا من بھاونا
ہنسا چل ست لوک بہرنہہ آونا

وہاں کوئی خواہش نہیں رہتی اور مکتی بہ آسانی ملتی ہے
وہاں ذات مطلق کے عاشق ہنس برابر اس کا نام لیتے ہیں
وہاں بارہوں مہینے بہار کا لافانی کھیل ہوتا ہے
کبیر سوچ کر کہتے ہیں کہ دائمی طور پر وہاں رہو

۶۲۔ دنیا والے اچھے اور سچے نام کو نہیں جانتے
ان میں محبت یا یقین بھی نہیں اور وہ کہنا نہیں مانتے
دنیا کے لاتعداد جاندار محبوب کو نہیں جانتے
چاہے ان چوراسی لاکھ قسم کے جانداروں کو کتنا ہی سمجھاؤ
آگے غیر منقسم مقام ہے جہاں نروان یعنی زندگی موت سے رہائی ملتی ہے
وہاں بھوک یا نیند نہیں ستاتی اور وہاں کی ذات اعلیٰ کا نام نرکشر ہے
کبیر پکار کر کہتا ہے، دل میں بات رکھ کر سنو
جو ہنس ست لوک کو اُڑ کر چلا گیا وہ دوبارہ واپس نہیں آئے گا

۶۳۔ ہنسا لوک ہمارے آئیو تاتے امرت پھل تم پائیو
لوک ہمارا اگم دور ہے پار نہ پاوے کوئی
ات آدھین ہوت جو کوئی تا کو دیت دکھوئی

مرت لوگ سے ہنسا آئے پہپ دیپ چل جائی
پہودیپ میں سمرن کرہو تب وہ لوک دکھائی
ماٹی کا پنڈ چھوٹ جائے گا او یہ سکل وِکارا

جیوں جل مانہہ رہت ہے پرئن ایسے ہنس ہمارا
لوک ہمارے اٸیو ہنسا تب سکھ پیہو بھائی
سکھ ساگر اسنان کروگے اجر امر ہوئے جائی

کہے کبیر سنو دھرم داسا ہنسن کری بدھائی
سیت سنگھاسن بیٹھک دیہوں جگ جگ راج کرائی

۶۳۔ اے ہنس اگر تم ہماری دنیا میں آؤگے تو مقام اعلیٰ ترین پہنچ جاؤگے
ہماری دنیا بہت زیادہ دور ہے وہاں کا پار کوئی نہیں پاتا
لیکن اگر کوئی ہماری بہت عبودیت کرے تو ہم اسے دکھائی دیں گے
ہنس مٹی کی جگہ یعنی دنیا سے آتا ہے اور پھولوں کی دنیا میں جاتا ہے
امرت کے جزیرے میں جب سمرن کروگے تب وہ آخری مقام دکھائی دے گا
تمہارا مٹی کا جسم چھوٹ جائے گا اور اس کی آلائشیں بھی
جیسے پانی میں کمل بھیگے بغیر رہتا ہے ایسے ہی دنیا میں ہمارا ہنس یعنی بھگت رہتا ہے
اے ہنس جب تم ہمارے مقام پر پہنچوگے تبھی آرام پاؤگے
سکھ کے سمندر میں نہاؤگے اور بڑھاپے اور موت سے نجات پاؤگے
کبیر کہتے ہیں کہ دھرم داس سنو ہنسوں کو بہت خوشی ملے گی
میں سفید سنگھاسن پر انھیں بٹھاؤں گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راج کراؤں گا

ستگورو مہما اور لکشن (ستگورو کی عظمت اور علامات)

۶۴۔ چل ست گورو کی ہاٹ گیان بُدھ لائیے
کر صاحب سوں بیت پرم پد پائیے
ست گورو سب کچھ دین دین کچھ نہ رہیو
ہمنہہ ابھاگن نار چھوڑ سکھ دکھ لہیو
گئی پیا کے محل بیا انگ نار چی
رہیو کپٹ ہیہ چھائے مان لجا بھری
جہاں گیل سلہلی چڑھوں گر گر پروں
اُٹھوں سنبھار سنبھار چرن آگے دھروں
پیا ملن کی چاہ کون تیرے لاج ہے
اردھ ملوکِن جائے بھلا دن آج ہے

۶۴۔ ست گورو کے بازار میں چلو اور علم و فہم لاؤ
خدا سے لَو لگا کر مقام ارفع حاصل کرو
ست گورو نے سب کچھ دیا اب دینے کو کچھ نہیں رہا
میں بدبخت عورت ہوں جس نے سکھ کو چھوڑ کر دکھ لیا
میں شوہر کے محل میں گئی لیکن دل محبت میں شرابور نہ تھا
دل میں کپٹ بھی تھا اور غرور اور شرم کے احساسات بھی
وہاں کا راستہ پھسلنا ہے، وہاں چڑھنے میں گر گر پڑتی ہوں
اٹھتی ہوں اور سنبھال سنبھال کر قدم آگے رکھتی ہوں
مجھے شوہر سے ملنے کی خواہش ہے اس میں شرم کی کیا بات ہے
آدھے دل سے کیسے ملا جا سکتا ہے، آج تو اچھا دن ہے

بھلا بنا سنجوگ پریم کا چولنا
تن من ارپوں سیس صاحب سنگ بولنا
جو گورو روٹھے ہوئیں تو ترت منائیے
ہوئیے دین ادھین چوک بخشائیے
جو گورو ہوئے دیال دیا دل ہیرہیں
کوٹ کرم کٹ جائے پلک چھن پھیرہیں
کہہ کبیر سمجھائے سمجھ ہردے دھرو
جگن جگن کر راج کو متی اس پرہرو

۶۵۔ بھائی کوئی ست گورو سنت کہاوے نینن الکھ لکھاوے
ڈولت ڈگے نہ بولت بسرے جب اُپدیس درڑھاوے
پران پوجیہ کریاتے نیارا سہج سمادھ سکھاوے
دوار نہ روندھے پون نہ روکے نہ انہد ارجھاوے

آج اچھا موقع ہے، میں محبت کا ملبوس پہنوں گی
تن، من اور سر سب تصدق کر کے مالک کے ساتھ بات کروں گی
اگر گورو ناراض ہوں تو انھیں فوراً منا لینا چاہیے
خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنی غلطی معاف کرا لینی چاہیے
اگر گورو کرم کریں گے اور دل میں رحم لا کر تجھے دیکھیں گے
تو ایک لمحے میں پلک مارتے ہی تیرے کروڑوں اعمال کی بندشیں کٹ جائیں گی
کبیر سمجھا کر کہتا ہے، اس بات کو سمجھو اور دل نشیں کرو
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راج کرو، اور موجودہ غلط روی چھوڑ دو

۶۵۔ ست گورو سنت ایسا ہوتا ہے جو نادیدہ خدا کو بھی آنکھوں سے دکھا دے
جب وہ اپنا اُپدیش مضبوطی سے دیتا ہے تو چلنے میں گرتی نہیں ہوتی اور بولتے وقت اُس کی یاد نہیں بھولتی
وہ جان سے پیارا ہے، ظاہری رسومات سے علاحدہ ہے، سہج سمادھی سکھاتا ہے
جسم کے دروازے بند نہیں کرواتا، سانس نہیں رکواتا اور انہد کے جھمیلے میں نہیں الجھاتا

یہ من جائے جہاں لگ جبھی پرماتم درساوے
کرم کرے نہ کرم رہے جو ایسی جگت لکھاوے
سدا بلاس تراس نہیں من میں بھوگ میں جوگ جگاوے
دھرتی تیاگ اکاسہہ تیاگے ادھر منڈیا چھاوے
سن سکھر کے سار سِلا پر آسن اچل جماوے
بھیتر رہا سو باہر دیکھے دوجا درشٹ نہ آوے
کہے کبیر بسا ہے ہنسا آواگون چھڑاوے

۶۶۔ سادھو سو ستگورو موہے بھاوے
ست نام کا بھر بھر پیالا آپ پیئے موہے پیاوے
میلے جائے نہ مہنت کہاوے پوجا بھینٹ نہ لاوے
پردہ دُور کرے آنکھن کا نج درسن دکھلاوے

یہ من جہاں تک اور جس طرح جائے ویسے ہی اسے پرماتما کو دکھادے
جو ایسی ترکیب بتادے کہ آدمی کرم کرتا ہوا بھی بے عمل رہے یعنی اس کا پھل نہ بھوگے
جو ہمیشہ خوش رکھے، دل میں ڈر نہ پیدا کرے اور دنیاوی کاموں ہی میں یوگ سکھائے
وہ زمین ہی نہیں آسمان سے بھی پرے جاکر فضا میں چھا تا ہے
اور شونیہ کی چوٹی پر بلا تزلزل آسن جماکر بیٹھتا ہے
جو کچھ جسم کے اندر ہے وہ باہر بھی دیکھتا ہے اسے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا
کبیر کہتے ہیں کہ وہ ہنس تن کر رہتا ہے اور زندگی کی آمدو شد چھڑاتا ہے

۶۶۔ اے سادھو مجھے ایسا ستگورو اچھا لگتا ہے
جو ست نام کا پیالہ بھر بھر کر پیئے اور مجھے پلائے
جو نہ میلے جائے نہ مہنت کہلائے نہ پوجا بھینٹ چڑھوائے
مرید کی آنکھوں کا پردہ دور کرکے اپنا درشن کراتا ہے

جا کے درسن صاحب درسیں انہد سبد سناوے
مایا کے دکھ سکھ کر جانے سنگ نہ سپن چلاوے
نس دن ست سنگت میں راچے شبد میں سُرت سماوے
کہہ کبیر تا کو بھے ناہیں نربھے پد درساوے

۶۷۔ دسو دسا کر میٹی دھوکھا سو گنرُ ہار بیٹھ ہی چوکھا
دسو دسا کر لیکھا جانے سو گنرُ ہار آرتی ٹھانے
اس اندری کے پار کھ پاوے سو گنرُ ہار آرتی گاوے
جو نہہ جانے ایتک ساجے چوکا گھیتی کرے کیہہ کاجے
ہنسا کارن کر نہہ گرو آئی بگڑے گیان جو پنتھ پرائی
پد ساکھی اور گرنتھ درڑھاوے بن پارکھ اُتم پھل پاوے

اسے دیکھنے سے مالک کے درشن ہوتے ہیں، وہ انہد شبد سنواتا ہے
وہ مایا کے دیئے دکھوں کو سکھ کی طرح لیتا ہے اور خواب میں بھی کوئی خواہش نہیں کرتا
وہ رات دن ست سنگ میں رہتا ہے اور شبد میں سرت پیدا کرتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے گورو کو کوئی ڈر نہیں ہے، وہ بے خوفی کے مقام پہ لے جاتا ہے

۶۷۔ جو دسوں سمتوں کا دھوکا مٹادے۔ ایسا گورو یقیناً بہت اچھا ہے
جو دسوں سمتوں کی حقیقت سمجھے۔ وہی گورو آرتی کرنے کے قابل ہے
جو اس جسم کے حواس کے باہر بھی دیکھے وہی گورو بھگوان کی آرتی کرسکتا ہے
جو شخص یہ سب نہیں کرسکتا۔ وہ کس وجہ سے چوک پر واکر گورو بنتا ہے
جانور مارنے کے لیے جو گورو بنتا ہے۔ وہ معرفت کو خراب کرتا ہے اور گمرہی پھیلاتا ہے
وہ پد، ساکھیاں اور کتابیں لکھتا ہے۔ اور کسی جاننے والے کے نہ ہونے کی وجہ سے ٹھاٹھ کرتا ہے

شبد ساکھ سکھ پارس کرہی ۔ ہوئے بھوت پُن نرکہہ پرہی
بنا بھید کنٹر ہار کہاوے ۔ آگل جنم سوان کو پاوے
پد ساکھی نہہ کرو بچارا ۔ بھونک بھونک جیں مرے سیارا
پد ساکھی ہے بھید ہمارا ۔ جو بوجھے سو اُترے پارا
جب لگ پورا گورو نہ پاوے ۔ تب لگ بھوجل پھر پھر آوے
پورا گورو جو ہوے لکھاوے ۔ شبد نرکھ پرکٹ دکھلاوے
ایک بار جیو یہ جو پاوے ۔ بھوجل ترے بار نہیں لاوے

شبد بھید جو جانئی سو پورا کنٹر ہار
حق کبیر دھو مجھ ہے سو ہم سبدہ پار

۶۸۔ سانچے ست گورو کی بلہاری ۔ جن یہ کنجی قفل اُگھاری
نکھ سکھ صاحب ہے بھرپورا ۔ سو صاحب کیوں کہیے دورا

ایسا جھوٹا گورو شبد ساکھی اور مرید کو خراب کرتا ہے اور خود بھوت بن کر نرک جاتا ہے
جو اسرار خفی جانے بغیر گورو کہلاتا ہے وہ اگلے جنم میں کتا ہوتا ہے
پد ساکھی وغیرہ پر بغیر غور کیے انھیں بھونک بھونک کر گیدڑ کی طرح مرتا ہے
پد اور ساکھی ہمارا بھید ہے۔ جس نے اسے سمجھ لیا وہ پار اُتر گیا
جب تک کسی کو کامل مرشد نہیں ملتا وہ لوٹ لوٹ کر دنیا میں آتا ہے
جو پورا گورو ہوتا ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے اور شبد کو دیکھتا اور صاف دکھاتا ہے
جب انسان ایک بار حقیقت پا لیتا ہے تو دنیا سے تر جاتا ہے اس میں دیر نہیں لگتی
جو شبد کے اسرار کو سمجھتا ہے وہی پورا گورو ہے
اے کبیر حقیقت سو ہم شبد کے پار دھوئیں میں چھپی ہے

۶۸۔ میں سچے گورو کے صدقے جاؤں جنھوں نے چابی سے یہ قفل کھولا
ست گورو سراپا صاحب ہے' اسے مالک سے علاحدہ کیوں کہو

ست گورو دیا امی رس بھیجے ۔ تن من دھن سب ارپن کیجے
کہت کبیر سنت سکھدائی ۔ سکھ ساگر استھر گھر پائی

سنت لکشن (سنتوں کی علامات)

۶۹۔ ہری جن ہنس دشا لیے ڈولیں ۔ نرمل نام چُنی چن بولیں
مکتا ہل لیے چونچ بھاویں ۔ مون رہیں کے ہری گن گاویں
مان سرو ور تٹ کے باسی ۔ رام چرن چت انت اُداسی
کاگ کو مبدّھی نکٹ نہہ آوے ۔ پرت دن ہنسا درسن پاوے
نیر چھیر کو کرے نبیرا ۔ کہے کبیر سوئی جن میرا

۷۰۔ سیل سنتو کھ تے شبد جا مکھ بسے سنت جن جو ہری سانچ گیانی
بدن بکست رہے خیال آنند میں ادھر میں مدھر مسکان بانی
سانچ ڈولے نہیں جھوٹ بولے نہیں سرت میں سو مت سوئی مرشٹ گیانی

ست گورو کی مہربانی کے امرت میں بھیگو اور اس پر جان و مال سب تصدق کر دو
کبیر کہتے ہیں کہ راحت دہندہ سادھو راحت کا سمندر ہے اور مقام لافانی پاتا ہے
۶۹۔ اللہ والے ہنسوں کی حالت میں رہتے ہیں چن چن کر اچھی باتیں بولتے ہیں
جو چونچ میں موتی لیے پیارے لگتے ہیں اور یا تو خاموش رہتے ہیں یا خدا کی توصیف کرتے ہیں
وہ مان سرو ور کے کنارے رہتے ہیں۔ رام کے قدموں میں دل لگا کر دنیا سے بیگانہ رہتے ہیں
ان کے پاس کج فہمی کا کوا نہیں آتا اور ہنس کو روزانہ ذات حق کا دیدار ہوتا ہے
جو دودھ اور پانی کو علاحدہ کر دے کبیر کہتے ہیں کہ ایسا ہی سنت مجھے عزیز ہے
۷۰۔ جس کے الفاظ سے شرافت' صبر اور شبد بستا ہے وہ جوہری سنت سچائی جانتے ہیں
ان کا چہرہ کھلا رہتا ہے' وہ خدا کے خیال میں رہتے ہیں' ان کے ہونٹوں پر مسکان رہتی ہے
وہ سچ سے ڈگتے نہیں' جھوٹ نہیں بولتے' ان کی فہم صرت میں رہتی ہے وہ اصلی گیانی ہیں

کہت ہوں گیان پکار کے سبن سوں دیت اُپدیس دل دردجانی
گیان کو پور ہے رہن کو سور ہے دیا کی بھکتی دل مانہہ ٹھانی
اورتے چھورلوں ایک رس رہت ہے ایس جن جگت میں برلے پرانی
ٹھگ بٹ پار سنسار میں بھر رہے ہنس کی چال کہہ کاگ جانی
چپلتا چترٗ ہیں بنے بہُ چیکنے بات میں ٹھیک پے کپٹ ٹھانی
کہا تن سے کہوں دیا جن کے نہیں گھات بہتے کریں بکل دھیانی
دُرمتی جیوکی دُبدھ چھوٹے نہیں جنم جنما ترپڑے نرک کھانی
کاگ کو بُدھ سو بُدھ پاویں کہاں کٹھن کٹھور بکرال بانی
اگن کے پنج ہیں سیتلتا تن نہیں امرت اور بش دوؤ ایک سانی
کہا ساکھی کہے سمت جاگی نہیں سانچ کی چال بن دھور دھانی
سوکرت اور رت کی چال سانچی صحیح کاگ بک ادھم کی کون کھانی
کہے کبیرؔ کوؤ سنگھ جن جوہری سدا سب دھان بیہ نیر چھانی

میں پکار کر گیان کی بات کہتا ہوں سبھی کے دل کا درد جان کر اپدیش دیتا ہوں
سنت گیان میں پورا ہوتا ہے۔ بہادری سے جیتا ہے اور دل میں رحم کی بھگتی رکھتا ہے
مکمل طور سے ایک ہی جذبہ رکھتا ہے۔ ایسے لوگ دنیا میں اِکا دُکا ہی ہوتے ہیں
دنیا میں ٹھگ اور راہزن بھرے پڑے ہیں۔ ہنسوں کی چال کوے نہیں سمجھتے
باتونی اور چالاک ہیں، بہت مہذب ہیں، گفتگو درست لیکن دل میں کینہ رکھتے ہیں
میں ان سے کیا کہوں جن کے دل میں رحم نہیں۔ بگلا بھگت کی طرح گھات لگائے رہتے ہیں
کج فہم لوگوں کی تشکیک نہیں چھوٹتی اور وہ جنم جنم تک دوزخ میں پڑے رہتے ہیں
بیہودہ کوے عقل وفہم کہاں سے پائیں۔ ان کی آواز سخت اور بھیانک ہوتی ہے
وہ آگ کے پرکالے ہیں، ان کے جسم میں ٹھنڈک نہیں، ان کے لیے امرت اور زہر ایک سے ہیں
جس میں اچھی عقل نہیں
اچھے کام اور سچائی کی چال صحیح ہے لیکن بدطینت، کوے اور بگلے اسے کیا جانیں
کبیر کہتے ہیں کہ کوئی سلیقہ مند پارکھی ہی ہوتا ہے جو دودھ اور پانی علاحدہ کر دیتا ہے

۷۱۔ ہے سادھو سنسار میں کنولا جل ماہی   سدا سروُدا سنگ رہے پرست جل ناہیں
جل کیری جیوں کو کبھی جل مانہہ رہائی   پنکھ پانی بیدھے نہیں کچھ اثر نہ جائی
مین ترے جل اوپرے جل لگے نہ بھارا   آڑ اٹک مانے نہیں پیرے جل دھارا
جیسے سیپ سمدر میں چت دیت اکاسا   کبھو کلا ہوے کھیلیے تس صاحب داسا
جگت جھورا پار کے سر پہ لپٹانا   بکھ باکے بیدھے نہیں گورو گم سمانا
دودھ بھات گھرت بھوجنا بہُ پاک مٹھائی   جیہا بس لگے نہیں ان کے روشنائی
بانی میں بکھ دھر بسیں کوئی پکڑ نہ پاوے   کہہ کبیر گورو منتر سے بیچے چل آوے

۷۲۔ درس دیوانہ باورا الست فقیرا   ایک اکیلا ہوئے رہا عصمت کا دھیرا
ہردے میں محبوب ہے ہر دم کا پیالا   پیوے گا کوئی جوہری گورو مکھ متوالا
پئیت پیالا پریم کا سگھرے سب ساتھی   آٹھ پہر جھومت رہے جس میگل ہاتھی
بندھن کاٹے موہ کے بیٹھا نرسنکا   وا کے نظر نہ آوتا کیا راجا رنکا

۷۱۔ دنیا میں سادھو ایسے رہتا ہے جیسے پانی میں کمل۔ وہ ہمیشہ پانی میں رہتا ہے لیکن پانی چھوتا نہیں
مرغابی جس طرح پانی میں رہتی ہے لیکن اس کے پروں میں پانی نہیں گھستا نہ اثر کرتا ہے
مچھلی پانی پر تیرتی ہے اسے کوئی دقت نہیں ہوتی بغیر روک ٹوک دھارے سے الٹی تیرتی ہے
جیسے سیپ سمندر میں رہتی ہے لیکن اس کا دھیان آسمان پر رہتا ہے اسی طرح اللہ کے غلام دنیا میں گڑے جیسا کھیل کھیلتے ہیں
مداری کا جھورا سانپ کو ترکیب سے سر پہ لپٹا لیتا ہے لیکن گورو کی مہربانی سے اس پر زہر نہیں چڑھتا
دودھ بھات چکنا کھانا طرح طرح کے پکوان مٹھائی۔ روشن ضمیروں کی زبان کو ان کی عادت نہیں ہوتی
زبان میں سانپ بستے ہیں جنھیں کوئی پکڑ نہیں پاتا۔ کبیر کہتے ہیں کہ گورو منتر سے خود ہی قابو میں آجاتے ہیں

۷۲۔ محبوب کے دیدار کا دیوانہ مست فقیر۔ اکیلا ہونے پر بھی وفاداری میں ثابت قدم ہوتا ہے
اس کے دل میں محبوب ہر دم پیالے بھرے رہتا ہے۔ لیکن کوئی مرشد کا عقیدت مند ہی پی سکتا ہے
محبت کا پیالہ پیتے ہی سب ساتھی چھوٹ گئے اور بھگت مست ہاتھی کی طرح آٹھ پہر جھومنے لگا
لگاؤ کی بندشیں توڑ کر آزاد ہو بیٹھا۔ اس کی نظر میں شاہ وگدا سب یکساں ہو گئے

دھرتی تو آسن کیا تمبو آسمانا چولا پہرا خاک کا رہ پاک سمانا
سیوک کو ست گورو ملے کچھ رہ نہ تباہی کہہ کبیر نج گھر چلو جنہہ کال نہ جاہی

۴۳۔ جیہہ کُل بھگت بھاگ بڑ ہوئی
ابرن برن نہ گنیہ رنک دھنی بمل باس جس ہوئی
باہمن چھتری بیس سودر سب بھگت سمان نہ کوئی
دھن وہ گاؤں ٹھاؤں استھانا ہوئے پنیت سنگ لوئی
ہوت پنیت جپے ست ناما آپ ترے تارے کل دوئی
جیسے پُرَن نہ جل بھیتر کہہ کبیر جگ میں جن سوئی

اس نے زمین کا آسن بنایا اور آسمان کا شامیانہ اس نے خاک کا ملبوس پہنا اور پاک رہا
جب مرید کو ست گورو مل گئے تو کچھ مشکل نہ رہی۔ کبیر کہتے ہیں اپنے گھر کو چلو جہاں موت نہیں پہنچتی

۴۳۔ جس خاندان میں بھگت ہو وہ بڑا خوش قسمت ہے
اس کی ذات پات نہ دیکھو نہ غریبی دولت مندی، اس کی زندگی بڑی صاف ستھری ہوتی ہے
برہمن چھتری ویشیہ شودر کوئی بھی بھگت کی برابری نہیں کر سکتا
جس گاؤں اور جگہ وہ پیدا ہو وہ خوش بخت ہے اور اس کے تعلق سے وہ بھی پاک ہو جاتا ہے
وہ پاک ہوتا ہے، سچے نام کا جاپ کرتا ہے، خود ترتا ہے اور دونوں خاندانوں کو تارتا ہے
جس طرح کمل پانی میں رہتا ہے اسی طرح ایسا شخص دنیا میں رہتا ہے

ویدانت واد

(فلسفۂ ویدانت)

۴۴۔ سادھو ست گورو الکھ لکھایا آپ آپ درسایا
بیج مدھیہ جیوں برچھا درسے برچھا مدھے چھایا
پرماتم میں آتم تیسے آتم مدھے مایا
جیوں   منیہ دیکھیے سن انڈ آکارا
نہ اچھر تے اچھر تیسے اچھر چھر وستارا
جیوں روی مدھے کرن دیکھیے کرن مدھیہ پرکاسا
پرماتم میں جیو برہم اِم جیو مدھیہ تم سواسا
سواسا مدھے شبد دیکھیے ارتھ شبد کے ماہی
برہم تے جیو جیو تے من اِم نیارا ملا سداہی

۴۴۔ اے سادھو ست گورو نے نادیدہ خدا کو دکھایا ہے خود میں خدا دکھایا ہے
جیسے بیج کے اندر درخت دکھائی دیتا ہے اور درخت کے درمیان سایہ
اسی طرح پرتما میں آتما اور آتما میں اس کی مایا ہے
جس طرح آسمان میں شونیہ دکھائی دیتا ہے اور شونیہ میں دنیا کا انڈا
اسی طرح غیر اکشر عظیم وجود سے اکشر برہم اور اکشر برہم کا پھیلاؤ فانی اشیا میں ہے
جس طرح سورج میں کرن دیکھتے ہو اور کرن میں اُجالا
اسی طرح پرماتما میں جیو برہم ہے اور جیو یعنی جاندار میں سانس ہے
سانس میں شبد کو دیکھو اور شبد یعنی لفظ کے اندر معنی پوشیدہ ہیں
اسی طرح ہمیشہ برہم سے جیو اور جیو سے من الگ ہو کر بھی ایک ہے

آپ ہی بیج برچھ انکورا آپ پھول پھل چھایا
آپ ہی سُور کرن پرکاسا آپ برہم جیو مایا
انڈاکار سنّ نبھ آپے سوانس شبد ارتھایا
نہ اچھر اچھر چھر آپے من جیو برہم سمایا
آتم میں پرماتم درسے پرماتم میں جھائیں
جھائیں میں پرچھائیں درسے لکھے کبیرا سائیں

---

۷۵ پانی بیچ مین پیاسی موہے سن سن آوت ہانسی
آتم گیان بنا سب سونا کیا متھرا کیا کاسی
گھر میں وستو دھری نہیں سوجھے باہر کھوجت جاسی
مرگ کا نابھی مانہہ کستوری بن بن کھوجت جاسی
کہے کبیر سنو بھئی سادھو سہج ملے اوناسی

وہ خود ہی بیج ' درخت ' انکر' پھول' پھل اور سایہ ہے
خود ہی سورج ہے' کرن ہے' روشنی ہے' خود ہی جیو' برہم اور مایا ہے
وہ انڈے کی صورت کا شونیہ آسمان ہے' خود ہی سانس ہے' خود لفظ اور خود مطلب
وہ نہ اکشر یعنی ماورائے لافانی' لافانی اور فانی ہے' وہی نفس میں جان میں اور برہم میں ہے
آتما میں پرماتما دکھائی دیتا ہے' پرماتما میں سایہ
اور اس سائے میں اس کا عکس دکھائی دیتا ہے جسے کبیر سوامی دیکھتے ہیں

۷۵۔ پانی میں رہ کر بھی مچھلی پیاسی ہے مجھے یہ سن کر ہنسی آتی ہے
اگر آتما کا علم نہیں ہے تو چاہے متھرا جاؤ چاہے کاشی سب بے کار ہے
گھر میں رکھی چیز دکھائی نہیں دیتی سبھی اسے ڈھونڈنے باہر جاتے ہیں
ہرن کے ناف میں مشک ہے اور وہ جنگل جنگل اسے تلاش کر رہا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سنت سنو' لافانی ذات سہج یعنی آسانی کے تپ سے ملتے ہیں

۷۶۔ چندا جھلکے یہ گھٹ مانہی — اندھی آنکھن سوجھت ناہیں
یہ گھٹ چندا یہ گھٹ سور — یہ گھٹ گاجے انہد تور
یہ گھٹ باجے طبل نشان — بہرا شبد سنے نہہ کان
جب لگ میری میری کرے — تب لگ کاج نہ ایکو سرے
جب میری ممتا مرجائے — تب پربھو کاج سنوارے آئے
جب لگ سنگھ رہے بن مانہہ — تب لگ وہ بن پھولے نانہہ
اُلٹا سیار سنگھ کو کھائے — اُکھٹا بن پھولے ہریائے
گیان کے کارن کرم کمائے — ہوئے گیان تب کرم نسائے
پھل کارن پھولے بن رائے — پھل لاگے پر پھول سکھائے
مرگ پاس کستوری باس — آپ نہ کھوجے کھوجے گھاس
پارے پنڈ مین لے کھائی — کہے کبیر لوگ بورائی

۷۶۔ اس جسم میں چاند چمکتا ہے۔ لیکن اندھی آنکھوں کو کیا سوجھے
اسی جسم میں چاند ہے اسی میں سورج۔ اسی جسم میں لافانی انہد کی ترہی بجتی ہے
اسی جسم میں طبل اور نقارے بجتے ہیں۔ لیکن بہرے کو ایک آواز بھی نہیں آتی
جب تک انسان میرا میرا کرتا رہتا ہے۔ تب تک اس کا کوئی کام نہیں بنتا
جب میرے کی یعنی حصول کی خواہش ختم ہو جائے۔ تب اللہ کام سنوار دیتا ہے
جب تک شیر جنگل میں رہتا ہے تب تک وہ جنگل پھولتا نہیں
جب خلافِ عادت گیدڑ شیر کو کھا لیتا ہے تو ویران جنگل پھولنے اور ہریانے لگتا ہے
گیان حاصل کرنے کے لیے انسان عمل کرتا ہے اور جب گیان ہوتا ہے تو کرم ختم ہو جاتے ہیں
جنگل میں پھول پھلوں کے لیے کھلتے ہیں اور جب پھل آتے ہیں تو پھول سوکھ جاتے ہیں
ہرن کے پاس کستوری رہتی ہے لیکن اسے اس کی نہیں گھاس کی تلاش ہے
ندی کے پار ہی گاؤں ہے لیکن وہیں ندی پر مچھلی کھا رہے ہیں۔ کبیر کہتے ہیں دنیا پاگل ہو گئی ہے۔

---

۷۷. اوڑھوا مدھ کوپ، اندھیارا

یا گھٹ بھیتر سات سمندر یاہِ میں ندی نارا

یا گھٹ بھیتر کاشی دوارکا یاہِ میں ٹھاکر دوارا

یا گھٹ بھیتر چند سورہے یاہِ میں نو لکھ تارا

کہے کبیر سنو بھئی سادھو یاہِ میں ست کرتارا

---

۷۸. سادھو ایک آپ جگ ماہی

دوجا کرم بھرم ہے کرتم جیوں درپن میں چھاہی

جل ترنگ جل میں اپجے پھر جل ماہہ رہائی

کایا جھائیں پانچ تت کی بنسے کہاں سمائی

یا بدھی سدا دیہہ گتی سب کی یا بدھ مُنہ بچارو

آیا ہوئے نیاد کہہ نیارو پرم تت نرو اورو

---

۷۷. اے پہنچے ہوئے فقیر یہ گھنا اندھیرا ہے

اس جسم کے اندر سات سمندر ہیں اسی میں ندی نالے ہیں

اسی جسم میں کاشی اور دوارکا ہیں اسی میں ٹھاکر دوارا ہے

اسی جسم میں چاند اور سورج ہیں اسی میں نو لاکھ ستارے ہیں

کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو اسی میں ذات حق موجود ہے

---

۷۸. اے سادھو دنیا میں ایک ہی ذات ہے

دوسرے سارے کام نظر کا دھوکا ہیں جیسے آئینے میں کسی کا عکس

جیسے پانی کی لہر پانی سے پیدا ہوتی ہے پھر پانی ہی میں سما جاتی ہے

جسم پانچ عناصر کی پرچھائیں ہے وہ ختم ہونے پر اسی میں سما جاتی ہے

سب کے جسم کی یہی حالت ہے، اسی طرح دل میں خیال کرو

اپنے وجود کا اچھی طرح تصفیہ کرو اور حتمی عنصر کو سمجھو

سہجے رہے سمائے سہج میں ناکہوں آیا نہ جاوے

دھرے نہ دھیان کرے نہہ جپ تپ رام رحیم نہ گاوے

تیرتھ برت سکل پرتیاگے سُنّ ڈور نہہ لاوے

یہ دھوکا جب سمجھ پرے تب پوجے کاہ پجاوے

جو ر جگت میں بھرم نہ چھوٹیں جب لگ آپ نہ سوجھے

کہہ کبیر سوئی ست گورو پورا جو کوئی سمجھے بوجھے

---

۷۹. سادھو سہجے کایا سودھو

کرتا آپ میں کرتا لکھ من کو پرمودھو

جیسے بٹ کا بیج تاہِ میں پتر پھول پھل چھایا

کایا مدھے بُند براجے بُندے مدھے کایا

سہج ہی یعنی معمولی طور پر وہ جسم میں سمایا ہے، کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں

دھیان کرنے، یوگ جپ تپ کرنے یا رام رحیم کی ثنا کرنے کی ضرورت نہیں

تیرتھ برت سب چھوڑ دو اور شونیہ کی ڈور یعنی ریاضت بھی چھوڑ دو

جب یہ سب دھوکا معلوم ہو تو کسے پوجا جائے اور کسے پجایا جائے

کوشش اور تدبیر سے بھرم نہیں چھوٹتا، تبھی چھوٹتا ہے جب خود روشنی ملتی ہے

کبیر کہتے ہیں کہ وہی پورا ست گورو ہے جو یہ سب سمجھتا بوجھتا ہے

---

۷۹. اے سادھو سہج طریقے سے جسم کو پاک کرو

خدا میں تم ہو اور تم میں خدا ہے یہ سمجھ کر جی میں خوش ہو

جیسے برگد کے بیج ہی میں اس کے پتے، پھول پھل چھایا وغیرہ ہیں

اسی طرح جسم میں خدا ہے اور خدا میں جسم ہے

اگنی پون پانی پرتھی نبھ تا بن میلا ناہیں
قاضی پنڈت کرو نبیرا کاکے مانہہ نہ سایئں

سانچے نام اگن کی آسا ہے وا ہی میں سانچا
کرتا بیچ بیے ہے کھیتے ترگن تین تت سانچا

جل بیچ کُنبھ جلے بیچ دھریا باہر بھیتر سوئی
اُن کو نام کہن کو ناہیں دوجا دھوکھا ہوئی

کٹھن پنتھ ست گورو کو ملنا کھوجت کھوجت پایا
اک لگ کھوج مٹی جب دُبدھا نا کہوں گیا نہ آیا

کہیں کبیر سنو بھئی سادھو ست شبد نج سارا
آپا مدھے آپے بولے آپے سرجن ہارا

آگ، ہوا، پانی، زمین، آسمان ان کے ملنے کے بغیر تو کام بنتا ہی نہیں
لیکن اے قاضی اور پنڈت یہ فیصلہ کرو کہ مالک کس کے اندر نہیں ہیں
سچے نام کی آگ کی ہمیں امید ہے، اسی میں وہ سانچا ہے جس میں ہم ڈھلیں گے
خالق بیچ ہی میں کھیت لیے ہے، تینوں اوصاف کے ساتھ حقیقت بھی شامل ہے
گھڑا پانی میں ہے اور اپنے اندر بھی پانی لیے ہے، باہر اندر ایک ہی چیز ہے
اس مالک کا نام کہا نہیں جا سکتا، اور کچھ کہیں تو دھوکا ہے
ست گورو کے ملنے کی راہ مشکل ہے، بہت ڈھونڈھنے پہ ملتے ہیں
یکسوئی سے تلاش کرنے پر تذبذب مٹ گیا کہیں آنا جانا نہ پڑا
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو ست شبد اصل جوہر ہے
وہ خود اپنے بیچ بیٹھ کر بول رہا ہے اور خود ہی خالق ہے

---

۸۰ دریاو کی لہر دریاو ہے جی دریاو اور لہر بھن کوئم
اُٹھے تو نیر ہے بیٹھتا نیر ہے کہو کس طرح دوسرا ہوئم
اُسی نام کو پھیر کے لہر دھارو لہر کے کہے کیا نیر کھوئم
جگت ہی پھیر سب جگت ہے برہم میں گیان کر دیکھ کبیر گوئم

۸۱۔ من تو مانت کیوں نہ منا رے
کون کہن کو کون سنن کو دوجا کون جنا رے
درپن میں پرت بمب جو بھاسے آپ چہوں دس سوئی
دبدھا مٹے ایک جب ہووے تو لکھ پاوے کوئی
جیسے جل تے ہیم بنت ہے ہیم دھوم جل ہوئی
تیسے یہ تت وا ہو تت سوں پھر یہ اور وہ سوئی

---

۸۰ دریا کی لہر خود دریا ہے، دریا اور لہر ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں
وہ اٹھتا ہے تو پانی ہے بیٹھتا ہے تو بھی پانی ہے، تو وہ دوسرا کس طرح ہوگا
اسی نام کو دوبارا کہو تو لہر ہے، لہر کے کہنے سے کیا پانی کھو جاتا ہے
دنیا ہی برہم ہے اور برہم ہی دنیا ہے، اے کبیر میں جان کر اور دیکھ کر کہتا ہوں

۸۱۔ اے میرے دل تو میرا کہنا کیوں نہیں مانتا
کہنے سننے کے لیے اور کون ہے ؟ اور کوئی شخصیت ہے ہی کہاں
آئینہ میں اس کا عکس ہے، وہ خود چاروں طرف پھیلا ہے
جب دل کا تذبذب مٹ جاتا ہے اور اس سے مل کر ایک ہو جاتا ہے تبھی کوئی اُسے دیکھ پاتا ہے
جیسے پانی سے برف بنتی ہے اور برف بھاپ اور پانی بنتی ہے
اسی طرح یہ عنصر اُس عنصر میں ملتا ہے تو اس کے ساتھ مل کر ایک ہی ہو جاتا ہے

جو سمجھے تو کھری کہن ہے نا سمجھے تو کھوٹی
کہے کبیر دوؤ پکھ تیاگے تا کی مت ہے موٹی

۸۲۔ نا ہیں دھرمی نا نہہ ادھرمی نا ہیں جتی نہ کامی ہو
نا ہیں کہتا نا ہیں سنتا نا ہیں سیوک سوامی ہو
نا ہیں بندھا نا ہیں مکتا نا نربندھ سربنگی ہو
نا کا ہوے نیارا ہوا نا کا ہو کا سنگی ہو
نا ہم نرک لوک کو جاتے نا ہم سرگ سدھارے ہو
سب ہی کرم ہمارا کیا ہم کرمن تے نیارے ہو
یہ مت کوئی برلا بوجھے جو ست گورو ہو بیٹھے ہو
مت کبیر کا ہو کو تھاپے مت کا ہو کو میٹے ہو

اگر سمجھو تو میری بات کھری ہے نہ سمجھو تو کھوٹی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ جس نے ان دونوں تاثرات کو چھوڑ دیا اس کی عقل موٹی ہے

۸۲۔ نہ میں دھرم والا ہوں نہ ادھرمی نہ پرہیزگار ہوں نہ شہوت زدہ
نہ میں کہتا ہوں نہ سنتا ہوں نہ مالک ہوں نہ خدمت گار
نہ میں بندھا ہوں نہ آزاد ہوں نہ مکمل رہائی یافتہ
میں نہ کسی سے علاحدہ ہوں نہ کسی کے ساتھ ہوں
نہ ہم جہنم جاتے ہیں نہ جنت کو جاتے ہیں
سب کام ہمارے کیے ہوئے ہیں پھر بھی ہم ان سے علاحدہ ہیں یعنی ان کا پھل نہیں بھوگیں گے
یہ بات کوئی نرالا آدمی ہی سمجھ سکتا ہے جو ست گورو ہو کر بیٹھے
اے کبیر تو نہ کسی اصول کو قائم کر نہ کسی کی تردید کر

۸۳۔ فہم کر فہم کر فہم کر مان یہ فہم بن فکر مٹے نہ تیری
سکل اجیار دیدار دل بیچ ہے ذوق اور شوق سب موج تیری
بولتا مست مستانے محبوب ہے اِنا سا عدل کہنہ کون کیری
ایک ہی نور دریا وبہہ دیکھیے پھیل وہ رہا سرشٹی ہیں ری
آپ ہی غنی غریب ہے آپ ہی آپ غنیم ہو آپ گھیری
آپ ہی چور پُن ساہ ہے آپ ہی گیان کتھ آپ ہی آپ سنے ری
آپ ہی ہری ہرنا کُسا آپ ہی آپ نرسنگھ ہو آپ گیری
آپ ہی راونا آپ رگھنا تھ جی آپ کو آپ ہی آپ دلے ری
آپ بل ہوے کے دان وسدھا کیا آپ ہو باونا آپ چھلے ری
آپ ہی کرشن ہے کنس ہے آپ ہی آپ کو آپ آپہ ہتے ری
آپ ہی بھکت بھگونت ہے آپ ہی اور نہہ دوسرا عرض سنے ری

۸۳۔ بات کو سمجھ لے، بغیر بات سمجھے تیری فکر نہیں مٹے گی
ساری روشنی اور دیدار دل ہی میں ہے، سارا ذوق شوق تجھ پر منحصر ہے
مستانہ محبوب تجھ سے مخاطب ہے تجھے اتنی پریشانی کس لیے
ایک ہی نور کا دریا ہے جو ساری مخلوق میں پھیل کر بہہ رہا ہے
وہ خود ہی دولت مند ہے خود مفلس ہے خود اپنا دشمن ہو کر اپنے کو گھیرتا ہے
وہ چور بھی خود ہے اور شاہ بھی خود، خود ہی علم کی باتیں کرتا ہے خود ہی سنتا ہے
وہ خود ہی وشنو ہے خود ہی ہرن کشیپ ہے جیسے نرسنگھ بن کر خود گراتا ہے
خود ہی راون ہے خود ہی رام چندر وہ خود اپنے کو ہراتا ہے
اس نے خود ہی بل بن کر زمین کا دان کیا اور بامن بن کر اپنے کو دھوکا دیا
وہ خود ہی کرشن اور کنس بھی خود ہی، خود ہی اپنا قتل کرتا ہے
وہ خود ہی عابد ہے خود ہی معبود وہ خود اپنی عرض سنتا ہے دوسرا کوئی نہیں

۸۴۔ مکت ہووے چھٹیں بندھن سبق تب کون مرے تسے کون مارے
اہنکار تجے بھیہ رہت ہووے تب کون ترے کسے کون تارے
مرنا جینا ہے تاہ کو جی جو آپ کو آپ بسار ڈارے
چتنیہ ہووے اُٹھ جاگ دیکھے دیا دیکھ کے جوت کبیر دھارے

۸۵۔ یہ تو ایک حباب ہے جی ساکن دریاو کے بیچ سدا
حباب تو عین دریاو ہے جی دیکھو نہ وہ سے موج جدا
حباب تو ہے اٹھنے ہی میں جی ہے بیٹھنے میں مطلب خدا
حباب دریاو کبیرؔ ہے جو دوجا نام بولے سو بُد بدا

۸۶۔ گھٹ گھٹ میں رٹنا لاگ رہی پرگٹ ہوا ایکھ ہے جی
کہوں چور ہوا کہوں ساہ ہوا کہوں باہمن کہوں شیخ ہے جی

۸۴۔ اگر آدمی آزاد ہو جائے بندشیں کاٹ دے پھر کون قاتل کون مقتول
اگر نشۂ خودی چھوڑ دے اور بے خوف ہو پھر کون ترنے والا کون تارنے والا
زندگی اور موت تو دراصل اسی کی کہنی چاہیئے جو خود کو بھول جائے
رمز سے آگاہ ہو جائے جاگ کر دیکھے اور گورو کی دیا دیکھ کر اے کبیر روشنی حاصل کرے

۸۵۔ یہ دریا کے درمیان دائمی طور پر ساکن ایک حباب ہے
حباب خود دریا ہے اور دیکھو وہ موج سے جدا بھی نہیں
حباب تبھی تک ہے جب تک اُٹھا ہے، بیٹھ گیا تو دریا یعنی خدا ہو گیا
اے کبیر حباب دریا ہی ہے، جو انھیں دو چیزیں سمجھے وہ بلبلے کی طرح بے اصل ہے

۸۶۔ ہر جسم میں سلسلہ لگ گیا، جو نافہمیدہ تھا وہ ظاہر ہو گیا
کہیں وہ چور ہوا کہیں برہمن اور کہیں شیخ

بہو رنگی پیارا سب سے نیارا سب ہی میں اک بھیکھ ہے جی
کبیرؔ ملا مرشد اُس میں ہم تم ناہیں وہ ایک ہے جی

۸۷۔ اسمان کا آسرا چھوڑ پیارے الٹ دیکھو گھٹ اپنا جی
تم آپ میں آپ تحقیق کرو تم چھوڑو من کی کلپنا جی
بن دیکھے جو نج نام جپے سو کہیے رین کا سپنا جی
کبیر دیدار پرگٹ دیکھا تب جاپ کون کا جپنا جی

۸۸۔ اپنپو آپ ہی بسرو
جیسے سونہا کانچ مندر میں بھرمت بھونک مرو
جیوں کیہر بپو نرکھ کوپ جل پرتما دیکھ پرو
ایسے ہی مدگج پھٹک سلا پر دسنن آن ارو

بوقلموں محبوب سب سے علاحدہ ہے اور سبھی کے ساتھ ملا ہوا بھی ہے
اے کبیر مجھے مرشد اسی میں ملا، ہم تم کوئی نہیں، ایک وہی ہے

۸۷۔ اے پیارے آسماں کا آسرا چھوڑو اور نگاہ پلٹ کر اپنے ہی اندر دیکھو
تم خود ہی میں خدا کو تحقیق کرو اور دل کی تخئیل چھوڑ دو
بغیر دیکھے اگر اپنا ہی نام جپا تو یہ رات کو دیکھا ہوا خواب ہی ہوا
کبیر نے جب صاف دیدار کیا پھر اسے جاپ جپنے کی کیا ضرورت

۸۸۔ خودی خود ہی فراموش ہو گئی
جیسے جنگلی کتا آئینوں کے محل میں جا کر پریشان ہو کر بھونک بھونک کر مر جاتا ہے
جیسے شیر کوئیں کے پانی میں اپنی شبیہ دیکھ کر اس میں کود پڑا
ایسے ہی مست ہاتھی بلور کی چٹان پر دانت اڑا کر انھیں توڑ لیتا ہے

مرکٹ مٹھی سواد نا بسرے گھر گھر نٹت پھرو
کہہ کبیر للنی کے سُوُونا توہِ کون پکرو

سامیہ واد (یکساں نظری)

٨٩۔ آپ ہی کرتا بھے کرتارا   بہُہ بدھ باسن گڑھیں کمھارا
بدھنا ہے کینھ اک ٹھاؤں   انیک جتن کے کنک بناؤں
جٹھر اگنی منہہ دیہہ پر جالی   تا میں آپ بھے پرت پالی
بہت جتن کے باہر آیا   تب شیو شکتی نام دھرایا
گھر کو سُت جو ہوے ایانا   تا کے سنگ نہ جائے سیانا
سانچی بات کہوں میں اپنی   بھیا دِوانہ اور کہ سپنی
گپت پرگٹ ہے ایکے مدرا   کا کو کہیے باھمن شُدرا
جھوٹھ گرب بھولے مت کوئی   ہندو ترک جھوٹھ کل دوئی

بندر اپنی مٹھی لالچ سے نہیں کھولتا اور پکڑا جانے پر گھر گھر ناچ دکھاتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اے حسینہ یعنی مایا کے توتے تجھے کس نے پکڑا ہے

٨٩۔ کرتار یعنی خدا خود ہی خالق ہے۔ اس نے کمھار بن کر طرح طرح کے برتن بنائے ہیں
خالق نے سبھی کو ایک جگہ جمع کیا اور طرح طرح کی ترکیبوں سے برتن بنائے
جسم کے اندر بھوک کی آگ جلائی، اور پھر خود ہی پالنے پوسنے والے ہوئے
پھر وہ کوشش کر کے اپنی اصلیت سے باہر ہوا اور شیو اور شکتی کا نام اس نے اپنایا
اگر اپنے گھر کا لڑکا احمق ہو تو بزرگ اس کے ساتھ نہیں چلتے
میں اپنی بات سچ سچ کہتا ہوں کہ یا تو میں دیوانہ ہوگیا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں
پوشیدہ اور ظاہر جو کچھ ہے وہ ایک ہی ہے۔ کسے برہمن کہیں اور کسے شودر
کسی کو جھوٹے غرور میں نہیں بھولنا چاہیئے۔ ہندو مسلمان دونوں ہی جھوٹے ہیں

جن یہ چتر بنائیا سانچی صورت ڈھار
کہہ کبیر تے جن بھلے جے تیہہ لینہہ بچار

٩٠۔ جو توہ کرتا برن بچارا   جنمت تین ڈنڈ انو سارا
جنمت شودر بھئے پُن شودرا   کرتم جنیئو گھال جگ دندرا
جو تم باھمن باھمنی جائے   اور راہ تم کاہے نہ آئے
جو تو ترک ترکنی جایا   پیٹے کاہے نہ سنت کرایا
کاری پیری دو ہو گائی   تا کر دودھ دیہہ بلگائی
چھانڈ کپٹ نر ادھک سیانی   کہہ کبیر بھج سارنگ پانی

٩١ دوے جگدیش کہاں تے آئے کہوں کونے بھرمایا
اللہ رام کریم کیشو ہری حضرت نام دھرایا

جس نے سچی صورت کو اتار کر یہ تصویر بنائی ہے
اسے جس نے پہچان لیا وہی ٹھیک آدمی ہے، یہ کبیر کہتے ہیں

٩٠۔ اگر تو برن یا ذات پات کا ماننے والا ہے تو تین دنڈ کے مطابق پیدا ہوتا
تم تو جنم سے شودر ہونے چاہیئے، تم بعد میں جھوٹا جنیؤ پہن کر اور چھل کپٹ کر کے شودر ہو ہی گئے،
اگر تم برہمنی ماں سے پیدا ہوئے تو کسی دوسری راہ سے کیوں نہیں آئے
اگر تو ترکنی کا پیدا کیا ترک مسلمان ہے تو تیری سنت ماں کے پیٹ ہی میں کیوں نہ ہوئی
کالے اور پیلے رنگ کی گائیں دو ہو اور پھر ان کے دودھ میں فرق کر کے بتاؤ
اے حد سے زیادہ چالاک انسان دھوکے بازی چھوڑ۔ کبیر کہتے ہیں کہ خدا کی یاد کر

٩١۔ دو خدا کہاں سے آئے، تجھے کسی نے کہیں بہکا دیا ہے
ایک ہی کا نام اللہ، رام، کریم، کیشو، ہری اور حضرت رکھا گیا ہے

گہنا ایک کنک تے گہنا تا میں بھاؤ نہ دوجا
کہن سنن کو دوے کر تھاتے اک نواج اک پوجا

وہی مہادیو وہی محمد برہما آدم کہیے
کوئی ہندو کوئی ترک کہاوے ایک زمیں پر رہیے

وید کتاب پڑھے وے کتبہ وے مولانا وے پانڈے
وِگت وِگت کے نام دھرایو اک ماٹی کے بھانڈے

کہہ کبیر تے دونوں بھولیں رامہہ کنہو نہ پایا
وے خصیا وے گائے کٹاویں وادے جنم گنوایا

۹۲۔ ایسو بھرم بگرچن بھاری
وید کتاب دین اور دوزخ کو پُرکھا کو ناری

سارے زیور ایک ہی سونے کے بنے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے
کہنے سننے کے لیے دو چیزیں قائم کر دیں، ایک نماز اور ایک پوجا
جو مہادیو ہیں وہی محمد ہیں، برہما کو آدم کہنا چاہیے
کوئی ہندو کہلاتا ہے کوئی مسلمان، رہتے سب ایک ہی زمین پر ہیں
وہ وید پڑھتے ہیں وہ کتاب کتبہ، وہ مولانا ہیں وہ پنڈت ہیں
علاحدہ علاحدہ نام رکھ لیے گئے ہیں لیکن سب ایک ہی مٹی کے برتن ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ یہ دونوں گمراہ ہیں، خدا کسی کو نہیں ملا
یہ خصّی بکرا کٹواتے ہیں وہ گائے اور فضول بحث میں زندگی برباد کرتے ہیں

۹۲۔ گمراہی اور بھرم بہت زیادہ ہیں
وید، کتاب، دین، دوزخ، مرد عورت ہونے کے سوالات

ماٹی کے گھر ساج بنایا نادے بِند وسمانا
گھٹ بنسے کیا نام دھر ہوگے احمق کھوج بھلانا

ایکے ہاڑ تو چام موترا ایک دھر گدا اک مدرا
ایک بندوے سرشٹ رچیو ہے کو براہمن کو شودرا

رج گن برہم تموگن شنکر ستوگن ہری سوئی
کہے کبیر رام رم رہیا ہندو ترک نہ کوئی

بھگتی اور ٹیک (جوشِ عبودیت)

۹۳۔ اوڑھن میرو رام نام میں رامہہ کو بنجارا ہو
رام نام کو کروں بنج میں ہری مورا ہٹوارا ہو
سہس نام کو کروں پسارا دن دن ہوت سوائی ہو
کان ترازو سیر تین پوا ڈکنی ڈھول بجائی ہو

مٹی کے گھر میں اس نے کاریگری کی ہے شبد میں سے بوند نکال کر
جب یہ گھڑا یا جسم ختم ہو جائے گا تو اس کا کیا نام رکھوگے، احمق ایسی ہی تلاش میں گمراہ ہے
ہڈی، کھال، بول و براز ایک ہی ہیں خون اور مقعد بھی ایک سی ہیں
ایک بوند سے ساری مخلوق بنائی گئی ہے، اس میں کون برہمن ہے کون شودر
رجوگن برہما ہے، تموگن شیو ہیں اور ستوگن وشنو ہی ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ سبھی میں رام بسے ہوئے ہیں نہ کوئی ہندو ہے نہ مسلمان

---

۹۳ رام نام ہی میرا اوڑھنا ہے، میں رام ہی کا بنجارہ ہوں
میں رام نام کی تجارت کرتا ہوں، خدا میرا دوکاندار ہے
میں خدا کے ہزار ناموں کو پھیلاتا ہوں، وہ روزانہ بڑھ کر سوایا ہو جاتا ہے
میرے پاس تجارت کی ساکھ، ترازو، باٹ سب ہیں، نقیبہ یعنی سانس ڈھول بجا رہی ہے

میرپسیری پورا کرے پاسنگ کنھوں نہ جائی ہو
کہے کبیر سنو ہو سنتو جور چلے جھنجھرائی ہو

---

۹۴. تو بے پیو ملیں گے گھونگھٹ کے پٹ کھول
گھٹ گھٹ میں وہ سائیں بستا کٹک بچن مت بول رے
دھن جوبن کے گرب نہ کیجے جھوٹا پنچ رنگ چول رے
سن محل میں دیّنا بارے آسا سوں مت ڈول رے
جاگ جگت سوں رنگ محل میں پیہ پایو انمول رے
کہے کبیر آنند بھیو ہے باجت انہد ڈھول رے

۹۵. پایوست نام گرے کے ہروا
سانکر کھٹولنا رہن ہماری ڈبرے ڈبرے پانچ کہروا
تالا کنجی ہمیں گورو دینی جب چاہوں تب کھولوں کِروا

میرپنسیری سے کتنا ہی پورا تولو لیکن پاسنگ تو بنا ہی رہتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سنتو سنو، آخر کو گھاٹا اٹھا کر ہی جاتے ہو

---

۹۴. تو گھونگھٹ کا پردہ اٹھا تجھے محبوب ملیں گے
ہر جسم میں وہ مالک بستا ہے، تو اپنے منہ سے کڑوی بات نہ کر
دولت اور جوانی کا غرور نہ کرو، پنچ رنگے لباس کی کوئی حقیقت نہیں
شونیہ کے محل میں دیا جلائے، صرف امید میں نہ گھوم پھر
ترکیب سے رنگ محل میں جا کر آنکھ کھول اور بے بہا محبت کو حاصل کر
کبیر کہتے ہیں کہ اس کے بعد خوشی ہی خوشی ہے اور انہد کی نوبت بجتی ہے

۵. میں نے ست نام کو گلے میں ہار بنا کر ڈالا ہے
ہماری رہائش تنگ سے کھٹولے میں ہے جسے پانچ دبلے کہار یعنی پانچ عنصر اٹھائے ہیں
لیکن گورو نے مجھے تالا چابی دے دی ہے جس سے جب چاہوں دروازہ کھول لوں

پریم پریت کی چنری ہماری جب چاہوں تب ناچوں سہروا
کہیں کبیر سنو بھئی سادھو بہُر نہ ایبے ایہی نگروا

---

۹۶. ملنا کٹھن ہے کیسے ملوں گی پیہ جائے
سمجھ سوچ پگ دھروں جتن سے بار بار ڈگ جائے
اونچی گیل راہ رپٹیلی پانو نہیں ٹھہرائے
لوک لاج کل کی مرجادا دیکھت من سکچائے
نیہر باس بسا پیہر میں لاج تجی نہہ جائے
ادھر بھومی جنہہ محل پیا کا ہم پے چڑھو نہ جائے
دھن بھئی باری پرکھ بھئے بھولا سرت جھکولا کھائے
دوتی ست گورو ملے بیچ میں دینہو بھید بتائے
صاحب کبیرا پیا سوں بھینٹیو سیتل کنٹھ لگائے

میری محبت کی چیر ہے اسے پہن کر میں جب چاہوں کھل کر ناچ سکتی ہوں
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو ہمارا اس نگر یعنی دنیا میں پھر آنا نہ ہو گا

---

۹۶. محبوب کا وصل مشکل ہے میں کس طرح جا کر اس سے ملوں
سمجھ کر میں ہوشیاری سے قدم رکھتی ہوں لیکن وہ بہک جاتا ہے
راستہ اونچا ہے اور پھسلن بھرا۔ اس میں پاؤں نہیں ٹھہرتے
جب میں دنیا کی شرم اور خاندان کی عزت کو دیکھتی ہوں تو دل میں ہچکچاہٹ ہوتی ہے
میں اپنے مائکے میں رہتی ہوں۔ یہاں پر مجھ سے شرم چھوڑی نہیں جاتی
میرے شوہر کا محل جس زمین پر ہے وہ بغیر سہارا اور اونچی ہے میں چڑھ نہیں پاتی
بیوی یعنی میں کمسن ہوں شوہر مجھے بھولے ہیں صرف یادوں کی پینگوں پر رہتی ہوں
لیکن اس کش مکش میں قاصدہ بن کر ست گورو نے بھید بتا دیا
اور اس طرح شوہر سے ملاقات ہو گئی اور ان کے گلے لگ کر ٹھنڈی ہو گئی

چھ ماس تاگ برس دن ککڑی
لوگ بولے بھل کاتل بچڑی
کہے کبیر سوت بھل کاتا
رہنٹا نہ ہوئے مکتی کر داتا

---

۹۹. سائیں کے سنگ سائر آئی

سنگ نہ سُوتی سواد نہ جانی. جوبن گو سپنے کی نائیں
جنا چار مل لگن سوچائی جنا پانچ مل منڈپ چھائی
سکھی سہیلی منگل گاویں دکھ سکھ ماتھے ہردی چڑھائی
نانا روپ پری من بھانور گانٹھی. جور بھئی پتیائی
ارگھ دیئے دیئے بھئی سوداسی جو کبہ رانڈ بھئی سنگ سائیں

چھ مہینے میں تکوا بنا اور برس دن میں گکڑی
لوگوں نے کہا کہ بیچاری نے اچھا کاتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سوت تو خوب کاتا
لیکن چرخہ مکتی دینے والا نہ ہوا

---

۹۹. میں شوہر کے ساتھ سسرال آئی
میں اس کے ساتھ نہ سوئی لطف نہ لیا' میری جوانی خواب کی طرح بیت گئی
چار لوگوں یعنی ویدوں نے لگن طے کی اور پانچ یعنی عناصر نے منڈپ بنایا
سکھی سہیلیوں نے مبارک گیت گائے اور پیشانی پر سکھ دکھ کی ہلدی چڑھائی
دل کے اندر طرح طرح بھانوریں پڑیں اور گانٹھ جوڑ کر میں بیاہتا بن گئی
جب تک میں سورج کو پانی چڑھاتی تھی سہاگن تھی لیکن شوہر کے ساتھ تو جیسے رانڈ ہوگئی

۹۷. دلہن گاؤ منگل چار ہمرے گھر آئے رام بھتار
تن رت کر میں من رت کرہوں پانچو تتو براتی
رام دیو موہے بیاہن آئے میں جوبن مدماتی
سَریر سروور بیدی کرہوں برہما وید اُچارا
رام دیو سنگ بھانور لیہوں دھن دھن بھاگ ہمارا
سُر تینتیسوں کوتک آئے مُنی ور سہس اٹھاسی
کہہ کبیر موہے بیاہ چلے ہیں پُرکھ ایک ابناسی

---

۹۸. ہری مور پیو میں رام کی بہُریا
رام مور بڑا میں تن کی لہُریا
ہری مور رہنٹا میں رتن پیوریا
ہری کو نام لے کاتل بہُریا

---

۹۷. اے دلہنو مبارک گیت گاؤ' ہمارے گھر ہمارے شوہر رام آئے ہیں
میں جسمانی محبت کے ساتھ جذباتی محبت کروں گی' پانچوں عناصر ان کے ساتھ کے براتی ہیں
رام جی مجھے بیاہنے آئے ہیں میں جوانی کے نشے میں چور ہوں
میں اپنے جسم کو تالاب اور بیدی بناؤں گی برہما جی شادی کے منتر کے طور پر وید پڑھیں گے
میں رام جی کے ساتھ بھانوریں پھیروں گی میری قسمت بہت اچھی ہے
تینتیس کروڑ دیوتا اور اٹھاسی ہزار منی شادی کا تماشہ دیکھنے آئے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ ایک ذات لافانی مجھے بیاہ لے چلی ہے

---

۹۸. ہری میرے شوہر ہیں میں رام کی دلہن ہوں
میرے رام تو بہت بڑے ہیں میں جسمانی طور پر چھوٹی ہوں
ہری میرے چرخے ہیں میں ریشمی پیلی چنری
ہری کا نام لے کر بہو نے سوت کاتا

بھیو بیاہ چلی بن دولہہ باٹ جان سمدھی سمجھائی
کہے کبیر ہم گونے جیہئے طرب کنت لے تور بجائی

ورہ نویدن (بیانِ ہجر)

۱۰۰۔ بالم آؤ ہمرے گیہہ رے تم بن دُکھیا دیہہ رے
سب کوئی کہے تمھاری ناری موکو یہ سندیہہ رہے
ایک میو ہوئے سیج نہ سووے تب لگ کیسو نیہہ رے
ان نہ بھاوے نیند نہ آوے گرہ بن دھرے نہ دھیر رے
جیوں کامی کو کامنی پیاری جیوں پیاسے کو نیر رے
ہے کوئی ایسا پر اُپکاری پیہ سے کہے سنائے رے
اب تو بے حال کبیر بھئے ہیں بن دیکھے جیو جائے رے

شادی ہونے پر بھی شوہر کے بغیر چلی۔ راستے کے جاننے والے سمدھی یعنی ست گورو نے رہنمائی کی
کبیر کہتے ہیں کہ میں گونے جاؤں گی، شوہر سے ملنے کی خوشی میں باجے بجنے لگے

۱۰۰۔ اے میرے خاوند میرے میرے گھر آؤ تمھارے بغیر میرا جسم تکلیف میں ہے
ہر شخص مجھے تمھاری بیوی کہتا ہے لیکن مجھے اس بات میں شک ہے
جب تک ایک ہو کر ایک پلنگ پر نہ سوئیں تب تک محبت کیسی
مجھے کھانا اچھا نہیں لگتا نیند نہیں آتی، گھر یا جنگل کہیں چین نہیں ملتا
جس طرح شہوت زدہ کو عورت پیاری اور جیسا پیاسے کے لیے پانی ہے ویسے میرے لیے تم ہو
کیا کوئی ایسا محسن ہے جو میرے شوہر کو یہ سنائے
کہ اب کبیر تمھارے بغیر بدحال ہیں بغیر تمھارے دیکھے ان کی جان جا رہی ہے

۱۰۱۔ ست گورو ہو مہاراج مجھ پر سائیں رنگ ڈارا
شبد کی چوٹ لگی میرے من میں بیدھ گیا تن سارا
اوشدھ مول کچھو نہیں لاگے کیا کرے بید بچارا
سُر نر منی جن پیر اولیا کوئی نہ پاوے پارا
صاحب کبیر سرب رنگ رنگیا سب رنگ سے رنگ نیارا

۱۰۲۔ کیسے دن کٹہیں جتن بتائے جیئو
ایہہ پار گنگا اُہ پار جمنا بیچوا منڈیا ہمکا چھوائے جیئو
انچرا پھارکے کاگد بنائن اپنی صورتیا ہمرے لکھائے جیئو
کہت کبیر سنو بھائی سادھو بہیاں پکڑ کے رہیا بتائے جیئو

---

۱۰۳ پریت لگی تو نام کی پل بسرے ناہیں
نظر کرو اب مہر کی موہے ملو گو سائیں

۱۰۱۔ اے ست گورو مہاراج تم نے مجھ پر مالک کا رنگ چڑھا دیا
میرے دل میں شبد کی چوٹ لگی اور اس نے سارا جسم بیدھ دیا
جڑی بوٹی کچھ لگتی ہی نہیں ہے۔ بیچارہ وید کیا کرے
انسان، منی، دیوتا، پیر، اولیا، سب کی سمجھ سے باہر ہے
مالک نے کبیر کو پورے رنگ سے رنگ دیا۔ یہ رنگ سارے رنگوں سے علاحدہ ہے

۱۰۲۔ مجھے اپنے ہجر میں دن کاٹنے کی ترکیب بتاتے جاؤ
اِس طرف گنگا ہے اُس طرف جمنا، میری کٹیا درمیان میں ڈلواؤ (مراد اڑا اور پنگلا کے درمیان سوشمنا سے ہے)
میں نے اپنا آنچل پھاڑ کر کاغذ بنایا ہے اپنی صورت دل پر نقش کرائے جانا
اے سادھو کبیر کہتے ہیں کہ میری بانہہ پکڑ کر راستہ بتاتے جانا

---

۱۰۳ تمھارے نام سے محبت ہو گئی ہے ایک لمحہ کو بھی وہ نہیں بھولتا
اے مالک اب تو مہر کی نظر کرو اور مجھ سے ملو

برہ ستاوے موہ کو جیہ تڑپے میرا
تم دیکھن کو چاو ہے پربھو ملو سویرا
نینا ترسے درس کو پل پلک نہ لاگے
درد بند دیدار کا نس باسر جاگے
جواب پریتم لے کروں نکھو نہ نیارا
اب کبیر گورو پایا ملا پران پیارا

---

۱۰۴ ہوں واری دکھ پھیر پیارے کروٹ دے موہ کاہے کو مارے
کروت بھلا نہ کروٹ تیری لاگ گرے سن منتی میری
ہم تم بیچ بھیا نہہ کوئی تم سو کنت نار ہم سوئی
کہت کبیر سنو نر لوئی اب تمھری پرتیت نہ ہوئی

مجھے ہجر ستا رہا ہے میرا جی تڑپ رہا ہے
اے مالک تمھیں دیکھنے کو جی چاہتا ہے جلد ملو
آنکھیں تمھیں دیکھنے کو ترس رہی ہیں ایک پل کو بھی پلک نہیں لگتی
دیدار کا دردمند رات دن جاگتا رہتا ہے
اے محبوب اب کی جو تم ملے تو ایک لمحے کو جدا نہ کروں گا
اے کبیر اب مجھے گورو ملا ہے اور اس کے ذریعہ محبوب بھی

---

۱۰۴ میں تیرے صدقے، پیارے میرا دکھ مٹا۔ مجھ سے کروٹ پھیر کر مجھے کیوں مارتا ہے
میرے لیے تیری بانہہ بھلی ہے کروٹ نہیں۔ میری عرض سن اور گلے سے لگ جا
میرے تمھارے درمیان کوئی نہیں ہے۔ تم شوہر ہو اور میں تمھاری بیوی
کبیر کہتے ہیں کہ اے بے وفا آدمی۔ اب مجھے تمھارا یقین نہیں رہا ہے

---

۱۰۵ شبد کی چوٹ لگی ہے تن میں گھر نہہ چین چین نہہ بن میں
ڈھونڈھت پھروں پیو نہہ پاؤں اوشدھ مول کھائے گذراؤں
تم سے بید نہ ہم سے روگی بن دیدار کیوں جیئے جوگی
ایکے رنگ رنگی سب ناری نا جانوں کو پیہ کو پیاری
کہہ کبیر کوئی گورو مکھ پاوے بن نینن دیدار دکھاوے

---

۱۰۶ چلی میں کھوج میں پیہ کی مٹی نہہ سوچ یہ جیہ کی
رہے نت پاس ہی میرے نہ پاؤں یار کو ہیرے
وکل ہوں اور کو دھاؤں تبھوں نہہ کنت کو پاؤں
دھروں کیہہ بھانت سے دھیرا گیو گر ہاتھ سے ہیرا
کٹی جب نین کی جھائیں لکھو تب گگن میں سائیں
کبیرا شبد کہہ بھاسا نین میں یار کو باسا

---

۱۰۵ میرے بدن میں شبد کی چوٹ لگی ہے۔ مجھے نہ گھر میں چین ملتا ہے نہ جنگل میں
میں ڈھونڈھتی پھرتی ہوں لیکن شوہر کو نہیں پاتی۔ دوا دارو کھا کر جیتی ہوں
نہ کوئی تم جیسا وید ہوگا نہ میری جیسی بیمار۔ بغیر دیدار کے مہجور کیسے جیے
سب عورتیں ایک ہی رنگ میں رنگی ہیں۔ نہ معلوم محبوب کو کون اچھی لگتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ کاش کوئی پہنچا ہوا فقیر ملتا۔ جو بغیر آنکھوں کے مجھے محبوب کو دکھا دیتا

---

۱۰۶ میں اپنے شوہر کی تلاش میں نکلی۔ میرے دل کی یہ فکر نہیں مٹی
وہ رات دن میرے پاس رہتا ہے۔ لیکن میں محبوب کو دیکھ نہیں پاتی
میں بے چین ہو کر چاروں طرف دوڑتی ہوں۔ پھر بھی اپنے شوہر کو نہیں پاتی
میں کس طرح صبر کروں۔ میرے ہاتھ سے ہیرا گر گیا ہے
جب آنکھوں کا اندھیرا دور ہوا۔ تب آسمان میں مالک دکھائی دیا
کبیر نے شبد کہہ کر جتا دیا کہ محبوب کی رہائش آنکھوں ہی میں ہے

---

۱۰۷. ابناسی دولہا کب ملہو بھگتن کے رچھپال
جل اُپجی جل ہی سوں نیہا رٹت پیاس پیاس
ہیں ٹھاڑھی برہن مگ جوؤں پریتم تھری آس
چھوڑے گیہہ نیہہ لگ تم سوں بھئی پیرن لولین
تالاویلی ہوت گھٹ بھیتر جیسے جل بن مین
دوس رین بھوکھ نہہ ندرا گھر انگنا نہ سہائے
سیجریا بیرن بھئی ہم کو جاگت رین بہائے
ہم تو تھری داسی سجنا تم ہمرے بھرتار
دین دیال دیا کر آؤ سمرتھ سرجن ہار
کے ہم پران تجت ہیں پیارے کے اپنا کرلیو
داس کبیر برہ اتِ باڑھیو ہم کے درسن دیو

---

۱۰۷. اے غیر فانی شوہر، جو بھگتوں کے رکھوالے ہو، مجھے کب ملوگے
جیسے سیپ پانی سے پیدا ہوئی اور اسی کی محبت میں پیاس پیاس رٹتی ہے
ویسے ہی اے محبوب میں راستے میں کھڑی ہوئی تمھارا انتظار کر رہی ہوں
میں نے تمھاری محبت میں گھر چھوڑ دیا ہے، تمھارے ہی قدموں میں محو ہوگئی ہوں
میرے اندر اتھل پتھل مچی ہوئی ہے جیسے کہ بغیر پانی مچھلی تڑپتی ہو
رات اور دن کو نہ کھانا ہے نہ سونا، گھر آنگن اچھا نہیں لگتا
پلنگ ہمارے لیے دشمن سا ہوگیا ہے، رات جاگتے ہی کٹتی ہے
اے میرے محبوب میں تمھاری لونڈی ہوں، تم میرے مالک ہو
اے بے کسوں پر رحم کرنے والے، اے خالق، اے قادر، براہِ کرم آ ملو
اے پیارے یا تو مجھے اپنا بنالو ورنہ میں جان چھوڑ دوں گی
کبیر داس کہتے ہیں کہ ہجر بہت بڑھ گیا ہے انھیں اپنے درشن دو

---

۱۰۸. سُن ست گورو کی تان نیند نہہ آتی — برہ میں صورت گئی پچھاڑیں کھاتی
تیرے گھر میں ہوا اندھیر بھرم کی راتی — نہہ بھئی پیا سے بھینٹ رہی پچھتاتی
سکھ نین سین سو کھوج ڈھونڈھ لے آتی — میرے پیا ملے سکھ چین نام گن گاتی
تیرے آواگون کی تراس سب مٹ جاتی — چھب دیکھت بھئی ہے نہال کال مجھاتی
سکھی مان سرووَر چلو ہنس جنہہ پاتی — یہ کہیں کبیر بچار سیپ ملی سواتی

---

۱۰۹. تلپھے بن بالم مور جیا
دن نہہ چین رات نہہ ندیا تلپھ تلپھ کے بھور کیا
تن من مور رہنٹ اس ڈولے سُون سیج پر جنم لیا
نین تھکت بھئے پنتھ نہ سوجھے سائیں بے دردی سدھ نہ لیا
کہت کبیر سنو بھئی سادھو ہرو پیر دکھ زور کیا

---

۱۰۸. ست گورو کی تان سن کر نیند نہیں آتی۔ ہجر میں بدصورت ہوگئی پچھاڑیں کھاتی ہوں
اے بھرم کی ماری تیرے گھر میں اندھیر ہوگیا۔ تو پچھتاتی ہی رہی محبوب سے ملاقات نہیں ہوتی
سراپا تلاش میں لگ کر اسے ڈھونڈھ لاتی۔ محبوب کے ملنے پر چین ملتا اور نام کے گن گاتی
جنم لینے اور مرنے کی تیری ساری تکلیف مٹ جاتی۔ محبوب کا جمال دیکھ کر مست ہوجاتی اور موت سے پرے ہوتی
اے سکھی مان سرودر چلو جہاں ہنس بھگت ملتے ہیں۔ کبیر سچ کہتے ہیں کہ وہاں سیپ کو سواتی کی بوند ملے گی

---

۱۰۹. میرا دل محبوب کے بغیر تڑپ رہا ہے
نہ دن کو چین ہے نہ رات کو نیند۔ میں نے تڑپ تڑپ کر صبح کی ہے
رہنٹ کی طرح میرا تن من ہلتا ہے، میں نے جیسے سونی سیج پر جنم لیا ہے
آنکھیں تھک گئی ہیں راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ بے درد مالک نے میری خبر نہ لی
اے سادھو کبیر کہتے ہیں کہ درد مٹاؤ، میرے دکھ نے بہت زور کیا ہے

۱۱۰۔ پیا ملن کی آس رہوں کب لوں کھری
اونچ نہہ چڑھ جائے منہہ لجا بھری
پانو نہیں ٹھہرائے چہوں گر گر پروں
پھر پھر چڑھوں سنبھار چرن آگے دھروں
انگ انگ ٹھہرائے تو بہہ بدھ ڈر رہوں
کرم کپٹ مگ گھیر تو بھرم میں پر رہوں
باری نپٹ انار تو جھینی گیل ہے
اٹ پٹ چال تمھار ملن کس ہو ہے
چھوڑو کو متی وکار سمتی گہہ لیجیے
ست گورو شبد سنبھار چرن چت دیجیے
انتر پٹ دے کھول سبد اُر لاوری
دل بچ داس کبیر ملیں تو ہے باوری

۱۱۰۔ میں محبوب سے ملنے کی امید میں کب تک کھڑی رہوں
مجھ سے اونچے پر نہیں چڑھا جاتا دل میں شرم آ رہی ہے
میرے پاؤں نہیں ٹھہرتے میں چاروں طرف گر گر پڑتی ہوں
پھر سنبھال سنبھال کر قدم آگے رکھتے ہوئے چڑھتی ہوں
میرا ایک ایک عضو کانپتا ہے' طرح طرح کے ڈر ستاتے ہیں
میرے اعمال اور بدنیتی میرے راستے میں آجاتے ہیں اور میں بھرم میں پڑ جاتی ہوں
تو کمسن اور بالکل اناڑی ہے اور راستہ بہت پتلا ہے
تمھاری چال بھی غلط ہے' تم محبوب سے کیسے مل سکوگی
کج فہمی کی خرابی چھوڑ دو اور صحیح فہم اختیار کرو
ست گورو کی نصیحت پر دھیان دو اور مالک کے قدموں پر دھیان لگاؤ
تم اندر کا پردہ اٹھا دو اور شبد کو سینے میں لاؤ
کبیر کہتے ہیں کہ اے پگلی تجھے تیرا محبوب تیرے دل ہی میں ملے گا

گرہ ویراگیہ (گھر میں رہ کر بے تعلقی)

۱۱۱۔ اودھو بھولے کو گھر لاوے سو جن ہم کو بھاوے
گھر میں جوگ بھوگ گھر ہی میں گھر تج بن نہہ جاوے
بن کے گئے کلپنا اُپجے تب دھوں کہاں سماوے
گھر میں یکتی مکتی گھر ہی میں جو گورو الکھ لکھاوے
سہج سُنّ میں رہے سمانا سہج سمادھ لگاوے
اُن من رہے برہم کو چینھے پرم تتّ کو دھیاوے
سرت نرت سوں میلا کر کے انہد ناد بجاوے
گھر میں وستو وستو میں گھر ہے گھر ہی وستو ملاوے
کہیں کبیر سنو ہو اودھو جوں کا توں ٹھہراوے

۱۱۱۔ اے سادھو جو آدمی بھولے بھٹکے کو گھر لاتا ہے وہ مجھے اچھا لگتا ہے
گھر میں دنیاداری ہے اور گھر ہی میں یوگ ہے گھر چھوڑ کر جنگل کو نہ جاؤ
اگر جنگل میں جا کر بھی خواہش پیدا ہوئی تو وہ کہاں سمائے گی
گھر میں پرستش کی کوشش ہوتی ہے گھر ہی میں نجات ہے اگر گورو نادیدہ کو دکھاوے
سہج شونیہ کی دنیا میں جانا اور سہج سمادھ لگانا چاہیے
دنیا سے بے تعلق رہے برہم کی پہچان کرے اور حقیقت اعلیٰ کا دھیان کرے
دھیان اور محبت کو یکجا کر کے انہد کی آواز پیدا کرے
گھر میں اصلی چیز یعنی اللہ ہے اور اللہ ہی میں گھر ہے' گھر یا جسم ہی میں اصل چیز ملانا چاہیے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھوؤ' اگر کوئی ان باتوں کو کرے تو ملوث نہ ہو

۱۱۲ دور رے دور رے دور رے دور مت — دور کی بات تو ہے بہت بھاوے
اب ہے حضور حاضر صاحب دھنی — دوسرا کون کہہ کاہ گاوے
چھوڑ رے کلپنا دور کا دھاونا — راج تج خاک مکھ کاہے لاوے
پیڑ کے گہے تے ڈار پتو ملے — ڈار کے گہے نہہ پیڑ پاوے
ڈار اور پیڑ اور پھول پھل پرگٹ ہیں — ملے جب گورو اتنو لکھاوے
سمپتی سکھ صاحبی چھوڑ یوگی بھئے — سونیہ کی آس بن کھنڈ جاوے
کہہ کبیر بن کھنڈ میں کیا ملے — دلہہ کو کھوج دیدار پاوے

۱۱۳۔ ان پراپت وستو کو کہا تج پراپت کو تج سو تیاگی ہے
سو اصیل ترنگ کہا پھیرے اُتر سو باگی ہے
جگ بھو کا گاونا کیا گاوے انو بھو گاوے سو راگی ہے
دھن گیہہ کی واسنا ناس کرے کبیر سوئی بیراگی ہے

۱۱۲۔ اے کج فہم تو مجھ سے دور رہ دور رہ ' تجھے دوری کی بات اچھی لگتی ہے
ہمارا مالک ہمارے نزدیک اور سامنے ہے ' دوسرا کون ہے جس کی بات تو کرتا ہے
تو خام خیالی اور دوری کی دوڑ لگانا چھوڑ ' تو راج کو چھوڑ کر چہرے پر خاک کیوں ملتا ہے
درخت کو پکڑے گا تو ڈال پتے سب ملیں گے ' شاخ پکڑنے سے درخت کہاں ملتا ہے
شاخ ' درخت ' پھول ' پھل سب ظاہر ہو جائیں گے جب ست گورو اصلیت کو دکھلائے گا
تو راحت ' دولت ' عزت چھوڑ کر یوگی بنتا ہے اور شونیہ کی امید میں جنگل کو جاتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ جنگل میں بھی کیا ملے گا ' دل ہی میں کھوجو گے تو دیدار ملے گا

۱۱۳۔ جو چیز پاس نہیں ہے اسے کیا ترک کرنا ' ملی چیز چھوڑے وہی تارک ہے
جو معمولی گھوڑے پر چڑھنے کا عادی ہے وہ اصیل گھوڑے کو کیا پھیرے گا
دنیا کے جنجال کا کیا گانا ' راگی وہی ہے جو اپنے تجربہ کا راگ گاتا ہے
جو دولت اور گھر کا لالچ دور کرے اے کبیر وہی بیراگی ہے

کرم گتی (نوشتۂ تقدیر)

۱۱۴۔ کرم گتی ٹارے نا نہہ ٹری
منی وششٹ سے پنڈت گیانی سودھ کے لگن دھری
سیتا ہرن مرن دسرتھ کو بن میں بپت پری
کہہ وہ پھند کہاں وہ پاردھی کہہ وہ مرگ چری
سیتا کو ہر لیگا راون سورن لنک جری
نیچ ہاتھ ہری چند بکانے بل پاتال دھری
کوٹ گائے نت پُن کرت نرپ گرگٹ جون پری
پانڈو جن کے آپ سارتھی تن پر بپت پری
درجودھن کو گرب گھٹایو جدو کل ناس کری
راہو کیتو اور بھانو چندرما بدھی سنجوگ پری
کہت کبیر سنو بھائی سادھو ہونی ہو کے رہی

۱۱۴۔ تقدیر کا لکھا ٹل نہیں سکتا
وششٹ منی جیسے عالم نے رام کی شادی کی لگن مقرر کی تھی
پھر بھی سیتا کا اغوا ہوا ' دشرتھ کی موت ہوئی اور رام پر جنگل میں مصیبت پڑی
وہ جال ' آہڑ اور وہ ہرن کا چرنا سب بے کار تھا۔
سیتا کو راون اڑا لے گیا لیکن اس کی سونے کی لنکا جل گئی
راجا ہریش چندر نیچ ڈوم کے ہاتھ بکے اور راجا بلی پاتال میں دھنس گئے
جس راجا کا کام روزانہ کروڑ گایئں دان کرنا تھا اسے گرگٹ بن کر جنم لینا پڑا
جن پانڈوؤں کے رتھ بان خود کرشن تھے ان پر مصیبت پڑی
تقدیر نے دریودھن کا گھمنڈ توڑ دیا اور کرشن کے خاندان یدو کو ختم کر دیا
خدا نے سورج چاند کے ساتھ راہو کیتو کو لگا رکھا ہے جو گرہن میں انھیں نگل لیتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو ' جو ہونے کو ہے وہ ہو کر رہے گا

۱۱۵۔ اپنے کرم نہ میٹو جائی

کرم کے لکھا مٹے دھوں کیسے جو یگ کوٹ سرائی
گورو وششٹ مل لگن سدھائی سوریہ منتر اک دینہا
جو سیتا رگھوناتھ بیاہی پل اک سنچ نہ کینہا
نارد منی کو بدن چھپایو کینہو کپ سے رویا
سس پال کی بھجا اُپاری آپن بودھ سرویا
تین لوک کے کرتا کہیے بالی بدھیو برئیائی
ایک سمے ایسی بن آئی ان ہو اوسر پائی
پاروتی کو بانجھ نہ کہیے ایس نہ کہیہ بھکاری
کہہ کبیر کرتا کی باتیں کرم کی بات نیاری

۱۱۵۔ اپنی تقدیر مٹائی نہیں جا سکتی

کروڑوں جگوں تک انھیں مٹاؤ پھر بھی تقدیر کا لکھا نہیں مٹتا
گورو وششٹ نے شادی کی لگن بنائی اور ایک سورج کا منتر دیا
لیکن اس شادی سے جو سیتا رام بیاہ کر لائے تھے اس کی کبھی حفاظت نہ کر سکے
وشنو نے نارد منی کا چہرہ بدصورت کر دیا اور اسے بندر جیسا کر دیا
خود سراپا فہم بھگوان نے ششپال کی بانہہ اکھاڑلی
جو تین لوک کے منتظم ہیں انھوں نے بالی کو کیا بہادری سے مارا ؟
ایک بار کچھ ایسی بن آئی کہ انھیں بھی کمین گاہ سے اسے مارنا پڑا
پاروتی کوئی بانجھ نہیں ہیں اور مہادیو بھکاری بھی نہیں
کبیر کہتے ہیں کہ تقدیر کی باتیں چھوڑو خدا کی باتیں کرو

موہ مہما (دنیوی تعلقات)

۱۱۶ بڑھیا ہنس کہہ میں نت ہی بارہ

موا ایس ترن کہو کون نار
یہ دانت گئے مور پان کھات
اور کیس گیل مور گنگ نہات
اور نین گئے مور کجل دیت
اور بیس گیل پر پرکھ لیت
اور جان پرکھو امور اہار
ہیں انجانے کو کر سنگار
کہہ کبیر بوڑھی آنند گائے
نت پوت بھتار نہہ بیٹھ کھائے

۱۱۶۔ بڑھیا ہنس کر کہتی ہے میں ہمیشہ جوان رہوں گی

بتاؤ مجھ جیسی جوان عورت اور کون ہے
میرے دانت تو پان کھانے سے جاتے رہے
اور بال گنگا نہانے سے سفید ہو گئے ہیں
آنکھیں کاجل لگانے میں ختم ہوئی ہیں
عمر یا دیہہ اس لیے ڈھل گئی ہے کہ غیر مردوں کو بلاتی رہی ہوں
سمجھو لو کہ مرد لوگ میرا کھانا ہیں
میں اجنبی کے لیے بھی سنگار کرتی ہوں
کبیر کہتے ہیں کہ بڑھیا موج میں گا رہی ہے
اور روزانہ شوہر اور بیٹے کو کھاتی ہے

۱۱۷۔ مور منکھ ہے اتی سجان دھندھا کُٹ کُٹ کر بہان
اُٹھ بڑے بھور آنگن بہار لے بڑی کھانچ گوبرہ ڈار
باسی بھات منکھوے کھائے بڑ گھیلا لے پانی جائے
اپنے سیّاں باندھی پاٹ لے رے بیچوں ہاٹو ہاٹ
کہے کبیر یہ ہری کے کاج جوئیا کے ڈھنگر کون کاج

۱۱۸۔ ڈر لاگے ہانسی آوے عجب زمانہ آیا رے
دھن دولت لے مال خزانہ بیسیا ناچ نچایا رے
مٹھی اَن سادھ کوئی مانگے کہیں ناج نہ آیا رے
کتھا ہوئے تہہ سروتا سووے وکتا مونڈ پچایا رے
ہوئے جہاں کہیں سوانگ تماشہ تنک نہ نیند ستایا رے
بھنگ تمب کو سلفا گانجا سوکھا خوب اُڑایا رے

۱۱۷۔ میرا خاوند بہت ہوشیار ہے۔ سارے دن کام میں لگا رہتا ہے
بڑے سویرے اُٹھ کر صحن صاف کرتا ہے اور بڑے کھانچے میں گوبر جمع کرتا ہے
میرا آدمی باسی بھات کا ناشتہ کر کے بڑا گھڑا لے کر پانی کے لیے جاتا ہے
میں اپنے شوہر کے جوا رکھ کر گاڑی لے جاتی ہوں اور ہر بازار میں مال بیچتی ہوں
کبیر کہتے ہیں کہ یہ خاوند کے کام ہیں۔ جورو کے لیے کیا کام ہے

۱۱۸۔ مجھے ڈر بھی لگتا ہے اور ہنسی بھی آتی ہے ایسا عجب زمانہ آگیا ہے
دھن دولت مال خزانہ استعمال کر کے رنڈی نچاتے ہیں
اگر کوئی سادھو ایک مٹھی اناج مانگتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ اناج نہیں آیا
جہاں بھگوان کی کتھا ہوتی ہے وہاں سننے والے سوتے ہیں کہنے والا سر کھپاتا رہتا ہے
لیکن جہاں سوانگ تماشہ ہوتا ہے وہاں انھیں ذرا بھی نیند نہیں آتی
بھنگ، تمباکو، سلفا، گانجا، چرس ڈٹ کر اڑاتے ہیں

گورو چرنامرت نیم نہ دھاریں مدھوا چاکھن آیا رے
الٹی چلن چلی دنیا میں تاتیں جیہ گھبرایا رے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو پھر پاچھے پچھتایا رے

۱۱۹۔ ایسی دنیا بھئی دیوانی بھگتی بھاو نہیں بوجھے جی
کوئی آوے تو بیٹا مانگے یہی گوسائیں دیجے جی
کوئی آوے دکھ کا مارا ہم پر کرپا کیجے جی
کوئی آوے تو دولت مانگے بھینٹ روپیہ لیجے جی
کوئی کراوے بیاہ سگائی سنت گوسائیں ریجھے جی
سانچے کا کوئی گاہک ناہیں جھوٹھے جگت پتیجے جی
کہے کبیر سنو بھئی سادھو اندھوں کو کیا کیجے جی

گورو کے چرنامرت پینے کی عادت نہیں ہے شراب پینے آئے ہیں
دنیا کا چلن الٹا ہوگیا ہے اس سے دل گھبرایا ہے
کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو، یہ لوگ بعد میں پچھتائیں گے۔

۱۱۹۔ دنیا ایسی دیوانی ہوگئی ہے کہ اسے بھگتی اچھی نہیں لگتی
کوئی آکر بیٹا مانگتا ہے، کہتا ہے گوسائیں جی مجھے یہی چاہیے
کوئی دکھ کا مارا آتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم پہ مہربانی کرو
کوئی آکر دولت مانگتا ہے اور کہتا ہے اپنی بھینٹ کا روپیہ لو
کوئی بیاہ سگائی کے لیے آتا ہے، کہتا ہے گوسائیں کچھ ایسا کرو کہ وہ سنتے ہی بات منظور کرے
سچے آدمی کا کوئی گاہک نہیں ہے اور جھوٹے کا دنیا یقین کرتی ہے
کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو اندھوں کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے

---

۱۲۰. یا جگ اندھا میں کیہہ سمجھاؤں

اک دوئے ہوئے انھیں سمجھاؤ سب ہی بھلانا پیٹ کے دھندھا
پانی کے گھوڑا پون اسورا ڈھرک پرے جس اوس کے بندا
گہری ندیا اگم بہے دھروا کھیون ہارا پڑگا پھندا
گھر کی وستو نکٹ نہہ آوت دِیَا بار کے ڈھونڈھت اندھا
لاگی آگ سکل بن جرگا بن گورو گیان بھٹک گا بندہ
کہے کبیر سنو بھائی سادھو اک دن جائے لنگوٹی جھار بندہ

---

۱۲۱. چلی ہے کل بورن گنگا نہائے

ستوا کرائن بہری بھنجائن گھونگھٹ اوٹے بھسکت جائے
گٹھری باندھن موٹری باندھن خصم کے مونڈے دیے دھرائے
بچھوا پہرن اونٹھا پہرن لات خصم کے مارن جائے

---

۱۲۰. یہ دنیا اندھی ہے میں کیسے سمجھاؤں

ایک دو کو تو سمجھایا جا سکتا ہے لیکن سبھی پیٹ کے دھندے میں بھولے ہوئے ہیں
پانی کے گھوڑے پر ہَوا سوار ہے' سوار اوس کی بوند جیسا گر پڑتا ہے
ندی گہری ہے دھار تیز ہے اور کھیئے والا بندھا ہوا ہے
گھر میں رکھی چیز کے پاس نہیں جاتا' اندھا دیا جلا کر اسے تلاش کر رہا ہے
آگ لگی اور سارا جنگل جل گیا' گورو کے دھیان دیئے بغیر آدمی بھٹک گیا
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو: ایک دن آدمی کو لنگوٹی جھاڑ کر چلے جانا ہے

---

۱۲۱. خاندان کا نام ڈبونے والی گنگا نہانے چلی ہے

اس نے ستو تیار کرایا' راستے کے لیے اناج بھنوایا اور گھونگھٹ کی اوٹ کھاتی جا رہی ہے
سامان گٹھری میں باندھ کر اسے شوہر کے سر پر رکھوایا
پیروں کی انگلیوں اور انگوٹھوں میں زیور پہن کر شوہر کو لات مارتی چلی

گنگا نہائن جمنا نہائن نو من میل ہے ہن چڑھائے
پانچ پچیس کے دھکا کھائن گھر ہو کی پونجی آئی گنوائے
کہے کبیر ہیت کر گورو سوں نہہ تو مکتی جائے نسائے

اُدبودھن (پند)

۱۲۲. پنڈت باد بدو سو جھوٹا

رام کہے جگت گت پاوے کھانڈ کہے مکھ میٹھا
پاوک کہے پاؤں سو دا ہے جل کہے ترشا بجھائی
بھوجن کہے بھوکھ جو بھاگے تو دنیا تر جائی
نر کے سنگ سُوا ہری بولے ہری پرتاپ نہیں جانے
جو کبھوں جائے جنگل کو تو ہری سُرت نہ آنے
بن دیکھے بن ارس پرس بن نام لیے کا ہوئی

اس نے گنگا اور جمنا میں اشنان کیا اور نو من گندگی اور چڑھالی
پانچ پچیس کے دھکے کھا کر گھر کی پونجی بھی گنوائی
کبیر کہتے ہیں کہ گورو کی عقیدت نہ ہوئی تو تیری نجات ختم ہو جائے گی

---

۱۲۲. اے پنڈت جو بات تم کہتے ہو وہ جھوٹ ہے

اگر رام کہنے بھر سے نجات مل سکے تو کھانڈ کہنے سے منہ میٹھا بھی ہو جائے گا
اگر کوئی آگ کا نام لے گا تو اس کا پاؤں جل جائے گا اور پانی کہنے سے پیاس بجھ جائے گی
اور اگر کھانا کہنے سے بھوک ختم ہو جائے تو دنیا کا بھلا ہو جائے
آدمی کے ساتھ توتا رام نام لیتا ہے لیکن وہ ان کی عظمت نہیں جانتا
اگر وہ چھوٹ کر جنگل کو جاتا ہے تو رام کی یاد نہیں کرتا
بغیر اسے دیکھے اور اس سے بغل گیر ہوئے صرف نام لینے سے کیا ہوگا

دھن کے کہے دھنک جو ہو تو نردھن رہت نہ کوئی
ساچی پریت وشئے مایا سوں ہر بھگتن کی ہانسی
یہ کبیر اک رام بھجے بن باندھے جم پور جاسی

۱۲۳۔ پنڈت دیکھا من موں جائی
کہہ دھوں چھوت کہاں تے اپجی تبہہ چھوت تم مانی
نادر بندو رُدھر اک سنگے گھٹ ہی میں گھٹ سجے
اشٹ کمل کو پہپی آئی کہنہ یہ چھوت اُپجے
لکھ چوراسی بہت داسنا سو سب سر بھو ماٹی
ایکے پاٹ سکل بیٹھاوے سینچ لیت دھوں کاٹی
چھوتہہ جیون چھوتہہ اچون چھوتہہ جگ اُپجایا
کہہ کبیر تیہہ چھوت بہر جت جاکے سنگ نہ مایا

اگر دولت کہنے سے دولت مل جائے تو کوئی مفلس نہ رہے
دنیا داری اور عیش کوشی سے سچی محبت اور رام کے بھگتوں کی ہنسی اڑاتے ہو
کبیر کہتے ہیں کہ رام کی یاد بغیر بندھے ہوئے جم پور جاؤ گے

۱۲۳۔ اے پنڈت دل میں غور کرو
یہ بتاؤ کہ تم چھوت کہتے ہو وہ چھوت کہاں سے پیدا ہوئی
نا بدان میں قطرہ پڑتا ہے خون میں خون ملتا ہے اور جسم میں جسم پلتا ہے
جسم کے اندر آٹھ پنکھڑیوں کا کمل کھلتا ہے' یہ چھوت کہاں پیدا ہوئی
چوراسی لاکھ قسم کے جانداروں میں خواہش ہوتی ہے لیکن وہ سب جسم سڑ کر مٹی بن جاتے ہیں
ایک ہی جگہ وہ سب کے لیے میٹھا ہے وہ سب کو سینچتا بھی ہے کاٹتا بھی ہے
اس نے کھانے' نہانے سب میں چھوت پیدا کی ہے اور چھوت ہی سے دنیا پیدا کی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ چھوت سے مبرا وہی ہے جس کے ساتھ مایا نہیں ہے

۱۲۴۔ پنڈت دیکھو ہردے بچاری کون پرکھ کو ناری
سہج سمانا گھٹ گھٹ بولے واکو چرت انوپا
واکو نام کہا کہہ لیجے نا اوہ برن نہ روپا
تیں میں کاہ کرے نر بورے کیا تیرا کیا میرا
رام خدائے شکتی شیو ایکے کہوں کاہ نبیرا
بید پران قران کتیبا نانا بھانت بکھانی
ہندو ترک جین اور جوگی ایکل کاہو نہ جانی
چھ درسن میں جو پروانا تاسو نام من مانا
کہہ کبیر ہم ہی ہیں بورے ای سب خلق سیانا

۱۲۵۔ مایا موہہ موہت کینہا تاتے گیان رتن ہر لینہا
جیون ایسو سپنا جیسو جیون سپن سمانا

۱۲۴۔ اے پنڈت دل میں غور کر کے دیکھو کون مرد ہے کون عورت
ذات اعلیٰ ہر جسم میں موجود ہے' اس کی کرنی نرالی ہے
کیا کہہ کر اس کا نام لیا جائے' اس کا روپ رنگ کچھ نہیں ہے
اے پاگل آدمی تو میں اور تو کر کے میرا اور تیرا کیا کرتا ہے
رام' خدا' شکتی' شیو ایک ہی ہیں' یہ بات کس نے بتائی
وید' پران' قرآن' کتاب وغیرہ نے طرح طرح اس کا بیان کیا
لیکن کسی نے نہ سمجھا کہ ہندو' مسلمان' جین' یوگی وغیرہ سب ایک ہیں
میں نے تو اپنے دل میں وہی نام رکھا ہے جو چھوؤں درشنوں میں ثابت ہے
کبیر کہتے ہیں کہ لگتا ہے ہمیں دیوانے ہیں باقی دنیا ہوشیار ہے

۱۲۵۔ مایا نے مجھ پر جادو ڈال دیا اور میرے گیان کا جواہر لیا
زندگی ایسی ہی ہے جیسے خواب' زندگی خواب کی طرح ہے

۱۲۷۔ کہو ہو امبر کاسوں لاگا چیتن ہارے چیت سبھاگا
امبر مدھے دیسے تارا اک چیتے دوجا چیتون ہارا
جیہہ کھوجے سو انہوان ناہیں سو تو آہ امر پد ماہیں
کہہ کبیر پد بوجھے سوئی مکھ ہردیا جاکر اک ہوئی

---

۱۲۸ بابو ایسو ہے سنسار تہارو ہے یہ کل بیوہارا
کو اب انکھ سہے پرت دن کو ناہن رہن ہمارا
سو مرتی سبھاؤ سے کوؤ جانے ہردیا تتہ نہ بوجھے
نرجیو آگے سرجیو تھاپے لوچن کچھو نہ سوجھے
تج امرت بکھ کاہے ابجو کا نٹھے باندھے کھوٹا
چورن کو دن پاٹ سنگھاسن ساہوہ کینہو اوٹا

۱۲۷۔ بتاؤ آسمان کس میں لگا ہے ۔ اے خوش نصیب سمجھنے والے سمجھ
آسمان کے بیچ تارا دکھائی دیتا ہے ۔ ایک سمجھتا ہے دوسرا صرف دیکھتا ہے
تم جسے کھوجتے ہو وہ وہاں نہیں ہے ۔ وہ لافانی مقام میں ہے
کبیر کہتے ہیں کہ یہ پد وہی سمجھ سکتا ہے ، جس کی زبان اور دل ایک ہی ہوں یعنی سچا ہو

۱۲۸۔ اے مالک تیری دنیا اس طرح کی ہے اور کلجگ کا یہی طریقہ ہے
رات دن کی کڑھن کون برداشت کرے' میں تو اب اس میں رہنے کا نہیں
نیک خیالات اور اچھا برتاؤ کوئی نہیں جانتا دل میں حقیقت کا دیدار نہیں ہے
بے جان کے سامنے جاندار رکھنے سے کیا فائدہ' وہ اپنے آنکھوں سے تو دیکھ نہیں سکتا
امرت کو چھوڑ کر زہر کیوں دیتے ہو' تم بری عادتیں کیوں ڈلواتے ہو
چوروں کو تخت شاہی ملا ہے اور ایمانداروں کو چھپا دیا ہے

شبد گورو اُپدیش دیو میں جھانڑیو پرم ندھانا
جو تنہہ دیکھ پتنگ ہو سے پسو نہہ دیکھے آگی
کام کرودھ نر مگدھ پرے ہیں کنک کامنی لاگی
سید شیخ کتاب نیرکھے پنڈت شاستر بچارے
ست گورو کے اپدیش بنا تم جان کے جیو نہ مارے
کرو بچارو کا رہہ ہرو ترن تارنے سوئی
کہے کبیر بھگونت بھجن کرو دوتیا اور نہ کوئی

---

۱۲۹ آپن آس کیے بہتیرا کا ہو نہ مرم پاؤ ہری کیرا
اندرو کہا کرے بسرام سو کہہ گئے جو کہتے رام
سو کہہ گئے ہوت اگیان ہوئے مرتک اوہے پد نہ سمان
را ماند رام رس چھاکے کہہ کبیر ہم کہہ کہہ تھاکے

گورو نے شبد کا اپدیش دیا لیکن میں نے منزل اعلیٰ کو چھوڑ دیا
پروانہ روشنی دیکھ کر خوش ہوتا ہے' نادان جانور ہے آگ نہیں دیکھتا
اسی طرح شہوت اور غصہ میں آدمی مست ہو رہے ہیں زن اور زر سے چمٹے ہیں
شیخ اور سید کتاب دیکھتے ہیں پنڈت شاستروں پر غور کرتے ہیں
لیکن تم لوگوں کو ست گورو نے اپدیش نہیں دیا اس لیے تم جان کر جاندار کو مارتے ہو
تم لوگ غور کرو' آلائشوں کو چھوڑو' نجات دہندہ وہی ایک ہے
کبیر کہتے ہیں کہ خدا کی یاد کرو' اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے

۱۲۹۔ ہم لوگوں نے بہت امیدیں لگائی ہیں لیکن کسی نے خدا کا بھید نہ جانا
اندر یعنی دیوتاؤں کے سردار بھی کہاں ٹھہرے ۔ وہ بھی رام کا کہا ہوا کہہ کر چلے گئے
جو لوگوں نے کہا ہے اس سے لاعلمی پیدا ہوتی ہے ۔ ایسی حالت پیدا ہوتی ہے جس میں مردہ ہوتا ہے
اے کبیر ہم کہہ کہہ کر تھک گئے ہیں کہ گورو را مانند نے رام نام کا رس ڈٹ کر پیا ہے۔

کہہ کبیر جھوٹھو مل جھوٹھا ٹھگ ہی ٹھگ بیوہارا
تین لوک بھرپور رہو ہے ناہیں ہے پتیارا

۱۲۹۔ نینن آگے خیال گھنیرا
اردھ اُردھو بیچ لگن لگی ہے کیا سندھیا رین سویرا
جیہہ کارن جگ بھرمت ڈولیں سو صاحب گھٹ لیا بسیرا
پور رہیو اسمان دھرتی میں جت دیکھوت صاحب میرا
تسبی ایک دیا میرے صاحب کہہ کبیر دل ہی بیچ پھیرا

۱۳۰۔ جاگ رے جیو جاگ رے اب کیا سووے جیو جاگ رے
چورن کو ڈر بہت رہت ہے اٹھ اٹھ پہرے لاگ رے
ررو کھول موکر بھیتر گیان رتن کر جاگ رے
ایسے جواز رائل مارے مستک آوے بھاگ رے

کبیر کہتے ہیں کہ جھوٹے سے جھوٹا ملا اور دنیا کا بیوہار ہی جھوٹا ہے
جھوٹ تینوں لوکوں میں بھرا پڑا ہے کچھ بھی اعتماد کے قابل نہیں ہے

۱۲۹۔ آنکھوں کے آگے گھنا خیال ہے
اوپر کے نیچے کی دنیاؤں کے درمیان رات صبح شام برابر لگن لگی رہتی
جس کے پیچھے دنیا بھٹکتی پھر رہی ہے اس مالک نے دل میں مقام کیا ہے
وہ آسمان اور زمین میں بھرا ہوا ہے، میں جدھر دیکھتا ہوں مالک ہی دکھائی دیتا ہے
میرے مالک نے مجھے ایک تسبیح دی ہے، کبیر کہتے ہیں اسے دل ہی میں پھیرتا ہوں

۱۳۰۔ اے میرے دل جاگ جاگ، اب کیوں سو رہا ہے
چوروں کا بڑا خطرہ ہے، اٹھ اٹھ کر پہرہ لگا
ررنکار کو کھول اور میرا پن کو اندر کر دے اور گیان کا جوہر لے کر جاگ
ایسی حالت میں ملک الموت آ کر جان لے تو قسمت کھل جائے

ایسی جاگنی جو کوئی جاگے تو ہری دیہہ سہاگ رے
کہے کبیر جا گوئی چاہیئے کیا گرہی بیراگ رے

اپدیش اور چیتاونی (نصیحت اور تنبیہ)

۱۳۱۔ بولنا کاسوں بولیے بھائی ۔ بولت ہی سب تتو نسائی
بولت بولت بارٹھ وکارا ۔ سو بولیے جو پرے بچارا
ملے جو سنت بچن دوئی کہیے ۔ ملے اسنت مَون ہوے رہیے
پنڈت سو بولے ہتکاری ۔ مورکھ سے رہیے جھکھ ماری
کہے کبیر آدھا گھٹ ڈولے ۔ پورا ہوئے بچارے بولے

۱۳۲۔ مر ہورے تن کا کے کر یہو ۔ پران چھٹے باہر لے دھر یہو
کائے بگر چین ان بن باٹی ۔ کوئی جارے کوئی گاڑے ماٹی

اگر ایسا جاگنا کوئی جاگے تو اسے خدا سہاگ دے گا یعنی وصل نصیب ہو گا
کبیر کہتے ہیں کہ چاہے خانہ دار ہو چاہے بیراگی جاگتے سبھی کو رہنا چاہیئے

۱۳۱۔ اے بھائی کس سے بات کریں۔ بولتے ہی اندر کی دولت ختم ہو جاتی ہے
بہت بولنے میں خرابی پیدا ہوئی ہے وہی بولنا چاہیئے جو فہم میں قائم ہو جائے
اگر اچھا آدمی ملے تو اس سے دو بات کر لو۔ اگر خراب آدمی ملے تو چپ چاپ رہو
عالم آدمی سے بات کرنے میں فائدہ ہے۔ احمق سے بات کرنا جھک مارنا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ آدھی بات ہو تو اندر ہی رکھو۔ پوری بات ہو تو سوچ سمجھ کر بولو

۱۳۲۔ مرنے پر اس جسم کا کیا کرو گے۔ جان نکل جائے گی تو باہر لے جا کر رکھ دو گے
جسم کے مسئلے کو لے کر اختلافات ہو رہے ہیں۔ کوئی جلاتا ہے کوئی زمین میں گاڑتا ہے

جارے ہندو ترک ے گاڑے　　ای پریچ دونوں گھر چھاڑے
کرم پھانس جگ جال پسارا　　جیوں دھیمر مچھری گہنہ مارا
رام بنا نہ ہوئے ہو کیسا　　باٹ ماہنہ گوبریا جیسا
کہہ کبیر پاچھے پچھتیہو
یا گھر سوں جب واگھر جیہو

۱۳۳۔ چلت کا ٹیڑھے ٹیڑھے ٹیڑھے

دسوں دوار نرک میں بوڑے دُر گندھن کے بیڑھے
پھوٹے نین ہردے نہہ سوجھے مت ایکو نہہ جانی
کام کرودھ ترشنا کے مارے بوڑ گئے بن پانی
جارے دیہہ بھسم ہوئے جائی گاڑے ماٹی کھائی
سوکر سوان کاگ کے بھوجن تن کے یہے بڑائی

ہندو جلاتا ہے مسلمان دفن کرتا ہے ۔ اس جھگڑے میں میں نے دونوں کو چھوڑ دیا
اعمال نے دنیا کو پھانسنے کے لیے جال پھیلایا ہے جیسے ماہی گیر مچھلی کو پکڑ کر مارتا ہے
رام کے بغیر آدمی کیسا ہے ویسا ہی جیسے راہ چلتا گوبر کا کیڑا
کبیر کہتے ہیں کہ بعد میں پچھتاؤ گے
جب اس گھر سے اس گھر کو جاؤ گے

---

۱۳۳ تم ٹیڑھے ٹیڑھے کیوں چلتے ہو

جسم کے دسوں دروازے جہنم میں ڈوبے ہیں، بدبوؤں کے مقام ہیں
تمھارے آنکھیں پھوٹی ہیں، سمجھتے بھی نہیں اور ایک بھی قاعدے کی بات نہیں جانتے
تم شہوت، غصّہ اور لالچ کی وجہ سے بغیر پانی ہی ڈوب گئے ہو
یہ جسم جلنے پر راکھ ہو جائے گا اور دفن ہونے پر اسے مٹی کھا جائے گی
سور، کتے اور کوے کی یہ غذا ہے، اس جسم کی یہی بڑائی ہے

چیت نہ دیکھ مگدھ نربورے توتے کال نہ دوری
کوٹن جتن کرے بہتیرے تن کی اوستھا دھوری
بالو کے گھروا میں بیٹھے چیتت ناہنہ ایانا
کہہ کبیر اک رام بھجے بن بورے بہت سیانا

۱۳۴۔ پھر ہو کا پھولے پھولے پھولے

جو دس ماس اُردھ مکھ جھولے سو دن کاہے بھولے
جیوں ماکھی سوادے لپہ بہرے سوچ سوچ دھن کینہا
تیوں ہی پیچھے لیہو لیہو کر بھوت رہن کچھ دینہا
دیہری لوں ورنار سنگ ہے آگے سنگ سہیلا
مرتک تھان سنگ دیو کھٹولا آگے ہنس اکیلا
جارے دیہہ بھسم ہوئی جائی گاڑے ماٹی کھائی
کانچے کنبھ اُدک جیوں بھریا تن کی اہے بڑائی

اے پاگل انسان جاگ، کیوں نہیں دیکھتا کہ موت تجھ سے دور نہیں
کروڑ جتن کرنے پر بھی بدن کی حیثیت مٹی ہی کی رہتی ہے
اے نادان تو ریت کے گھر میں بیٹھا ہے اور ہوش نہیں کر رہا
کبیر کہتے ہیں کہ رام کی یاد کیے بغیر بڑے بڑے ہوشیار ڈوب گئے

۱۳۴۔ تم پھولے پھولے کیوں پھرتے ہو

دس مہینوں تک جب الٹے لٹکے رہے تھے وہ وقت کیوں بھول گئے
جس طرح مکھی ذائقے کے لیے گھومتی رہتی ہے ویسے ہی تم نے سوچ سوچ کر دولت جمع کی
بعد میں لینا لینا کہتے ہوئے جمدوت آئے تو انھوں نے کیا کچھ بھی رہنے دیا
تمھاری بیوی دہلیز تک ساتھ دے گی بعد میں کچھ دور تک سنگی ساتھ چلیں گے
شمشان میں چتا تک کھٹولا ساتھ دے گا، پھر تو ہنس کو اکیلا ہی جانا ہے
جلانے پر جسم راکھ بن جائے گا اور دفن کرنے پر مٹی اسے کھائے گی
جسم کی بڑائی صرف اتنی ہے جیسے کچے گھڑے میں پانی بھرا ہو

رام نہ رمس موہ میں ماتے پریو کال بس کووا
کہہ کبیر نر آپ بندھایو ۔ جیوں نلنی بھرم سووا

۱۳۵۔ اللہ رام جیو تیری نائیں ۔ جن پر مہر کرو تم سائیں
کیا مونڈو بھیمہ سر نائے کیا جل دیہہ بنائے
خون کرے مسکین کہاوے گن کو رہے چھپائے
کیا بھو وضو مجن کینے کیا مسجد سر نائے
ہردے کپٹ نواج گزارے کا بھو مکہ جائے
ہندو ایکادشی چوبیس روزہ مسلم تیس بنائے
بارہ ماس کہو کیوں ٹارو یہ کیمہ ماہنہ سمائے
پورب دس میں ہری کو واسا پچھم اللہ مقاما
دل میں کھوج دِلے میں دیکھو یہئے کریما راما

تم رام میں محو نہیں ہوئے موہ میں پھنس گئے اور موت کے کوئیں میں گر پڑے
کبیر کہتے ہیں کہ انسان خود ہی قید میں پھنس گیا ہے جیسے کمل میں بھنورا

---

۱۱۵ اے جاندار اللہ اور رام تجھی میں ہیں تو دوسروں پر مہربانی کر
سر منڈا کر شیوجی کے آگے سر جھکانے یا پانی میں نہانے سے کیا ہوتا ہے
تم جانوروں کا خون کرتے ہو اور خود کو مسکین کہتے ہو، تم سے اصلیت چھپی ہوئی ہے
وضو کرنے یا ندی میں نہانے دھونے سے کیا ہوگا مسجد میں سر جھکانے سے بھی کیا ہوگا
تم دل میں کپٹ کی نماز گزارتے ہو تمھیں مکہ جاکر کیا فائدہ ہوگا
ہندو سال میں چوبیس ایکادشی برت کرتے ہیں مسلمان تیس روزے رکھتے ہیں
لیکن بارہ مہینوں کے اور دن کیوں بھلا دیتے ہیں، یہ دن کہاں جاکر سمائیں گے
تم سمجھتے ہو کہ ہری پورب میں رہتے ہیں اور اللہ پچھم میں
تم دل میں تلاش کرو، وہیں دیکھو، کریم اور رام وہیں ہیں

جو خدائے مسجد میں بست ہے اور ملک کیمہ کیرا
تیرتھ مورت رام نواسی دوئی منہہ کنہو نہ ہیرا
بید کتاب کیمنہہ کن جھوٹا جھوٹا جو نہ بچارے
سب گھٹ ماہنہ ایک کر لیکھے بھے دوجا کر مارے
جیتے عورت مرد اُپانے سو سب روپ تمھارا
کبیر پونگڑا اللہ رام کا سو گورو پیر ہمارا

۱۳۶۔ بھونرا اُڑے بک بیٹھے آئے رین گئی دِوسو چل جائے
ہل ہل کانپے بالا جیو نا جانے کا کرہے پیو
کانچے باسن ٹکے نہ پانی اُڑگے ہنس کائے کملانی
کاگ اُڑاوت بھجا پرانی کہہ کبیر یہ کتھا سرانی

اگر خدا مسجد میں رہتا ہے تو باقی ملک کس کا ہے
رام کو تیرتھ اور مورتی میں سمجھتے ہیں لیکن کسی نے وہاں دیکھا نہیں
وید اور قرآن کو جھوٹا کس نے بنایا؟ انھوں نے جو جھوٹ سچ پر غور نہیں کرتے
جو شخص سبھی میں ایک کو دیکھتا ہے وہ خوف کو دُور کر کے دے مارتا ہے
اے خدا تو نے جتنے عورت مرد پیدا کیے ہیں وہ تیری ہی صورت ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ رام کا بیٹا ہے وہی ہمارا گورو اور پیر ہے

۱۳۶۔ بھونرے اُڑ گئے، تو بگلے آ بیٹھے ۔ اسی طرح رات بیتی تو دن آ گیا
کمسن روح تھر تھر کانپتی ہے ۔ کہ نہ جانے مالک اس کے ساتھ کیا کرے
کچے برتن میں پانی نہیں ٹکتا ۔ جب ہنس یعنی روح اڑ گئی تو جسم مرجھا گیا
کوّے اڑاتے اڑاتے یعنی محبوب کا انتظار کرتے کرتے بانہہ تھک گئی ۔ کبیر کہتے ہیں یہ کہانی ختم ہوئی

۱۳۷۔ رام نام کا سیو ہو بیرا دور نہیں دُر آسا ہو
اور دیو کا پوجو بُورے یہ سب جھوٹھی آسا ہو
اوپر کے اجرے کہ بھو بُورے بھیتر اجہوں کارو ہو
تن کے بردھ کہا بھو بُورے ای من اجہوں بارو ہو
مکھ کے دانت گئے کا بُورے اندر دانت لوہے کے ہو
پھر پھر چنا چباؤ وِشے کے کام کرودھ مدلوبھ ہو
تن کی سکتی سکل گھٹ گیو مَنہہ دلاس دونی ہو
کہے کبیر سنو بھئی سنتو سکل سیانپ اونی ہو

۱۳۸۔ رام نام بن رام نام بن متھیا جنم گنوائی ہو
سیمر سیہہ سُوا جو جنہڑے اون پرے پچھتائی ہو

۱۳۷۔ اے بھائی رام نام کا ورد کرو، بڑی بات دور نہیں ہے
اے باورے تم دوسرے دیوتاؤں کو پوجتے ہو، یہ سب جھوٹ امید ہے
باورے تم اوپرے پاک صاف ہو لیکن تمھارا باطن اب بھی کالا ہے
باورے تمھارے جسم کے بڑھاپے سے کیا ہوتا ہے تمھارا من تو ابھی بچّہ ہے
باورے تمھارے منہ کے دانت چلے گئے لیکن اندر کے دانت لوہے کے ہیں
تم بار بار عیش کے چنے، شہوت، غصّہ، غرور، لالچ وغیرہ چباتے رہتے ہو
تمھارے جسم کی طاقت گھٹ گئی ہے لیکن دل کی امید دوگنی ہو گئی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، ساری چالاکی بے کار ہے

۱۳۸۔ تم نے رام نام کے بغیر فضول زندگی برباد کردی
سیمل کی پھل کی امید میں توتا جیسے دھوکا کھاتا ہے ویسے ہی تم پچھتاؤ گے

جیسے ہنس گانٹھ ارتھے دے گمرہوں کی عقل گنوائی ہو
سوادے اُدر بھرت دھوں کیسے اوسے پیاس نہ جائی ہو
دروبہے ہین کون پرشارتھ منہی مانہہ بتائی ہو
گانٹھی رتن مرم نہ جانہو پارکھی لینی چھوری ہو
کہہ کبیر ایہہ اوسر بیتے رتن نہ ملہہ بہوری ہو

۱۳۹۔ جو تیں رسنا رام نہ کہیے   اپجت بنست بھرمت رہیے
جس دیکھو ترور کی چھایا   پران گئے کہو کا کی مایا
جیو... کچھو نہ کیے پرمانا   موئے کرم کہو کا کر جانا
انت کال سکھ کوؤ نہ سووے   راجا رنک دوؤ مل رووے
ہنس سروور کمل سریا   رام رسائن پیے کبیرا

جیسے بھینسا اچھل کود کرکے اپنی گانٹھ اور الجھا لیتا ہے ویسے تو نے اپنی گانٹھ کی عقل بھی گنوا دی
ذائقہ پینے سے پیٹ نہیں بھرتا اور اوس چاٹنے سے پیاس نہیں بجھتی
جب دولت نہیں یعنی گیان نہیں تو محنت سے کوئی فائدہ نہیں، دل میں چاہے جو سوچ لو
تمھاری گانٹھ میں جو رتن ہے اس کا راز نہیں سمجھے اور پارکھی نے اسے لے لیا
کبیر کہتے ہیں کہ موقع نکل جانے پر یہ رتن دوبارہ نہیں ملے گا

۱۳۹۔ اے زبان اگر تو رام نہ کہے گی تو ہمیشہ پیدائش، موت اور الجھن کے چکر میں رہے گی
دنیا درخت کے سائے کی طرح عارضی ہے۔ مرنے پر دولت کا کیا مطلب ہے
جب تک تم زندہ رہے تو اچھے کام نہ کیے۔ مرنے کے بعد کریا کرم سے کیا ہوگا
آخری وقت میں کوئی آرام سے نہیں ہوتا۔ راجا اور فقیر دونوں ہی روتے ہیں
کبیر نے رام نام کا امرت پی لیا ہے۔ اس کی روح ہنس کی طرح مان سرور میں کمل سے کھیل رہی ہے

۱۴۰۔ سوچ سمجھ ابھمانی چادر بھئی ہے پرانی
ٹکڑے ٹکڑے جوڑ جگت سے سی کے انگ پٹانی
کر ڈالی میلی پاپن سوں لوبھ موہ میں سانی
نا ایہہ لاگیو گیان کے صابون نا دھوئی مل پانی
ساری عمر اوڑھتے بیتی بھلی بری نہہ جانی
سنکا مان جان جیہ اپنے یہ ہے چیز برانی
کہہ کبیر دھر راکھ جتن سے پھیر ہاتھ نہہ آنی

۱۴۱۔ بہڑ نہہ آونا یہ دیس
جو جو گئے بہڑ نہہ آئے پٹھوت نہیں سندیس
سُر نر منی اور پیر اولیا دیبی دیو گنیس
دھر دھر جنم بے بھرمے ہیں برہما وشنو مہیس

۱۴۰۔ اے مغرور تو سوچ سمجھ سے کام لے، تیری چادر پرانی ہو گئی
تو نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوشیاری سے جوڑ سی کر اسے جسم میں لپیٹ لیا
لیکن تو نے گناہوں سے اسے گندہ کر دیا اور لالچ اور موہ میں آلودہ کر لیا
اس میں نہ گیان کا صابون لگا نہ اسے تو نے پانی سے مل مل کر دھویا
تو نے اسے ساری عمر اوڑھا لیکن یہ نہ جانا کہ یہ بھلی ہے یا بُری
تو اپنے دل میں کچھ ڈر اور سمجھ لے کہ یہ پرائی چیز ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اسے ہوشیاری سے رکھ، یہ دوبارہ تیرے ہاتھ نہ آئے گی

۱۴۱۔ اس دیس میں پھر واپس نہیں آنا ہے
جو لوگ بھی یہاں سے گئے واپس نہیں آئے نہ انھوں نے کوئی سندیسا بھیجا
آدمی، منی، دیوتا، پیر، اولیا، دیبی اور گنیش دیوتا
برہما، وشنو اور مہادیو سبھی جنم لے کر بھٹکے ہیں

جوگی جنگم اور سنیاسی دگمبر درویس
چنڈت منڈت پنڈت لوئی سرگ رساتل بیس
گیانی گنی چتر اور کوتا راجا رنک نریس
کوئی رحیم کوئی رام بکھانے کوئی کہے آدیس
نانا بھیکھ بنایا ہے مل ڈھونڈھ پھرے چہوں دیس
کہے کبیر انت نا پیہو بن ست گورو اُپدیس

۱۴۲۔ وا دن کی کچھو سدھ کر من ماں
جا دن لے چل لے چل ہوئی تا دن سنگ چلے نہ کوئی
تات مات سُت ناری روئی ماٹی کے سنگ دیو سموئی
سو ماٹی کاٹے گی تن ماں

جوگی، گھومنے والے فقیر، سنیاسی، برہنہ فقیر، درویش
چوٹی والے، سر منڈائے، پنڈت، سورگ کے لوگ اور پاتال کے شیش ناگ
گیانی، باہنر، ہوشیار لوگ، شاعر، رئیس، فقیر، بادشاہ
سبھی لوگ کوئی رحیم کی بات کہتے ہیں کوئی رام کی اور کوئی الہام کی بات کرتا ہے
سب نے طرح طرح کے بھیس بنائے ہیں اور چاروں طرف تلاش کی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ کچھ بھی کر لو، ست گورو کے اُپدیش کے بغیر آخری منزل پر نہ پہنچو گے

۱۴۲۔ دل میں کچھ خیال اس دن کا کرو
جس دن لے چلو لے چلو کا شور جد وجہد کریں گے اس دن کوئی ساتھ نہ چلے گا
باپ، ماں، بیٹا، بیوی سب روئیں گے اور پھر مٹی میں ملا دیں گے
اور وہ مٹی جسم کو کاٹ دے گی

الفت نیہا کلفت ناری — کس کی بیوی کس کی باندی
کس کا سونا کس کی چاندی — جا دن جم لے چلہیں باندھی
ڈیرا جائے پرے وا بن ماں
ٹانڈہ تم نے لادا بھاری — بنج کیا پورا بیوپاری
جوا کھیلا پونجی ہاری — اب چلنے کی بھئی تیاری
جا کوئی گورو سے نیہہ لگائی — بہت بھانت سوئی سکھ پائی
ماٹی میں کایا مل جائی — یہ کبیر آگے گو ہرائی
سانچ نام صاحب کو سنگ ماں

۱۴۳۔ نہ جانے تیرا صاحب کیسا ہے
مہجد بھیتر ملاّ پکارے کیا تیرا صاحب بہرا ہے
چینوٹُ کے پگ نیور باجے سو بھی صاحب سنتا ہے

الفت 'محبت' پریشانی 'عورت سب بے کار ہیں۔ کیا کسی کی بیوی کیا کسی کی باندی
کیا کسی کا سونا کیا کسی کی چاندی۔ جس دن جم دوت باندھ کر لے چلیں گے
تو دوسرے ہی جنگل میں ڈیرا پڑ جائے گا
تم نے سامان خوب جمع کیا اور پورے بیوپاری کی طرح تجارت کی
جوا بھی کھیلا جس میں اپنی پونجی ہار گئے۔ اب تمھارے چلنے کی تیاری ہے
جس شخص نے گورو سے محبت کی۔ اس نے طرح طرح سے آرام پایا
تمھارا جسم مٹی میں مل جائے گا۔ کبیر پہلے ہی سے پکار رہا ہے
سچا نام مالک ہی کا ہے جو ساتھ چلے گا

۱۴۳۔ نہ معلوم تیرا صاحب کیسا ہے
مسجد کے اندر ملاّ آواز لگاتا ہے۔ کیا تیرا مالک بہرا ہے
ارے مالک کو چینوٹی کے پیروں میں لگے گھنگھرو کی آواز بھی سنائی دیتی ہے

پنڈت ہوئے کے آسن مارے لمبی مالا جپتا ہے
انتر تیرے کپٹ کترنی سو بھی صاحب لکھتا ہے
اونچا نیچا محل بنایا گہری نیو جماتا ہے
چلنے کا منصوبہ ناہیں رہنے کو من کرتا ہے
کوڑی کوڑی مایا جوڑی گاڑ زمیں میں دھرتا ہے
جیہہ لہنا ہے سو لے جیہے پاپی بہہ بہہ مرتا ہے
ستونتی کو ملے گزی نہہ ویشیا پہنے خاصہ ہے
جیہہ گھر سادھو بھیکھ نہ پاویں بھڑوا کھات بتاسا ہے
ہیرا پائے پرکھ نہہ جانے کوڑی پرکھن کرتا ہے
کہت کبیر سنو بھائی سادھو ہری جیسے کو تیسا ہے

تم پنڈت بن کر آسن جماتے ہو اور لمبی مالا جپتے ہو
لیکن تمھارے دل میں کینے کی قینچی ہے اسے بھی مالک دیکھتا ہے
تم نے اونچے نیچے محل بنائے ہیں اور ان کی گہری بنیاد رکھی ہے
کیا تمھارا یہاں سے چلنے کا ارادہ نہیں ہے جو یہاں رہنا چاہتے ہو
تم نے کوڑی کوڑی کر کے دولت جمع کی اور اسے زمین میں گاڑ کر رکھ دیا
جس کی قسمت میں اسے لینا ہوگا وہ لے جائے گا۔ تم پاپ میں بہتے بہتے مروگے
عفیفہ عورت کو گاڑھا بھی پہننے کو نہیں ہے، زن بازاری خاصہ پہنتی ہے
جس گھر میں سادھو کو بھیک تک نہیں ملتی وہاں بھڑوے بتاشے کھاتے ہیں
تم اپنی گانٹھ کے ہیرے کو تو پرکھ نہیں پاتے کوڑیوں کی پرکھ کرتے ہو
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو خدا ہر شخص کے لیے ویسا ہی ہے جیسا وہ شخص خود ہے

۱۴۴۔ مکھڑا کیا دیکھے درپن میں تیرے دیا دھرم نہیں من میں
آم کی ڈار کوئلیا بولے سوُنا بولے بن میں
گھر باری تو گھر میں راضی پھکڑ راضی بن میں
اینٹھی دھوتی پاگ لپیٹی تیل چوا زلفن میں
گلی گلی کی سکھی رجھائیں داغ لگایا تن میں
پاتھر کی اک ناؤ بنائی اترا چاہے چھن میں
کہت کبیر سنو بھئی سادھو وے کیا چڑھیں رن میں

۱۴۵۔ مورے جیرا بڑا اندیسوا مسافر جیہو کون اور
موہ کا شہر قہر نرناری دوئی پھاٹک گھن گھور
کومتی ناک پھاٹک روکے بیر ہو کٹھن جھنجھور
سنئے ندی اگاڑی بہتی بشم دھار جل زور

۱۴۴۔ تو اپنا منہ آئینے میں دیکھ کر کیا کرے گا، تیرے دل میں نہ رحم ہے نہ دھرم
آم کی شاخ پر کوئل بولتی ہے اور توتا جنگل میں بولتا ہے
خانہ دار آدمی گھر میں خوش رہتا ہے اور آزاد آدمی جنگل میں
تم نے اینٹھا لگا کر دھوتی باندھی، پگڑی پہنی اور بالوں میں تیل چپڑا
ہر گلی کی عورتوں کو فریفتہ کیا اور اپنے جسم پر داغ لگایا
پتھر کی ناؤ بنائی ہے اور چاہتے ہو کہ ایک لمحے میں پار ہو جاؤ
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے لوگ خدا کی قربت کی مہم پر کیسے جائیں گے

۱۴۵۔ میرے دل میں بڑا اندیشہ ہے، اے مسافر تم کس طرف جانا چاہتے ہو
یہ دنیا خود غرضی کا شہر ہے اور یہاں مرد و زن غضب کے ہیں، دو مضبوط پھاٹک لگے ہیں
کج فہمی کا سردار پھاٹک بند کیے ہوئے ہے، تم بڑی مصیبت میں پڑو گے
اس کے آگے تشکیک کا دریا بہتا ہے جس کی تیز اور خطرناک دھار ہے

کیا منوا تو غافل سووے یہاں مور اور تور
رین دن پریت کرو صاحب سے ناہن کٹھن کٹھور
کام دیوانہ کرودھ ہے راجا بسے پچیسو چور
ست پرکھ اک بسے پچھم دِس تا سوں کروں نہور
آوے دردراہ تو ہے لاوے تب پہنچ اور
الٹ پاچھلو پیڑا پکڑو پسرا منا بٹور
کہے کبیر سنو بھئی سادھو تب پہنچ ٹھور

۱۴۶۔ پئے پیالا ہو متوالا پیالا نام امی رس کا رے
بالاپن سب کھیل گنوایا ترُن بھیا ناری کا بس رے
بردھ بھیا کف بائے نے گھیرا کھاٹ پڑا نہ جائے کھسکا رے

اے انسان تو کیا غفلت میں سو رہا ہے، کیا میرے تیرے میں لگا ہے
تم رات دن مالک سے محبت کرو ورنہ بڑی مصیبت میں پڑو گے
شہوت دیوانی ہے، غصہ کا یہاں راج ہے اور پچیس چور یہاں بستے ہیں
مغرب کی سمت ایک پہنچا ہوا شخص رہتا ہے، اسی سے درخواست کر رہا ہوں
اگر اس کے دل میں رحم آیا اور وہ تجھے راہ پر لایا تبھی تو اپنے مقام پر پہنچے گا
تم بکھرے ہوئے دل کو یکجا کر کے واپس آ کر دوسری راہ پکڑو
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، اس طرح تم اپنا مقام حاصل کر سکتے ہو

۱۴۶۔ تو خدا کے نام کا امرت کا پیالا پی لے اور مست ہو جا
تو نے لڑکپن کھیل میں برباد کر دیا اور جوان ہو کر عورت کے قبضے میں چلا گیا
بوڑھا ہوا تو کھانسی، ریاح وغیرہ کے امراض نے گھیر لیا اب تو چارپائی سے کھسک بھی نہیں پاتا

نابھی کنول بیچ ہے کستوری جیسے مرگ پھرے بن کارے
بن ست گورو اتنا دکھ پایا بید ملا نہ اس تن کارے
ماتا پتا بندھو ست تریا سنگ نہیں کوئی جائے سکارے
جب لگ جیوے گورگن گائے دھن جوبن ہے دن دس کارے
چوراسی جو اُبرا چاہے چھوڑ کامنی کا چسکارے
کہے کبیر سنو بھئی سادھو نکھ سکھ پور رہا بس کارے

---

۱۴۷. نام سمر پچھتائے گا

پاپی جیئرا لوبھ کرت ہے آج کال اُٹھ جائے گا
لالچ لاگی جنم گنوایا کایا بھرم بھلائے گا
دھن جوبن کا گرب نہ کیجے کاگد جیوں گل جائے گا

تیری مشک تیری ناف کے کمل میں ہے تو ہرن کی طرح اس کے لیے جنگل میں کیوں دوڑتا ہے
میں نے ست گورو کے بغیر بہت تکلیف اٹھائی اس جسم کے مرض کے لیے کوئی وید نہ ملا
ماں باپ بھائی بیٹا بیوی کوئی بھی ساتھ نہ جا سکا
جب تک جیو اپنے مرشد کے گن گاؤ' دولت اور جوانی تو دس دن کی ہے
اگر چوراسی لاکھ جونیوں کے چکر سے نکلنا چاہو تو عورت کا شوق چھوڑو
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو عورت کا سراپا زہر کا ہے

---

۱۴۷. خدا کے نام کی یاد کر ورنہ پچھتائے گا
اے گنہگار نفس تو لالچ میں پڑا ہے' آج کل میں تو اُٹھ جائے گا
تو نے لالچ میں زندگی برباد کرلی' یہ تیرا جسم کا بھرم ٹوٹ جائے گا
دولت اور جوانی کا غرور نہ کرو' یہ کاغذ کی طرح گل جائیں گی

جب جم آئے کیس گہہ پٹکے تا دن کچھو نہ بسائے گا
سمرن بھجن دیا نہیں کینہی تو مکھ چوٹا کھائے گا
دھرم رائے جب لیکھا مانگیں کیا مکھ لے کے جائے گا
کہت کبیر سنو بھائی سادھو سادھ سنگ تر جائے گا

---

۱۴۸. میرا تیرا منوا کیسے اک ہوئے رے

میں کہتا ہوں آنکھن دیکھی تو کہتا کاگد کی لیکھی
میں کہتا سرجھاون ہاری تو راکھیو ارجھائی رے
میں کہتا ہوں جاگت رہیو تو رہتا ہے سوئے رے
میں کہتا نرموہی رہیو تو جاتا ہے موہ رے
جگن جگن سمجھاوت ہارا کہا نہ مانے کوئے رے
تو تو رنڈی پھرے بہنڈی سب دھن ڈارا کھوئے رے

جب جم کے دوت آکر بال پکڑ کر دے پٹکیں گے اس دن کچھ بس نہ چلے گا
اگر تو نے خدا کی یاد' اس کا ذکر اور رحم نہ کیا تو منہ پر چوٹ کھائے گا
جب مرنے کے بعد دھرم راج اعمال کا حساب مانگیں گے تو وہاں کیا منہ لے کر جائے گا
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو' اچھے آدمی کے ساتھ رہ کر نجات ملے گی

---

۱۴۸. تیرا اور میرا دل ایک ساتھ کیسے ہو سکتا ہے
تو کاغذ کا لکھا ہوا بولتا ہے میں اپنی آنکھوں دیکھی کہتا ہوں
میں سلجھانے والی بات کہتا ہوں تو الجھن میں رکھنا چاہتا ہے
میں کہتا ہوں کہ جاگتا رہ تو سو جاتا ہے
میں کہتا ہوں بغیر لگاؤ کے رہ تو ہر چیز میں موہ جاتا ہے
میں کئی قرنوں سے سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا میرا کہنا کسی نے نہ مانا
تو نے تو زن بازاری کے پیچھے خود کو تباہ کر دیا اور ساری دولت کھو دی

ست گورو دھارا نرمل باہے وا میں کایا دھوئے رے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو تب ہی ویسا ہوئے رے

۱۴۹۔ سمجھ دیکھ من میت پیروا عاشق ہو کر سونا کیا
روکھا سوکھا غم کا ٹکڑا پھیکا اور سلونا کیا
پایا ہو تو دے لے پیارے پائے پائے پھر کھونا کیا
جن آنکھن کی نیند گھنیری تکیہ اور بچھونا کیا
کہے کبیر سنو بھئی سادھو سیس دیا تب رونا کیا

۱۵۰۔ جاکے نام نہ آوت ہیئے
کاہ بھئے نر کاسی بسے سے کا گنگا جل پیئے
کاہ بھئے نر جٹا بڑھائے کا گدڑی کے لیئے

ست گورو کی صاف ندی بہہ رہی ہے اس میں جسم کو دھو
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو، یہ کرنے پر ہی اس کی طرح ہو سکو گے

۱۴۹۔ اے میرے پیارے دوست میرے دل سے سمجھ لے کہ اگر تو عاشق ہے تو سو نہ جانا
غم سے ملا ہوا روکھا سوکھا ٹکڑا ٹھیک ہے۔ اس میں مزے دار یا پھیکا کیا دیکھنا
اگر تو نے کچھ پایا ہے تو دے ڈال، پاکر چیز کھونی نہیں چاہیئے
جن آنکھوں میں گہری نیند ہو انھیں تکیے اور بستر کی ضرورت نہیں
کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو، جب سر ہی دے دیا تو رونا کیا

۱۵۰۔ جس کے دل میں مالک کا نام نہیں آتا
وہ آدمی چاہے کاشی میں بسے یا گنگا جل پیئے اس سے کوئی فائدہ نہیں
جٹا بڑھانے یا گدڑی کے اوڑھنے سے بھی کیا ہوتا ہے

کاہ بھئے کنٹھی کے باندھے کاہ تلک کے دیئے
کہے کبیر سنو بھئی سادھو ناحق ایسے جیئے

۱۵۱۔ گورو سے میل کر گنوارا کا سوچت بار مبارا
جب پار اترنا چہیئے تب کیوٹ سے مل رہیئے
جب اتر جائے بھوپارا تب چھوٹے یہ سنسارا
جب درسن دیکھا چہیئے تب درپن مانجت رہیئے
جب درپن لاگت کائی تب درسن کہنہ تے پائی
جب گڑھ پر بجی بدھائی تب دیکھ تماشے جائی
جب گڑھ بیچ ہوت سکیلا تب ہنسا چلت اکیلا
کہے کبیر دیکھ من کرنی وا کے انتر بیچ کترنی
کترنی کے گانٹھ نہ چھوٹے تب پکر پکر جگ لوٹے

کنٹھی باندھنے یا تلک لگانے سے کیا ہوتا ہے
کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو، ایسا جینا بے فائدہ ہے

۱۵۱۔ اے گنوار گورو سے میل کر۔ اس میں بار بار کیا سوچ رہا ہے
اگر تیری خواہش پار اترنے کی ہے تو ملاح سے مل کر رہنا چاہیئے
جب جنجال سے پار ہو جاؤ گے تو اس دنیا کے علائق چھوٹ جائیں گے
اگر تم صورت دیکھنا چاہتے ہو تو آئینے کو صیقل کرتے رہنا چاہیئے
جب آئینے میں زنگ لگی ہو تو اس میں کچھ دکھائی کہاں دے گا
جب قلعے میں بدھائیاں بجیں تو تم تماشہ دیکھنے گئے
اور جب وہاں لوہا بجنے لگا تو اکیلے ہنس بن کر چل دیئے
کبیر کہتے ہیں کہ نفس کی حرکات دیکھو۔ اس کے اندر کپٹ کی قینچی ہے
جب تک اس کپٹ کی گانٹھ نہیں کھلتی تب تک دنیا تمھیں پکڑ کر لوٹتی رہے گی

١٥٢۔ چل چل بھونرا کنول پاس — تیری بھونری بولے ات اداس
وہ کرت چوج بارہی بار — تن بن پھولیو کس ڈار ڈار
ہے بیو بنسپتی کیہ بھوگ — کچھ سکھ نہ بھیو تن بڑھیو روگ
دوس چار کے سُرنگ پھول — تیہہ لکھ بھارا رہیو بھول
بنسپتی جب لاگے آگ — تب بھونرا کنہہ جیہو بھاگ
پہپ پرانے گئے سوکھ — لگی بھونر کو ادھک بھوکھ
اڑ نہ سکت بل گیو چھوٹ — تب بھونرا روئے سیس کوٹ
چہوں دس چتوے منہ پرائے — لے چل بھونری سر چڑھائے
کہیں کبیر یہ من کے بھاؤ — نام بنا سب جم کے داؤں

١٥٣۔ بھج من جیون نام سبیرا
سُندر دیکھ نہ بھولو چھوٹ لیت جس باز بیٹرا

اے بھونرے جیسے دل تو کنول جیسے گورو کے پاس چل۔ تیری بھونری جیسی روح اداس ہو کر بول رہی ہے
پیڑ پودوں کی بستی یعنی دنیا عشوے کر کے اور ہر شاخ میں پھول کھلا کر تجھے لبھاتی ہے
تو نے پیڑ پودوں ہی کا استعمال کیا، اس سے راحت نہ ملی، جسم میں مرض ضرور بڑھ گیا
خوش رنگ پھولوں کی زندگی چار دن کی ہے۔ انھیں کو دیکھ کر تجھ سے بڑی غلطی ہوئی
نباتات میں جب آگ لگے گی تو اے بھونرے تو بھاگ کر کہاں جائے گا
پرانے پھول جب سوکھ جاتے ہیں تو بھونرے کو زیادہ بھوک لگتی ہے
پھر بھونرا اڑ نہیں سکتا کیوں کہ کمزور ہو جاتا ہے اور بعد میں سر پیٹ کر روتا ہے
منہ پھیلا کر چاروں طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے اے بھونری مجھے سر پہ اٹھا کرلے چل
کبیر کہتے ہیں کہ نفس کی ہی حرکتیں ہوتی ہیں۔ نام کے بغیر موت کا کھیل ہی ہوتا ہے

١٥٣۔ اے دل تو جلد ہی خدا کی یاد کر
تو خوبصورت جسم پر نازاں ہے۔ اے موت ایسے جھپٹ لے گی جیسے بیٹر کو باز

ایہہ دیہی کو گرب نہ کریئے اڑ پنچھی جس لیت بسیرا
یا نگری میں رہن نہ پیہو کوئی رہ جاگ نہ دوکھ گھنیرا
کہیں کبیر سنو بھئی سادھو مانکھ جنم نہ پیہو پھیرا

١٥٤۔ ایسی نگریا میں کیہہ بدھ رہنا - نت اٹھ کلنک لگاوے سہنا
ایکے کواں پانچ پنہاری - ایکے لیجر بھرے نو ناری
پھٹ گیا کواں بنش گئی باری - بلگ بھئیں پانچو پنہاری
کہے کبیر نام بن بیرا - اڈ گیا حاکم لٹ گیو ڈیرا

١٥٥۔ کا نر سووت موہ نسا میں جاگت ناہنہ کوچ نیرانا
پہل نگارا سیت کے بھئے دوجے بین سے نہ کانا
تیجے نین درشٹی نہیں سوجھے۔ چوتھے آن گرا پروانا
مات پتا کہنا نہہ مانے بیرن سوں کینہا ابھمانا

اس جسم کا غرور نہ کرو یہ اڑتے پرندے کے بسیرے کی طرح ہے
اس شہر میں رہنے نہ پاؤگے، اس میں بہت دکھ ہیں اور کوئی جاگتا بھی نہیں ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو آدمی کا جنم دوبارہ نہ پاؤگے

١٥٤۔ ایسے شہر میں کس طرح رہا جا سکتا ہے جس میں کوتوال روزانہ آکر الزام لگائے
جسم کا ایک کنواں ہے اور پانچ پنہارنیں۔ رسی ایک ہے اور نو عورتیں پانی بھر رہی ہیں
کنواں پھٹ گیا اور اس کی جگت ٹوٹ گئی اور پانچوں پنہارنیں یعنی عناصر جدا ہو گئے
کبیر کہتے ہیں کہ خدا کے نام کے بغیر تباہی آگئی حاکم یعنی روح اڑ گئی اور ڈیرا لٹ گیا

١٥٥۔ اے انسان تو موہ کی رات کیوں سو رہا ہے جاگتا کیوں نہیں کوچ کا وقت ہو گیا
پہلا نقارہ بالوں کی سفیدی کی صورت بجا دوسرا اس وقت جب کانوں سے بات نہ سنائی دی
تیسرے نقارے کے وقت آنکھوں کی روشنی چلی گئی۔ چوتھے وقت کوچ کا پروانہ آگیا
ماں باپ کا کہنا نہیں مانتے، عقلمندوں کے سامنے غرور کرتے ہیں

دھرم کی ناؤ چڑھن نہ جانیں اب جم راج نے بھید بکھانا
ہوت پکار نگر قصبے میں رعیت لوگ بے اکُلانا
پورن برہم کی ہوت تیاری انت بھون بیچ پران لکانا
پریم نگر میں ہاٹ لگت ہے جنہہ رنگ ریز واہے ستوانا
کہے کبیر کوئی کام نہ ایہے ماٹی کے دیہیا ماٹی رل جانا

۱۵۶۔ رے دل غافل غفلت مت کر ایک دن جم آئے گا
سودا کرنے یا جگ آیا پونجی لایا مول گنوایا
پریم نگر کا انت نہ پایا جیوں آیا تیوں جائے گا
سُن میرے ساجن سُن میرے میتا یا جیون میں کیا کیا کیتا
سر پاہن کا بوجھا لیتا آگے کون چھڑائے گا

دھرم کی ناؤ پر بیٹھنا نہیں جانتے، آخر موت کے دیوتا جم نے بھید کھولا
شہروں اور قصبوں میں چیخ پکار ہونے لگی رعیت کے لوگ بے چین ہوئے
کہاں تو پورن برہم ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہاں آخر میں گھر میں جا چھپے
محبت کی دنیا میں بازار لگا ہے جہاں حق پرست رنگ ریز موجود ہے
کبیر کہتے ہیں کہ کوئی کام آنے والا نہیں، مٹی کا جسم مٹی میں مل جائے گا

۱۵۶۔ اے غافل دل غفلت نہ کر، ایک دن جم راج یعنی موت کا دیوتا آئے گا
اس دنیا میں تو سودا کرنے آیا تھا، سرمایہ لایا تھا لیکن زر اصل بھی کھو بیٹھا
پریم کی نگری کا اور چھور نہ پایا، تو جیسا آیا تھا ویسا ہی جائے گا
اے میرے پیارے میرے دوست سن، تو نے اس زندگی میں کیا کیا
سر پر پتھروں کا بوجھ لیا، اب تجھے کون چھٹکارا دلائے گا

پرلی پار میرا میتا کھڑیا اس ملنے کا دھیان نہ دھریا
ٹوٹی ناؤ اوپر جا بیٹھا غافل غوطہ کھائے گا
داس کبیر کہیں سمجھائی انت کال تیرو کون سہائی
چلا اکیلا سنگ نہ کوئی کیا اپنا پاوے گا

۱۵۷۔ سمرو سرجن ہار منکھ تن پائے کے
کاہے رہو اچیت کہا یہ اوسر پیہہو
پھر نہہ مانکھ جنم بہر پیچھے پچھتیہو
لکھ چوراسی جیو جنتو میں مانکھ پرم انوپ
سو تن پائے نہ چیتیہو کہا رنک کہہ بھوپ
گربھ واس میں رہیو کہیو میں بھجہوں توہی
نس دن سمروں نام کشٹ سے کاڑھو موہی

دوسرے کنارے میرا محبوب کھڑا ہے، اس سے ملنے کا خیال نہ ہوا
ٹوٹی ناؤ پر جا بیٹھا ہے، اے غافل تو ڈوب جائے گا
کبیر داس سمجھا کر کہتے ہیں کہ آخری وقت میں تیرا مددگار کون ہوگا
تو تنہا جائے گا، کوئی تیرے ساتھ نہ ہوگا اور تو اپنے کیے کا نتیجہ پائے گا

۱۵۷۔ آدمی کا جسم ملا ہے تو خالق کی یاد کرو
تم کیوں مدہوش ہو، کیا ایسا موقع پھر پاؤ گے
بعد میں تمہیں آدمی کا جنم نہیں ملے گا اور تم پچھتاؤ گے
چوراسی لاکھ قسم کے جانداروں میں انسان لاثانی ہے
ایسے جسم کو پا کر بھی لوگ، چاہے بادشاہ ہوں یا مفلس، ہوش نہیں کرتے
میں جب ماں کے پیٹ میں تھا تو میں نے مالک سے کہا کہ میں تیری یاد کروں گا
میں رات دن تیرے نام کا سمرن کروں گا، مجھے مصیبت سے نکال

اک من اک چت ہوئے رہوں رہوں نام لولائے
پلک نہ تمھیں بسار ہوں یہ تن رہے کہ جائے
انا کیو قرار تے پر بھو باہر کینا
بسر گیو وہ ٹھاؤں بھیو مایا آدھینا
بھولی بات اُدر کی یاں تو مت بھئی آن
بارہ برس ایسی ہی بیتے ڈولت پھرت اجان
بکھیا پون سمان تے جوانی مدماتے
چلت نہارے چھانہہ تمک کے بولے باتیں
چووا چندن لائے کے پہرے بسن بنائے
گلیوں میں ڈولت پھریں پر تیہ لکھ مسکائے
گا تر نا یا بیت بڑھاپا آئے تُلا نا

میں تیرے ساتھ یک دل ہو کر رہوں گا اور نام سے لو لگاؤں گا
ایک لمحے کو بھی تمھیں نہ بھولوں گا چاہے یہ جسم رہے یا ختم ہو جائے
جب میں نے یہ قرار کیا تبھی مالک نے باہر کیا
پھر میں اس جگہ کی بات بھول گیا اور مایا کے قابو میں آ گیا
حمل کی بات بھول گئی اور یہاں آ کر دوسری ہی مت ہو گئی
بارہ برس اسی طرح نادانی میں گھومتے پھرتے گزر رہے
پھر دنیوی لذائذ کی آندھی آئی اور جوانی میں مست ہو گئے
اپنی پرچھائیں دیکھتے ہوئے اور اکڑ کر بات کرتے ہوئے چلنے لگے
چندن خوشبو وغیرہ لگا کر عمدہ کپڑے پہنے
گلیوں میں گھومنے لگے اور پرائی عورتوں کو دیکھ کر مسکرانے لگے
جب جوانی گزر گئی تو بڑھاپا آ موجود ہوا

کمپن لاگے سیس چلت دوؤ پاؤں پرانا
نین ناسکا چوون لاگے کرن سنے نہ بات
کنٹھ ماںہہ کف گھیر لیا ہے بسر گئے سب نات
مات پتا ست نار کہو کا کے سنگ لاگی
تن من بھج لو نام کام سب ہو نہہ شبھاگی
نہہ تو کال گرا سیے پر بھو جم کے جار
بن ست گورو نہیں باچھو ہردے کر مو بچار
سُپھل ہوہ یہ دیہہ نیہہ ست گورو سے کیجے
مکتی مارگ یہی سنت چرنن سر دیجے
نام بھجے نر بھے رہو انگ نہ ویاپے پیر
جرا مرن بھرم سینے مٹیں گاویں داس کبیر

سر ہلنے لگا اور چلنے میں دونوں پیر تھکنے لگے
آنکھوں اور ناک سے پانی گرنے لگا کانوں کو بات سنائی نہ دینے لگی
گلے کو کف نے دبا لیا، سارے رشتے دار بھول بیٹھے
ماں، باپ، بیٹا، بیوی وغیرہ کس کے ساتھ گئے ہیں
تن من سے خدا کی یاد کرو تو سب کام اچھے ہوں گے
ورنہ موت تمھیں نگل لے گی اور تم جم راج کے دروازے جاؤ گے
یہ دل میں اچھی طرح سمجھ لو کہ ست گورو کے بغیر بچنا ناممکن ہے
ست گورو سے محبت کرو تاکہ یہ جسم خوش نصیب ہو
نجات کا راستہ یہی ہے کہ سنتوں کے قدموں پر سر جھکاؤ
خدا کے نام کی یاد کرتے رہو، بے خدشہ رہو، جسمانی تکلیف بھی نہ ہوگی
بڑھاپا، موت، بہت سے شبہات مٹ جائیں گے، یہ کبیر داس گاتے ہیں

۱۵۸۔ تیری گٹھری میں لاگا چور بٹوہیا کا رے سووے
پانچ پچیس تین ہیں چوروا یہ سب کینہا سور
جاگ سویرا باٹ انیرا پھر نہہ لاگے زور
بھوساگر اک ندی بہت ہے بن اُترے جیو بور
کہے کبیر سنو بھئی سادھو جاگت کیجے بھور

۱۵۹۔ کا سووٗ سمرن کی بریا
جن سرجا تن کی سدھ ناہیں جھلکت پھرو جھلجھان جھلریا
گورو اُپدیس سندیس کہت ہیں بھجن کرو چڑھ گگن اٹریا
نت اٹھ پانچ پچیس کے جھگڑا بیا کل موری سرت سندریا
کہت کبیر سنو بھئی سادھو بھجن بنا توری سونی نگریا

۱۵۸۔ اے مسافر تو کیا سو رہا ہے، چور تو تیری گٹھری ہی میں لگا ہے
پانچ، پچیس اور تین چور ہیں ان سب نے بہت شور کیا ہے
جلد جاگ، تیرا راستہ خراب ہے، بعد میں تجھ سے زور نہ لگے گا
دنیا ایک بہتی ندی ہے، اسے عبور نہیں کیا تو روح اسی میں ڈوب جائے گی
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، جاگتے جاگتے ہی صبح کرو

۱۵۹۔ خدا کی یاد کے وقت کیوں سو رہے ہو
جس نے تمھیں پیدا کیا ہے اس کی یاد نہیں کرتے ظاہری چمک دمک کو جھانکتے پھرتے ہو
تمھیں گورو نصیحت کرتے ہیں خدا کا پیغام دیتے ہیں اونچی چھت پر چڑھ کر بھجن کرو
روزانہ ہی پانچ پچیس کا جھگڑا رہتا ہے، اس وجہ سے میری پیاری سُرت پریشان رہتی ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، تمھارا شہر بھجن کے بغیر سونا ہے

۱۶۰۔ باغوں نا جا رے تیری کایا میں گلزار
کرنی کیاری بوئے کے رہنی کر رکھوار
دُرمت کاگ اُڑائے کے دیکھے عجب بہار
من مالی پر بودھیے کر سنجم کی بار
دیا پودھ سوکھے نہیں چھما سینچ جل ڈھار
گل اور چمن کے بیچ میں پھولا عجب گلاب
مکتی کلی ست مال کی پیروں گو نتھ گلہار
اشٹ کمل سے او بجے لیلا اگم اپار
کہے کبیر چیت چیت کے آواگون بچار

۱۶۱۔ سمرن بن غوطہ کھاؤ گے
مٹھی باندھ گربھ سے آئے ہاتھ پسارے جاؤ گے

۱۶۰۔ تو باغوں کو نہ جا، تیرے جسم کے اندر ہی باغ ہے
اعمال کی کیاری بو اور طرز رہائش کو اپنا رکھوالا بنا
کج فہمی کے کوئے اڑا کر اس باغ کی عجب بہار دیکھ
من کے مالی کو ہدایت دو اور پرہیزگاری کی مینڈھیں بناؤ
تمھاری فیض کی پود سوکھ نہ جائے اس لیے اسے عفو کے پانی سے سینچو
گل اور چمن کے درمیان عجب گلاب پھولا ہے
اس کی نجات کی کلی کی سات لڑی کی مالا بنا کر میں گلے میں پہنو
آٹھ پنکھڑیوں کے کمل سے نافہمیدہ کرشمے ظاہر ہوتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ دل میں بیداری لا اور دنیا میں آنے جانے پر دھیان دے

۱۶۱۔ خدا کی یاد نہ کرو گے تو غوطہ کھاؤ گے
ماں کے پیٹ سے مٹھی باندھے آئے تھے اور ہاتھ پھیلائے دنیا سے جاؤ گے

جیسے موتی جھرت اوس کے بیر بھئے جھر جاؤگے
جیسے ہاٹ لگاوے مٹھوا سودا بن پچھتاؤگے
کہے کبیر سنو بھئی سادھو سودا لے کر جاؤگے

۱۶۲۔ ارے من سمجھ کے لاد لدنیا

کاہے کے ٹٹوا کاہے کے پاکھر کاہے کے بھاری گونیا
من کے ٹٹوا سرت کے پاکھر بھر بن پاپ گونیا
گھر کے لوگ جگاتی لاگے چھین لینہہ کردھنیا
سودا کر تو یہ کر بھائی آگے ہاٹ نہ بنیا
پانی پی تو یہیں پی بھائی آگے دیس نپنیا
کہے کبیر سنو بھائی سادھو ست نام کا بنیا

دیر کرنے سے تم اوس کے موتیوں کی طرح جھڑ جاؤگے
تم اسی طرح پچھتاؤگے جیسے سودے بغیر دکان دار پچھتاتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، تمھیں سودا لے کر جانا ہے

۱۶۲۔ اے میرے من سوچ سمجھ کر بیوپار کی لدائی کر

کاہے کا تیرا ٹٹو ہے کاہے کی جھول ہے اور کس چیز سے بوری بھری ہے
من کا ٹٹو ہے سرت کی جھول ہے اور گناہ ثواب بوری میں ہیں
گھر والے محصول کے حاکم ہیں وہ تیری کمر کی پیٹی چھین لیں گے
اگر تجھے سودا کرنا ہے تو یہیں کر کیوں کہ آگے کوئی بازار نہیں ہے
اگر پانی پینا ہے تو یہیں پی لے، آگے کی زمین پر پانی نہیں ہے
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، سچی تجارت حق کے نام کی ہے

۱۶۳۔ دِوانے من بھجن بنا دُکھ پیہو

پہلے جنم بھوت کا پیہو سات جنم پچھتیہو
کانٹا پر کے پانی پیہو پیاسن ہی مرجیہو
دوجا جنم سوا کا پیہو باغ بسیرا لیہو
ٹوٹے پنکھ باز منڈرانے ادھ پھڑ پران گنویہو
بازی گر کے بانر ہوئیہو لڑکن ناچ نچیہو
اونچ نیچ سے ہاتھ پسریہو مانگے بھیکھ نہ پیہو
تیلی کے گھر بیلا ہوئیہو آنکھن ڈھانپ ڈھنپیہو
کوس پچاس گھرے میں چلیہو باہر ہون نہ پیہو
پنچواں جنم اونٹ کا لیہو بن تولے بوجھ لدیہو
بیٹھے سے تو اُٹھن نہ پیہو گھُرچ گھُرچ مرجیہو

۱۶۳۔ اے میرے دیوانے دل خدا کی یاد کے بغیر تکلیف اٹھاؤگے

تمھیں پہلا جنم بھوت کا ملے گا جس سے سات جنم تک پچھتاؤگے
صرف کانٹے پر لگا ہوا پانی پی سکوگے پیاسے ہی مر جاؤگے
دوسرا جنم توتے کا پاؤگے باغوں میں بسیرا کروگے
تمھارے ڈینے ٹوٹیں گے تمھیں باز پکڑ لیں گے اور ہوا ہی میں تمھاری جان جائے گی
بازی گر کے بندر ہوگے اور لڑکوں کو ناچ دکھاؤگے
ہر اونچے نیچے کے آگے ہاتھ پھیلاؤگے اور تمھیں مانگنے پر بھی بھیک نہ ملے گی
تم تیلی کے گھر بیل ہوگے اور آنکھوں پر ڈھکنا رکھواؤگے
پچاس کوس چل کر گھر ہی میں رہوگے باہر نہ جا سکوگے
پانچواں جنم تمھیں اونٹ کا ملے گا، بغیر تولے تم پر بوجھ لادا جائے گا
بیٹھے تو اٹھ نہ سکوگے زور لگاتے لگاتے مر جاؤگے

دھوبی کرکے گدھا ہوئیہو کٹی گھاس نا پیہو
لادی لاد آپ چڑھ بیٹھے لے گھاٹے پہنچیہو
پنچھی ماں تو کوّا ہوئیہو کرر کرر گوہر یہو
اُڑکے جائے بیٹھ میلے تھل گہرے چونچ لگیہو
ست نام کی ٹیر نہ کریہو من ہی من پچھتیہو
کہیں کبیر سنو بھئی سادھو نرک بسا ہی پیہو

---

۱۶۴ سادھو یہ تن ٹھاٹھ طنبورے کا
اینچت تار مرورت کھونٹی نکست راگ حضورے کا
ٹوٹے تار بکھر گئی کھونٹی ہو گیا دھورم دھورے کا
یا دیہی کا گرب نہ کیجے اڑ گیا ہنس طنبورے کا
کہت کبیر سنو بھئی سادھو اگم پنتھ کوئی سورے کا

تم دھوبی کے گدھے بنو گے تمھیں کٹی گھاس نہ ملے گی، خود ہی چروگے
دھوبی تم پر کپڑے لاد کر خود بھی بیٹھ جائے گا اور تم اسے گھاٹ پر پہنچاؤگے
اگر پرندے بنے تو کوے ہوگے، کرخت آواز میں بولوگے
اڑکر گندگی کے پاس جا بیٹھوگے اور اس میں گہرائی تک چونچ ڈالوگے
اگر تم نے سچے نام کو نہ پکارا تو دل ہی دل میں پچھتاؤگے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو ایسے میں تم نرک کی راہ ہی پاؤگے

۱۶۴۔ اے سادھو یہ جسم طنبور جیسا ہے
اس کے تار کھینچو اور کھونٹی مروڑو تو حضورے کا راگ نکلتا ہے
جب تار ٹوٹ جاتے ہیں اور کھونٹی بکھر جاتی ہے تو یہ محض کوڑا رہ جاتا ہے
اس جسم پر فخر نہ کرو، طنبورے کا ہنس یعنی روح اڑ جائے گی
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو نامعلوم روحانی راستے پہ کوئی بہادر ہی چل سکتا ہے

۱۶۵۔ گگن گھٹا گھہرانی سادھو گگن گھٹا گھہرانی
پورب دِس سے اٹھی بدریا رم جھم برست پانی
آپن آپن مینڈ سنبھارو بہیو جات یہ پانی
من کے بیل سُرت ہرواہا جوت کھیت نِروانی
دبدھا دوب چھول کر باہر بوؤ نام کی گھانی
جور جگت کر کر رکھواری چرنہ جائے مرگ دھانی
بالی جھار کوٹ گھر لاوے سوئی کُسل کسانی
پانچ سکھی مل کین رسوئیا ایک سے ایک سیانی
دونوں دھار برابر پرسیں جیویں مُنی اور گیانی
کہت کبیر سنو بھئی سادھو یہ پد ہے نِروانی
جو یہ پد کو پرچے پاوے تا کو نام وِگیانی

۱۶۵۔ آسمان میں گھٹا گھری ہے، او سادھو آسمان میں گھٹا گھری ہے
مشرق کی سمت سے بادل آیا ہے اور رم جھم کرکے پانی برس رہا ہے
اپنی اپنی مینڈوں کو سنبھالو ورنہ یہ پانی بہہ جائے گا
دل کا بیل ہے اور سرت کا ہلوا ہے جو نجات کا کھیت جوت رہا ہے
کھیت سے تشکیک کی گھاس کھود کر پھینک دو اور سچے نام کی فصل بوؤ
بڑی محنت اور ہوشیاری سے اس کی رکھوالی کرو، تیری پیداوار جانور نہ چر جائیں
جو بالیوں کو جھاڑ کوٹ کر اناج گھر لاتا ہے وہی ہوشیار کسان ہے
پانچ سہیلیوں نے جو ایک سے ایک ہوشیار ہیں مل کر کھانا تیار کیا ہے
دونوں طرف سے برابر پروس رہی ہیں، منی اور عالم لوگ کھا رہے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو یہ پد نجات کا ہے
جو اس پد کو اچھی طرح سمجھے اسی کو وگیانی یعنی اعلیٰ علم کا مالک کہیں گے

سیکھ اور شکشا (انکسار اور نصیحت)

۱۶۶۔ نیہر میں داغ لگائے آئی چنری

اور نگر زوا کے مرم نہ جانے نہ ملے دھوبیا کون کرے اجری

تن کے کونڈ گیان کے سنودن صابن مہنگ بکائے یا نگری

پہر اوڑھ کے چلی سسر یا گوان کے لوگ کہیں بڑی پھڑی

کہت کبیر سنو بھئی سادھو بن ست گورو کبہوں نا ابجری

۱۶۷۔ میری چنری میں پرگو داغ پیا

پانچ تت کے بنی چنریا سورہ سے بند لاگے جیا

یہ چنری مورے میکے تے آئی سسرے میں منوا کھوئے دیا

مل مل دھوئی داغ نا چھوٹے گیان کو صابون لائے پیا

کہت کبیر داغ تب چھٹے جب صاحب اپنائے لیا

۱۶۶۔ میں مائکے میں اپنی چنری میں داغ لگا آئی

اُس رنگ ریز کا تو بھید ہی نہیں ملتا اور کوئی دھوبی اسے صاف نہیں کرپاتا

بدن کی کونڈی ہے گیان کی رہبہ میں اسے ملنا ہے اور اس شہر میں صابون مہنگا ہے

اسے پہن اوڑھ کر میں سسرال چلی تو گاؤں کے لوگ مجھے پھوہڑ کہنے لگے

کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو بغیر ست گورو کے یہ صاف نہیں ہوگی

۱۶۷۔ اے پیارے میری چنری میں داغ پڑ گیا ہے

یہ چنری یعنی جسم پانچ عناصر سے بنی ہے اور اس میں سولہ سو تار لگے ہیں

یہ چنری میرے مائکے سے آئی ہے سسرال میں مجھ سے بھول ہو گئی

مل مل کر دھونے پر بھی اس کا داغ نہیں چھوٹتا، میرے شوہر گیان کا صابن لائے

کبیر کہتے ہیں کہ چنری کا داغ تبھی چھوٹے گا جب میرے مالک مجھے اپنا لیں گے

۱۶۸۔ پیا اونچی رے اٹریا تیری دیکھن چلی

اونچی اٹریا زرد کنگریا لگی رام کی ڈوریا

چاند سورج سم دینا برت ہیں تا بیچ بھولی ڈگریا

پانچ پچیس تین گھر بنیا منوا ہے چودھریا

منشی ہے کوتوال گیان کو چہوں دس لگی بجریا

آٹھ مراتب دس دروازہ نومیں لاگی کوریا

کھرکی بیٹھ گوری چتون لاگی اُپرا جھانپ جھونپریا

کہت کبیر سنو بھئی سادھو گورو چرنن بلہریا

سادھ سنت مل سودا کر ہیں جھنکیں مورکھ انیا

۱۶۹۔ رتن جتن کر پریم کے تت دھر ست گورو امرت نام جگت کے راکھب رے

بابا گھر رہلوں بھوئی بولوں سیاں گھر چتر سیان چینب گھروا آپن رے

۱۶۸۔ اے پیارے میں تیری اونچی اٹاری دیکھنے چلی

اٹاری اونچی ہے، اس کا سرا زرد ہے اور رام نام کی ڈوری اس میں لگی ہے

وہاں چاند سورج جیسے دیئے جلتے ہیں ان کے درمیان راستہ بھول گئی

پانچ، پچیس اور تین گھر بنے ہیں، من ان کا چودھری ہے

گیان وہاں کوتوال کا منشی ہے، چاروں طرف بازار لگا ہے

آٹھ منزلیں ہیں دس دروازے ہیں جن میں سے نویں کواڑ لگے ہیں

کھڑکی میں بیٹھ کر دلہن دیکھنے لگی، اس کے اوپر جھونپڑی چھائی ہے

کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، میں گورو کے قدموں کے صدقے جاؤں

سادھو سنت مل کر وہاں بازار میں سودا کرتے ہیں لیکن جاہل جھک مارتے ہیں

۱۶۹۔ میں ہوشیاری سے محبت کے ساتھ ست گورو کا دیا امرت نام ہوشیاری سے رکھوں گی

باپ کے گھر میں نادان کہاتی تھی، شوہر کے گھر سگھڑ سیانی بن کر گرہستی سنبھالوں گی

کھیلت رہلوں میں پہلی بھوریا او چک آئے لین ہار چلب کیسیا جھار رے
یہ تو اندھیری رات مسّل چھوروا تھالی سیاں کے بان کبان سو تیلین گوڑدا تان کے
چُن چُن کلیاں میں سیجیا بچھولوں بنارے مُرکھوا کے نار جھنکھیلے دنوارات لے
تال جھرائے گیلیں پھول کمھلائے گیلیں ھنسا اُڑت اکیل کوئی نہیں کھیل لے
اب کا جھنکھیلونا رہیے بیٹھلو من مارا یہہ باٹے موتیا ہرائل لے
داس کبیرا ہے گاویں نرگنواب کی اُہاں جاب تو پھر نہہ آدب لے

۱۷۰۔ کاہے جیبو سسر گھرا یو
گاؤں کے لوگ جب پوچھن لگیہیں تب ہم کا رے بتیبو
کھول گھونگھٹ جب دیکھن لگیہیں تب ہم بہت لجیبو
کہت کبیر سنو بھئی سادھو پھر سا سرنا ییبو

میں اپنے مائکے میں بچپن سے کھیل رہی تھی کہ لینے والے آگئے' اور میں بال جھاڑ کر مجبوراً چل دی
یہ اندھیری رات ہے چھو. لوٹا تھالی بھی لے جائیں گے' خاوند کے گھر پاؤں پسار کر سونے کی بے پروائی نہیں چلیگی
میں نے کلیاں چن چن کر سیج بنائی ہے. بغیر شوہر کے عورت جھینکتی ہی رہتی ہے
تالاب سوکھ گیا کمل کے پھول کمھلا گئے' ہنس اکیلا اڑ کر جا رہا ہے اسے کوئی نہیں دیکھتا
اب بد قسمت عورت تونے کیا سوچا ہے' من مار کر بیٹھی ہے کیوں کہ تیرا موتی راہ میں گم ہوگیا ہے
کبیر داس نرگن گا کر کہہ رہے ہیں کہ اب کے وہاں گئے تو واپس نہ آئیں گے

۱۷۰۔ جب سسرال جاؤ گی تو وہاں کیا لے جاؤ گی
جب گاؤں کے لوگ یہ بات پوچھیں گے تو میں کیا بتاؤں گی
جب وہ لوگ میرا گھونگھٹ کھول کر دیکھنے لگیں تو میں بہت شرماؤں گی
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو' اگر اب کے چوک گئے تو میں سسرال پھر کبھی نہ پاؤں گی

۱۷۱۔ سائیں مور بست اگم پُروا جنہہ گمن ہمار
آٹھ کواں نو باوڑی سورہ پنہار
بھرل گیلوا ڈھرک گئے رے دھن ٹھاڑھی من مار
چھوٹ موٹ ڈنڑیا چندن کے ہو چھوٹے چار کہار
جائے اترہیں واہی دیسوا کو جہاں نہ کوئی ہمار
اونچی محلیا صاحب کے موتی بکھی بازار
پاپ پُن دووُ بنیا ہو ہیرا لعل اپار
کہہ کبیر سُن سائیاں مور یا ہئے دیس
جو گئے سو بہرے نا کو کہت سندیس

۱۷۲۔ کون رنگریزوا رنگے مور چندری
پانچ تت کے بنی چندریا چندری پہرکے لگے بڑی سندری

۱۷۱۔ میرے مالک انجانی جگہ رہتے ہیں جہاں ہمارا جانا ہوگا
آٹھ کنویں ہیں نو باوڑیاں اور سولہ پنہاریں
بھرے گھڑے لڑھک گئے' عورت من مار کے رہ گئی
چندن کی چھوٹی موٹی کھاٹ اور چھوٹے موٹے چار کہار
جاکر جہاں اترنا ہے اس دیس میں ہمارا کوئی نہیں ہے
مالک کا محل بہت اونچا ہے وہاں بھاری بازار لگا ہے
گناہ اور ثواب کے دو بنیے وہاں ہیں اور بے شمار ہیرے اور لعل ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ اے مالک میرا بھی وہی دیس ہے
جو وہاں گئے ہیں وہ واپس نہیں آئے کون وہاں کا سندیس لائے

۱۷۲۔ میری چنری کو کون رنگ ریز رنگے گا
یہ چنری پانچ عناصر کی بنی ہے میں اسے پہن کر بڑی خوبصورت لگتی ہوں

ٹیکوا تا گا کرم کے دھاگا گرے بیچ ہروا ہاتھ بیچ مندری
سولہوں سنگار بتیسوا بھرن پیہ پیہ رٹت پیا سنگ گھری
کہت کبیر سنو بھائی سادھو بن ستسنگ کون بدھ سدھری

۱۷۳۔ یہ انکھیاں السانی پیہ ہو سیج چلو
کھمبا پکر پتنگ اس ڈولے بولے مدھوری بانی
پھولن سیج بچھائے جو رکھیو پیا بنا کمھلانی
دھیرے پانو دھرو پلنگا پر جاگت نند جٹھانی
کہت کبیر سنو بھئی سادھو لوک لاج بچھلانی

۱۷۴۔ جاگ پیاری اب کا سووے رین گئی دن کاہے کھووے
جن جاگا تن مانک پایا تیں بوری سب کھوئے گنوایا

میں نے چرخے کے تکوے میں اعمال کا دھاگا لگا دیا، گلے میں ہار ڈالا ہاتھ میں انگوٹھی پہنی
سولہ سنگار اور بتیس قسم کے گہنے کپڑے پہنے، پیا پیا رٹتے، موئے پیا ہی میں محو ہو گئی
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، ست سنگ کے بغیر حالت کیوں کر سنبھلے گی

۱۷۳۔ اے پیارے میری آنکھوں میں نیند آرہی ہے پلنگ پر چلو
کھمبا پکڑ کر عورت پتنگ جیسی جھوم رہی ہے اور میٹھی بولی بول رہی ہے
پھولوں کی سیج بچھا کر رکھی ہے لیکن شوہر کے بغیر خود مرجھا رہی ہے
کہتی ہے کہ پلنگ پر دھیمے سے پانو رکھو، نند اور جٹھانی جاگ رہی ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، ایسے میں دنیا کی شرم ختم ہو جائے گی

۱۷۴۔ اے پیاری سکھی جاگ، سو کیوں رہی ہے، رات تو گئی ہی دن کیوں کھو رہی ہے
جو جاگ گئیں انھیں لعل ملا، تو باولی ہے تو نے سب کھو دیا گنوا دیا

پیہ تیرے چتر تو مورکھ ناری کبھوں نہ پیہ کی سیج سنواری
تیں بوری بوراپن کینہو بھر جوبن پیہ اپن نہ چینہو
جاگ دیکھ پیہ سیج نہ تیرے توہِ چھانڑ اُٹھ گئے سویرے
کہہ کبیر سوئی دھن جاگے شبد بان اُر انتر لاگے

۱۷۵۔ آئے دن گونے کے ہو من ہوت ہلاس
پانچ بھینٹ کے پوکھرا ہو جا میں دس دوار
پانچ سکھی بیرن بھئیں ہو کس اترب پار
چھوٹ موٹ ڈولیا چندن کے ہو لاگے چار کہار
ڈولیا اتارے بیچ بنوا ہو جنہہ کوئی نہ ہمار
مِیّاں توری لاگوں کہروا ہو ڈولی دھر چھن بار

تیرے شوہر ہوشیار ہیں تو بے وقوف عورت ہے جس نے شوہر کی سیج کبھی نہیں سنواری
تو باؤلی ہے تو نے پاگل پن کیا ہے۔ ساری جوانی اپنے شوہر کو نہ پہچان سکی
تو جاگ کر دیکھ شوہر تیرے پلنگ پر نہیں ہیں۔ تجھے چھوڑ کر صبح ہی اٹھ گئے
کبیر کہتے ہیں کہ سوئی عورت تبھی جاگتی ہے جب اس کے دل میں شبد کا تیر لگتا ہے

۱۷۵۔ میرے گونے کے دن آئے ہیں میرے دل میں خوشی ہے
پانچ مینڈوں کا تالاب ہے جس میں دس دروازے ہیں
میری پانچ سہیلیاں میری دشمن ہو گئی ہیں، میں پار کس طرح اتروں گی
چندن کی چھوٹی موٹی ڈولی ہے جس میں چار کہار لگے ہیں
انھوں نے جنگل کے درمیان ڈولی اتار دی جہاں ہمارا کوئی نہیں
اے کہار میں تیرے پانو پڑتی ہوں تو کچھ دیر اور ڈولی لیے رہ

مل لیو سکھیا سہیلر ہو ملو کل پروار
صاحب کبیر گاویں نرگن ہو سادھو کرلو بچار
نرم گرم سودا کرلیہو آگے ہاٹ نہ بازار

۱۷۶۔ کھیل لے نیہروا دن چار
پہلی پٹھونی تین جن آئے نوا باہمن بارِ
بابل جی میں پیاں لاگوں توری اب کی گون دے ٹار
دوسری پٹھونی آپے آئے لے کے ڈولیا کہار
دھر بہیاں ڈولیا بیٹھارن کو کوئ نہ لگے گوہار
لے ڈولیا جائے بن اُتارن کوئی نہہ سنگی ہمار
کہے کبیر سنو بھئی سادھو اک گھر ہیں دس دوار

اے سکھی سہیلی، اے گھر والو مجھ سے مل لو
کبیر صاحب نرگن گاتے ہیں۔ سادھو اس پر غور کرو
نرم گرم سودا جو بھی کرنا ہو یہیں کرلو آگے کوئی ہاٹ بازار نہیں ہے

۱۷۶۔ تو اپنے مائکے میں چار روز کے لیے کھیل لے
پہلے بلاوے کے لیے تین آدمی یعنی برہمن، نائی اور باری آئے
اے والد میں تیرے پاؤں پڑتی ہوں میری رخصتی ٹال دے
دوسرے بلاوے کے لیے شوہر خود ہی ڈولی کہار لے کر آگئے
انھوں نے بانہہ پکڑ کر مجھے ڈولی میں بٹھادیا، میری فریاد کسی نے نہ سنی
ڈولی لے جاکر جنگل میں اُتار دی جہاں ہمارا کوئی ساتھی نہ تھا
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو، ایک گھر ہے جس میں دس دروازے ہیں

۱۷۷۔ ڈنڈیا پھندائے دھن چال رے مل لیو سہیلی
دِنا چار کو سنگ ہے پھر انت اکیلی
دس دِن نیہر کھیلیے سا سر نج بھرنا
بہیاں پکر بیہرے چلے تب عذر نہ کرنا
اک اندھیاری کوٹھری دوجے دیا نہ باتی
دے اتار تیہی گھراں جنہہ سنگ نہ ساتھی
اک اندھیارا کوئیاں دوجے لیجر ٹوٹی
نین ہمارے اُس ڈھر میں مانو گاگر پھوٹی
داس کبیرا یوں کہے جگ ناہن رہنا
سنگی ہمارے چل گئے ہمہوں کو چلنا

۱۷۷۔ ڈولی میں بیٹھ کر دلہن جارہی ہے، اے سہیلیو مل لو
تمھارا چار دن کا ساتھ تھا پھر تو اسے اکیلا ہی جانا تھا
مائکے میں دس دن کھیل لو پھر تو سسرال جانا ہی ہے
جب شوہر تمھاری بانہہ پکڑ کر لے چلیں تو عذر نہ کرنا
ایک تو اندھیری کوٹھری ہے جس میں دیا بتی کچھ نہیں ہے
اسی گھر میں لے جاکر اتارا ہے جس میں ہمارے سنگی ساتھی نہیں ہیں
ایک تو اندھیرا کنواں ہے پھر رسی بھی ٹوٹی ہے
میری آنکھیں اس طرح بہتی ہیں جیسے پھوٹی گاگر
کبیر داس یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں رہنا نہیں ہے
ہمارے ساتھی چلے گئے، ہمیں بھی چلنا ہے

۱۷۸۔ کرو جتن سکھی سائیں ملن کی

گڑیا گڑوا سوپ سپلیا تج دے بُدھ لرکیاں کھیلن کی

دیوتا پتّر بھوئیاں بھوانی یہ مارگ چوراسی چلن کی

اونچا محل عجب رنگ رنگلا سائیں سیج وہاں لاگی پُھلن کی

تن من دھن سب ارپن کرو ہاں سرت سنبھار پریاں سجن کی

کہہ کبیر نربھے ہوئے ہنسا کنجی بتا دیوں تالا کھلن کی

متھیا چار (جھوٹے رسوم مذہب)

۱۷۹۔ در کی بات کہو درویسا بادشاہ ہے کونے بھیسا

کہاں کوچ کنہہ کرے مقاما کون صورت کو کروں سلاما

میں تو ہے پوچھوں مسلمانا لال زرد کا تانا بانا

قاضی کاج کرو تم کیسا گھر گھر ذبح کراؤ ویسا

۱۷۸۔ اے سہیلی مالک سے میرے ملنے کی تدبیر کرو

گڑیا گڈے سوپ وغیرہ بچوں کے کھیل ہیں انھیں چھوڑ دو

دیوتا، آں جہانی بزرگ، دیبی وغیرہ چوراسی ویشنوؤں کے چلن ہیں

میرے شوہر کا تو رنگ برنگا اونچا محل ہے جہاں اس کی پھولوں کی سیج لگی ہے

وہاں تن من دھن سب تصدق کر دو مالک کا دھیان کر اس کے پاؤں پڑو

کبیر کہتے ہیں کہ اے روح کے ہنس تو بے خوف ہو جا، میں تجھے تالا کھلنے کی چابی بتا رہا ہوں

۱۷۹۔ اے درویش اس در کی بات بتاؤ۔ بادشاہ کا کون سا بھیس ہے

وہ کہاں کوچ کرتا ہے کہاں پڑاؤ ڈالتا ہے۔ میں کس صورت کو سلام کروں

اے مسلمان میں تجھ سے پوچھتا ہوں، تو نے لال پیلا تانا بانا کیسا بن لیا ہے

اے قاضی تم کیسا کام کرتے ہو، گھر گھر جا کر ذبح کرواتے ہو

بکری مرغی کن فرمایا کس کے حکم تم چھری چلایا

درد نہ جانے پیر کہاوے بیتا پڑھ پڑھ جگ سمجھاوے

کہہ کبیر اک سید کہاوے آپہہ جیسا جگ قبو لاوے

دن بھر روزہ دھرت ہو رات ہنت ہو گائے

یہ تو خون وہ بندگی کیوں کر خوشی خدائے

۱۸۰۔ ایسا جوگ نہ دیکھا بھائی بھولا پھرے لیے غفلائی

مہادیو کا پنتھ چلاوے ایسو بڑو مہنت کہاوے

ہاٹ باٹ میں لاوے تاری کچے سدھن مایا پیاری

کب دتّے ماواسی توری کب شک دیو توپچی جوری

کب نارد بندوق چلایا ویاس دیو کب بمب بجایا

کرنہہ لرائی مت کے مندا ای ہیں اتھی کہ ترکس بندا

بکری مرغی ذبح کرنے کے لیے کس نے کہا۔ کس کے حکم سے تم نے چھری چلائی

تم دوسروں کا درد نہیں سمجھتے اور پیر کہلاتے ہو اور بیتیں پڑھ پڑھ کر دنیا کو سمجھاتے ہو

کبیر کہتے ہیں کہ ایک اپنے کو سید کہلاتا ہے اور سب سے اپنی مرضی منواتا ہے

تم سارے دن روزہ رکھتے ہو اور رات میں گائے ذبح کرتے ہو

یہ تو خون ہے اور وہ بندگی۔ تم سے خدا خوش کیوں کر ہوگا

۱۸۰۔ بھائی میں نے ایسا جوگ نہیں دیکھا۔ تو غفلت پھیلاتا پھرتا ہے

مہادیو کا تو پنتھ چلاتا ہے اور بڑا بھاری مہنت کہاتا ہے

تو ہر جگہ سمادھی لگا لیتا ہے۔ تیرے جیسے کچے مرتاضوں کو دولت پیاری ہے

بتا دتاتریہ رشی نے گڑھی کو توڑا۔ کب شک دیو نے توپیں جمع کیں

نارد نے کب بندوق چلائی۔ ویاس دیو نے کب جنگ کا نقارہ بجایا

یہ احمق لڑائی کرتے ہیں۔ انھیں چلتے پھرتے سادھو کہیں کہ ترکش بند سپاہی

بھئے ورکت لوبھ من ٹھانا　　سونا پہر لجاویں با نا
گھورا گھوری کینہہ بٹورا　　گاؤں پاۓ جس چلے کرورا
تیہ سندری نہ سوہئی سنکادک کے ساتھ
کبہنک داغ لگاوئی کاری ہانڈی ہاتھ

سوگ بُدھا واسم کر جانا　　تا کی بات اندر نہہ جانا
جٹا توڑ بہراوے سیلی　　یوگ یکتی کے گربھ دوہیلی
آسن اُڑوے کون بڑائی　　جیسے کاگ چیل منڈرائی
جیسی بھست تیسی ہے ناری　　راج پاٹ سب گنے اُجاری
جیسے نرک تس چندن مانا　　جس باور تس رہے سیانا
لپسی لونگ گنے اک سارا　　کھانڈے پر ہر پھانکے چھارا

یہ کہنے کو تارک دنیا ہیں لیکن دل کے لالچی ہیں. سونا پہن کر سادھو کے بانے کو لجاتے ہیں
مار دھاڑ کر کے دولت جمع کی ہے. گاؤں پر قبضہ کر کے سرداروں کی طرح چلتے ہیں
سنکادک جیسے رشیوں کے ساتھ حسینہ اچھی نہیں لگتی
اگر کالی ہانڈی ہاتھ میں ہوگی تو کبھی داغ ضرور لگے گا

۱۸۰۔ جس نے سکھ اور دکھ کو یکساں سمجھا ہے اس کے رتبے کو اندر بھی نہیں پہنچتا
لیکن یہ تو چیلوں کی جٹا کاٹ کر بر چھی پکڑاتا ہے اور اس کی روحانیت کے پیچھے دشمنی ہے
آسن پر بیٹھے بیٹھے اُڑنے میں کیا تعریف ہے کوے اور چیل کی طرح منڈرانا ہی تو ہے
ان کے لیے عورت جنت جیسی ہے. راج پاٹ ہی کو یہ روحانی روشنی مانتے ہیں
چندن کو نرک کی طرح مانتے ہیں اور پاگل کو ہوشیار سمجھتے ہیں
لاپسی اور لونگ میں انھیں فرق نہیں معلوم ہوتا. کھانڈ چھوڑ کر نمک پھانکتے ہیں

ایہہ بچارتے بہہ گیو سبہ بُدھی بل چت
دوئے مل ایکے ہوئے رہیو کاہ بتاؤں ہت

۱۸۲۔ سنتو دیکھو جگ بورانا
سانچ کہو تو مارن دھاوے جھوٹھے جگ پتیانا
نیمی دیکھے دھرمی دیکھے پرات کریں اسنانا
آتم مار پکھانہہ پوجیں ان میں کچھو نہ گیانا
بہتک دیکھے پیر اولیا پڑھیں کتاب قرانا
کے مرید تدبیر بتاوے ان میں اُہے گیانا
آسن مار ڈمبھ دھر بیٹھے من میں بہت گمانا
پیتر پاتھر پوجن لاگے تیرتھ گرب بھلانا

اس خیال سے ساری عقل، زور اور رغبت ختم ہو گئی
کہ نادان دانا ایک سے ہو گئے ہیں، کس کو اس کی بھلائی سمجھاؤں

۱۸۲۔ اے سنتو دیکھو دنیا پاگل ہو گئی ہے
اگر میں سچی بات کہتا ہوں تو لوگ مارنے دوڑتے ہیں، جھوٹے کا سب یقین کرتے ہیں
نیم دھرم کرنے والے دیکھ لیے وہ صبح نہاتے ہیں
لیکن اپنی روح کو مار کر پتھر پوجتے ہیں، ان میں کوئی گیان نہیں ہے
بہت پیر اولیا بھی دیکھے جو کتاب اور قرآن پڑھتے ہیں
لیکن ان میں صرف اتنا علم ہے کہ مرید بنا کر اسے کچھ عمل سکھا دیں
آسن مار کر پاکھنڈ رچا کر سادھو جی بیٹھ گئے، ان میں بہت غرور بھی آ گیا
وہ صرف پیتل اور پتھر کو پوجنے لگے اور تیرتھ کرنے کے غرور میں پھول گئے

مالا پہرے ٹوپی دینے چھاپ تلک انو مانا
ساکھی سبدے گاوت بھولے آتم خبر نہ جانا
کہہ ہندو موہے رام پیارا ترک کے رحمانا
آپس میں دوؤ لرلر موئے مرم نہ کاہو جانا
گھر گھر منتر جے دیت پھرت ہیں مہما کے ابھمانا
گوروا سمت سسیہ سب بوڑے انت کال پچھتانا
کہت کبیر سنو ہو سنتو ای سب بھرم بھلانا
کیتک کہے کہا نہہ مانے آپہہ آپ سمانا

۱۸۳۔ سنتو راہ دوؤ ہم دیٹھا
ہندو ترک ہٹا نہہ مانے سواد سبن کو میٹھا

مالا پہنے ٹوپی لگائے تلک چھاپ لگائے اینٹھے پھرتے ہیں
ساکھیاں اور شبد گانے ہی میں مست ہیں، اپنی خبر ہی نہیں
ہندو کہتا ہے کہ مجھے رام عزیز ہے، مسلمان رحمن کو پیارا کہتا ہے
آپس میں دونوں لڑے مرے جاتے ہیں اصل بھید کسی کو نہیں معلوم
اپنی شہرت کے غرور میں گھر گھر جا کر منتر دیتے پھرتے ہیں
ایسے گوروؤں کے ساتھ ان کے چیلے بھی ڈوبیں گے اور آخر وقت پچھتائیں گے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو یہ لوگ سب گمراہی میں بھٹک رہے ہیں
ان سے بہت کہا لیکن وہ مانتے ہی نہیں کہ خدا اپنی مثال آپ ہے

---

۱۸۳ اے سنتو، ہم نے دونوں راہیں دیکھی ہیں
ہندو اور مسلمان امتناع کو نہیں مانتے، دونوں لذت کوش ہیں

ہندو برت اکادس سادھے دودھ سنگھاڑا سیتی
ان کو تیاگے من نہہ ہٹکے پارن کرے سگوتی
روزہ ترک نماز گزارے بسمل بانگ پکارے
ان کو بھست کہاں تے ہوئیہے سانجھے مرغا مارے
ہندو دیا مہر کو ترکن دونوں گھٹ سوں تیاگی
وے حلال وے جھٹکا ماریں آگ دو ہو گھر لاگی
ہندو ترک کی ایک راہ ہے ست گوروا ہے بتائی
کہہ کبیر سنو ہو سنتو رام نہ کہیو خدائی

---

۱۸۴ رام گائے اورن سمجھاوے ہری جانے بن بکل پھرے
جا مکھ بید گا تیری اچرے جاس بچن سنسار ترے
جاکے پانو جگت اٹھ لاگے سو براہمن جیو بدھ کرے

ہندو ایکادشی کا برت دودھ سنگھاڑا کھانے کے لیے رکھتا ہے
وہ اناج چھوڑتا ہے لیکن من کو نہیں روکتا، برت کے بعد کے کھانے میں گوشت کھاتا ہے
مسلمان روزہ رکھتا ہے نماز گزارتا ہے، اذان میں بسم اللہ پکارتا ہے
لیکن اسے بہشت کہاں نصیب ہوگا، شام کو تو وہ مرغ ذبح کرتا ہے
ہندو نے دیا اور مسلمان نے مہر اپنی اپنی شخصیتوں سے علاحدہ کردی ہیں
وہ حلال کر کے جانور مارتے ہیں وہ جھٹکا کر کے، دونوں کے گھر آگ لگی ہے
ہندو مسلمان دونوں کی سچی راہ ایک ہی ہے یہی ست گورو نے بتایا ہے
کبیر کہتے اے سنتو سنو، رام کہو یا خدا بات ایک ہی ہے

۱۸۴۔ رام کا گن گا کر دوسروں کو سمجھاتا ہے لیکن خدا کو جانے بغیر پریشان پھرتا ہے
جس کے منہ سے بید اور گائتری کے منتر پھوٹتے ہیں جن سے دنیا کی نجات ہوتی ہے
جس کے پانو صبح صبح سبھی چھوتے ہیں ایسا براہمن بھی جاندار کو مارتا ہے

اپنے اونچ نیچ گھر بھوجن گھرنت کرم کر اُدر بھرے
گرہن اماوس ڈھک ڈھک منگے کر دیپک لے کوپ پرے
ایکادسی برت نہہ جانے بھوت پریت ہٹھ ہٹے دھرے
تج کپور گانٹھی بس باندھے گیان گمائے مگدھ پھرے
چھیجے سادھو چور پرت پالے سنت جنن کی کوٹ کرے
کہہ کبیر جبھوا کے لمپٹ ایہہ بدھ پرانی نرک پرے

۱۸۵۔ رام نہ رمس کون ڈنڈ لاگا   مر جیہے کا کریہہ ابھاگا
کوئی تیرتھ کوئی مُنڈت کیسا   پاکھنڈ بھرم منتر اپدیسا
ودیا بید پڑھ کرے ہنکارا   انت کال مکھ پھانکے چھارا
دکھت سکھت سب کٹب جیوئیے   مرن بیر اکثر دکھ پیئیے
کہہ کبیر یہ کلِا ہے کھوٹی   جو رہ کر وہ نکسل ٹوٹی

اپنے سے اونچے نیچے کے گھر کھا کر اور برے کام کر کے پیٹ بھرتا ہے
گرہن اور اماوس کو جا جا کر بھیک مانگتا ہے' دیا لے کر چلنے پر بھی کنوئیں میں گرتا ہے
ایکادشی برت کو اچھی طرح نہیں جانتا۔ بھوت پریت اور مٹھ لوگ میں دل لگاتا ہے
کافور کو چھوڑ کر گانٹھ میں زہر باندھتا ہے۔ گیان کو کھو کر مدہوش گھومتا ہے
سادھوؤں کو بھگاتا ہے چوروں کو پالتا ہے سنتوں کی برائی کرتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ ایسے زبان کے آوارہ آدمی نرک میں پڑتے ہیں

۱۸۵۔ تو رام کا دھیان نہیں کرتا نہ جانے کس پھیر میں پڑا ہے۔ ابھاگے مر جائے گا تو کیا کرے گا
کوئی تیرتھ کرتا ہے کوئی سر منڈاتا ہے۔ اپدیش اور منتر کے گمراہ کن پاکھنڈ کرتا ہے
علم حاصل کر کے وید پڑھ کر غرور کرتا ہے۔ آخری وقت میں منہ پھانکے گا
سکھ دکھ اٹھا کر کسی طرح خاندان کو پالتے ہیں۔ لیکن مرتے وقت اکثر دکھ پاتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ یہ کلجگ خراب ہے۔ اس میں جس راستے کو دیکھو وہ نقصان دہ ہے

۱۸۶۔ ہری بن بھرم بگر بن گندا
جنہہ جنہہ گئے اپنپو کھوئے تیہہ پھندے بہہ پھندا
یوگی کہے یوگ ہے نیکو دوییتا اور نہ بھائی
چنڈت منڈت مون جٹا دھر تنہوں کہاں سدھ پائی
گیانی گنی سور کوی داتا وے جو کہیں بڑ ہمہیں
جنہہ تے اُپجے تہاں سمانے چھوٹ گئے سب تبہیں
بائیں دہنے تجو وکارے بج کے ہر پد گہیئے
کہہ کبیر گونگے گڑ کھایا پوچھے سوں کا کہیے

۱۸۷۔ جس مانس نر کا تس مانس پسو کا رُدھر رُدھ اک ساراجی
پسو کا مانس بھکھے سب کوئی نر نہہ نہ بھکھہ سیاراجی

۱۸۶۔ خدا کی یاد کے بغیر گمراہی ہے اور گورونہ کرنے سے صفائی ختم ہو جاتی ہے
جہاں جہاں ہم اپنی خودی کھونے لگے وہاں وہاں بڑے پھندوں میں پھنسے
یوگی کہتا ہے کہ یوگ اچھا ہے اس جیسی اور کوئی چیز نہیں ہے
لیکن جنھوں نے چوٹی رکھی' سر منڈایا یا جٹا رکھی ہے انھوں نے بھی کشف کب حاصل کیا
گیانی' فن کار' بہادر' شاعر' سخی اگر کہیں کہ ہمیں بڑے ہیں
تو وہ اگر جہاں سے پیدا ہوئے وہیں چلے گئے' تبھی نجات پا سکے
تم اپنے دائیں بائیں ہر طرف کی آلائشیں چھوڑ دو اور خدا کے قدموں سے لگو
کبیر کہتے ہیں کہ یہ گونگے کے گڑ کھانے والی بات ہے' کوئی پوچھے تو کیا بتاؤں

۱۸۷۔ **جیسا آدمی کا گوشت ویسا جانور کا گوشت' سارا خون بھی یکساں ہے**
سب لوگ جانور کا گوشت کھاتے ہیں لیکن آدمی کو گیدڑ بھی نہیں کھاتے

برہم کلال میدنی بھریا اپج بنس کت گیتا جی
مانس مچھریا جو بے کھاویں جو کھیتن میں بویا جی
ماٹی کو کر دیبی دیوتا جیو کاٹ کٹے دیّا جی
جو تیرا ہے سانچا دیوا کھیت چرت کن لیّا جی
کہت کبیر سنوہو سنتو رام نام نت لییا جی
جو کچھ لیبہ جبھوا کے سوارتھ بدل پرارا دیا جی

۱۸۸۔ بھولاوے احمق نادانا تم ہر دم رامہہ نہ جانا
برلس آن کے گائے پچھارا گلا کاٹ جیو آپ لیا
جیتا جیو مردہ کرڈارے تس کو کہے حلال کیا
جاہ مانس کو پاک کہت ہیں تا کی اتپت سن بھائی

کمہار برہما نے زمین کو بھرا پورا کیا لیکن پیداوار ختم کیسے ہو گئی
گوشت مچھلی کھانا تبھی ٹھیک ہے جب وہ کھیتوں میں پیدا ہو
لوگوں نے مٹی کے دیبی دیوتا بنائے اور ان کے آگے جانداروں کو کاٹا
اگر تمھارا مٹی کا دیوتا سچا ہے تو یہی جانور اس کے رہتے کھیت کیسے چر لیتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ سنتو سنو ہمیشہ رام نام لیا کرو
اگر زبان کے ذائقے کے لیے یہ سب کروگے تو آسمان تمھیں اس کا بدلا دے گا

۱۸۸۔ ارے نادان احمق تو گمراہ ہے تو ہر دم رام کی یاد نہیں کرتا
تو نے زبردستی گائے کو پٹک دیا، اس کا گلا کاٹ کر خود اس کی جان لی
زندہ جانور کو مردہ کر دیا اور کہتے ہیں حلال کیا
جس گوشت کو پاک کہتے ہیں اس کی اصلیت سنو

نج بیرج سوں مانس اپائی مانس ناپاک جو تم کھائی
اپنو دوکھ کہت نہ احمق کہت ہمارے بڑن کیا
ان کا خون تمھاری گردن جن کو تم اُپدیس دیا
سیاہی گئی سفیدی آئی دل سفیدا جہوں نہ ہوا
روزہ نماز بانگ کیا کیجے حجرے بھیتر بیٹھ موا
پنڈت بید پُران پڑھے اور مولانا پڑھے قرانا
کہہ کبیر وے نرک گئے جن ہر دم رامہہ نا جانا

۱۸۹۔ آدوے بھج ہری کو نام اور سکل تج کونے کام
کہنہ تب آدم کہنہ تب حوا کہنہ تب پیر پیمبر ہوا
کہنہ تب زمیں کہاں آسمانا کہنہ تب بید کتاب پُرانا
جن دنیا میں رچی مسید جھوٹھا روزہ جھوٹھی عید

منی اور حیض سے گوشت پیدا ہوتا ہے۔ جو گوشت تم کھاتے ہو پاک نہیں ہے
احمق اپنی غلطی نہیں مانتے، کہتے ہیں یہ تو ہمارے بزرگوں نے کیا ہے
تم نے جن لوگوں وعظ دیا ہے ان کا خون تمھاری گردن پر ہو گا
تمھارے بالوں کی سیاہی گئی اور سفیدی آگئی لیکن تمھارا دل ابھی تک سفید نہ ہوا
جب تم اپنے حجرے میں مرجاؤ گے تو روزہ، نماز، اذان وغیرہ کیا کروگے
پنڈت وید اور پُران پڑھتے ہیں مولانا قرآن پڑھتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ کچھ بھی کریں خدا کے نہ جاننے والے جہنم ہی کو جاتے ہیں

۱۸۹۔ آ اور ہری کے نام کی یاد کر، باقی چیزیں چھوڑ، یہ بے کار ہیں
اُس وقت آدم، حوا، پیر اور پیغمبر کہاں تھے
جہاں وہ ہے وہاں زمین آسمان کہاں ہے۔ وہاں وید پُران قرآن بھی کہاں ہیں
آدمیوں ہی نے دنیا میں مسجد بنائی ہے، روزہ بھی جھوٹ ہے عید بھی جھوٹ ہے

سانچ ایک اللہ کو نام — تاکو نیہ نیہ کرو سلام
کہہ دھوں بھست کہاں تے آئی — کس کے ہیت تم چھری چلائی
کرتا کرتم بازی لائی — ہندو ترک دوؤ راہ چلائی
کہہ تب دوس کہاں تب راتی — کہہ تب کرتم کی اتپاتی
نہہ وا کے جات نا نہہ وا کے پانتی — کہہ کبیر وا کے دوس نہ راتی

۱۹۰۔ آسن پون کیے درڑھ رہورے — من کو میل چھانڑدے بورے
کیا سر نگی موڑا چمکائے — کیا وبھوت سب انگ لگائے
کیا ہندو کیا مسلمان — جا کو ثابت رہے ایمان
کیا جو پڑھیا بید پُران — سو براہمن بوجھے برہم گیان
کہہ کبیر کچھ آن نہ کیجے — رام نام جپ لوہا لیجے

ایک اللہ کا نام ہی سچا ہے۔ اسی کو جھک جھک کر سلام کرو
یہ بتاؤ کہ بہشت کہاں ہے۔ کس کے حصول کے لیے تم نے چھری چلائی ہے
خالق نے اپنی مایا کا تماشہ کیا اس سے ہندو مسلمان علاحدہ راہوں پر چلنے لگے
مالک کے ہاں نہ دن ہے نہ رات۔ اور وہاں مایا کی شرارت بھی کہاں ہے
اس کی ذات پات کچھ نہیں ہے۔ کبیر کہتے ہیں اس کے ہاں دن اور رات بھی نہیں ہیں

۱۹۰۔ آسن اور پرانایام کرکے مضبوط رہو۔ اے پاگل تو دل کی کدورت چھوڑ دے
چوٹی رکھوانے یا کھوپڑی چمکانے سے کیا ہوگا۔ سارے بدن پر راکھ مل کر بھی کیا ہوگا
چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ آدمی وہی ہے جس کا ایمان ثابت ہے
بید پران پڑھ لیا تو کیا ہوا۔ برہمن وہی ہے جو برہم گیان سمجھے
کبیر کہتے ہیں کہ کچھ ہچک نہ رکھو۔ رام نام جپ کر بہادری دکھاؤ

۱۹۱۔ اک ناگے کیا باندھے چام — جو نہیں چینہیں آتم رام
ناگے پھرے مکت جو ہوئی — بن کی مرگا مکت گو کوئی
مونڈ منڈائے جو سدھی ہوئی — مونڈی بھیڑ مکتی کن ہوئی
بدراکھے جو کھیلنہہ بھائی — گھسرے کون پرم گتی پائی
پڑھے گنے اپجے ہنکارا — ادھ دھر بوڑے وار نہ پارا
کہے کبیر سنورے بھائی — رام نام بن کن سدھ پائی

۱۹۲۔ اس چرت دیکھو من بھرے مور — تاتیں نس دن گن رموں تور
اک پڑھہیں پاٹھ اک بھرم اُداس — اک نگم نرنتر رہ نواس
اک جوگ جگت تن ہانی کھین — اک رام نام سنگ رہن لین
اک ہوئیں دین اک دیئیں دان — اک کلپ کلپ کے ہوں حیران
اک تنتر منتر اوکھدھی بان — اک سکل سدھی راکھیں اپان

۱۹۱۔ ننگے رہنے سے یا چمڑے کے پہننے سے کیا ہوتا ہے۔ اگر اپنے میں رام کو نہ پہچان سکے
اگر ننگے گھومنے سے نجات ہوتی ہو۔ تو جنگل کے جانور مکتی پا جائیں
سر منڈانے سے اگر روحانی حصول ہو۔ تو مونڈی ہوئی بھیڑ کی مکتی کیوں نہ ہوگی
اگر جنسیت پر قابو رکھنے سے کامیابی ہو۔ تو مخنث کیوں آخری منزل پر نہیں پہنچتے
پڑھ لکھ کر اگر غرور آگیا۔ تو منجدھار میں اتھاہ پانی میں ڈوب گئے
کبیر کہتے ہیں کہ اے بھائی سنو۔ رام نام کے بغیر کس نے سِدھی پائی

۱۹۲۔ ایسی حالت میں دیکھ کر میرا دل حیران ہے۔ اسی وجہ سے میں رات دن تیرا نام جپتا ہوں
کوئی سبق پڑھتا ہے کوئی گھر ہی سے اداس ہے۔ کوئی برابر نافہمیدہ مقام میں رہتا ہے
کوئی جوگ کی تدبیر میں لگا ہے جسم کو دبلا کر رہا ہے، کوئی رام نام میں محو ہے
کوئی غریب ہے کوئی سخی ہے، کوئی دکھی اور حیران ہے
کوئی تنتر منتر دوا دارو کر رہا ہے۔ کوئی کشف و کرامات کو چھپائے ہے

اک تیرتھ برت کر کایا جیت   اک رام نام سوں کرت پریت
اک دھوم گھونٹ تن ہوئیں سیام   تیری مکت نہیں بن رام نام
ست گورو شبد تو ہے کہہ پکار   اب مول گہو انوبھو وچار
میں جرا مرن تے بھیوں تھیر   بھجے رام کرپا یہ کہہ کبیر

۱۹۳۔ سنتو رام نام جو پاویں   تو وے بہر نہ بھوجل آویں
جنگم تو بہر ھی کو دھاوے   نس واسر شیو دھیان لگاوے
شیو شیو کرت گئے شیو دوارا   رام رہے انہو تے نیارا
جنگم جیو کبھوں نہہ مارہیں   پڑھیں گنیں نہہ نام اُچاریں
کایہ کو تھاپے کرتارا   رام رہے انہو تے نیارا
پنڈت چاروں بید بکھانیں   پڑھیں گنیں کچھ بھید نہ جانیں
سندھیا ترپن نیم اچارا   رام رہے اُنہو تے نیارا

کوئی تیرتھ برت کرکے جسم کو جیتتا ہے۔ کوئی رام نام سے محبت کرتا ہے
کوئی دھواں اندر گھونٹ کر بدن سیاہ کرتا ہے۔ لیکن تمھاری نجات رام نام کے بغیر نہیں
ست گورو تجھے پکار کر شبد بتا رہا ہے۔ اب تم اپنے تجربے سے اصلیت کو پکڑو
میں بڑھاپے اور موت سے بے خوف ہوں۔ کبیر کہتے ہیں کہ مجھ پر رام نے مہر کی ہے

۱۹۳۔ اے سنتو جنہیں رام نام مل جاتا ہے۔ وہ دنیا میں واپس نہیں آتے
گھومنے والا سادھو کشف و کرامات چاہتا ہے۔ رات دن شیو کا دھیان لگاتا ہے
شیو شیو کرتے ہوئے وہ لوگ شیوالیہ کو جاتے ہیں۔ رام نام ان سے بھی الگ رہتا ہے
گھومنے والے سادھو جاندار کو نہیں مارتے۔ پڑھتے اور سمجھتے ہیں لیکن خدا کا نام نہیں لیتے
جسموں کی صورت میں یعنی مورتی کی طرح خدا کو قائم کرتے ہیں' رام ان سے بھی جدا ہے
پنڈت لوگ چاروں ویدوں کا مطلب بتاتے ہیں۔ پڑھتے اور غور کرتے ہیں لیکن اسرار سے واقف نہیں
سندھیا' پانی کا ترپن' نیم دھرم سے رہنا یہ سب کرتے ہیں' رام ان سے بھی جدا ہے

سدھ ایک جو دودھ ادھارا   کام کرودھ نہہ تجے وکارا
کھوجت پھرے راج کو دوارا   رام رہے انہو تے نیارا
بیراگی بہہ بھیکھ بناویں   کرم دھرم کی جگت لگاویں
گھنٹ بجائے کریں جھنکارا   رام رہے انہو تے نیارا
جوگی ایک جوگ چت دھرہی   اُلٹے پون سادھنا کرہی
جوگ جگت لے من میں دھارا   رام رہے انہو تے نیارا
تپسی ایک جو تن کو دہئی   بستی تیاگ جنگل میں رہئی
کند مول پھل کرے اہارا   رام رہے انہو تے نیارا
مونی ایک جو مون رہاویں   اور گانو میں دُھنی رماویں
دودھ پوت دے چلے لبارا   رام رہے انہو تے نیارا
یتی ایک بہۂ جگت بناویں   پیٹ کارنے جٹا بڑھاویں
نس واسر جو کر ہنکارا   رام رہے انہو تے نیارا

سدھ جو صرف دودھ پی کر رہتے ہیں۔ لیکن شہوت، غصہ اور دوسری برائیاں نہیں چھوڑتے
راجاؤں کے دروازے تلاش کرتے ہیں۔ رام ان سے بھی جدا ہے
بیراگی طرح طرح کے بھیس بناتے ہیں۔ کرم دھرم کی ترکیبیں بتاتے ہیں
گھنٹے بجا کر جھنکار کرتے ہیں۔ رام ان سے بھی جدا ہے
یوگی جو ایک ہی یوگ میں لگے ہیں۔ سانس کو الٹا کرکے ریاضت کرتے ہیں
یوگ کی ترکیبیں ہی من میں رکھتے ہیں۔ رام ان سے بھی جدا ہے
کوئی تپ کرتا ہے بدن جھلساتا ہے۔ بستی چھوڑ کر جنگل میں رہتا ہے
جڑیں اور پھل کھا کر رہتا ہے۔ رام اس سے بھی جدا ہے
خاموش رہنے والے سادھو جن کی ریاضت خاموشی ہی ہے۔ دوسرے گاؤں میں دھونی رماتے ہیں
جھوٹ موٹ ہی لوگوں کو دولت اور اولاد کی برکت دیتے ہیں۔ رام ان سے بھی جدا ہے
یتی قسم کے سادھو جو مختلف ترکیبیں کرتے ہیں۔ پیٹ پالنے کے لیے جٹا بڑھاتے ہیں
رات دن جو مغرور رہتے ہیں۔ رام ان سے بھی جدا ہے

پکڑے جیو ذبح کراہیں	مکھ تے سب تر خدا کہاہیں
ے کنکا کہیں دمبھ مدارا	رام رہے انہوتے نیارا
کہے کبیر سنو نکسارا	سار شبد ہم پرگٹ پکارا
جو نہ ملنے کہا ہمارا	رام رہے انہوتے نیارا

۱۹۴۔ سنتا نہیں دُھن کی خبر انہد باجا باجتا
رس مند مندر گاجتا باہر سنے تو کیا ہوا
گانجا افیوں اور پوستہ بھانگ اور شرابیں پیوتا
اک پریم رس چاکھا نہیں اَملی ہوا تو کیا ہوا
کاسی گیا اور دوارکا تیرتھ سکل بھرمت پھرے
گانٹھی نہ کھولی کپٹ کی تیرتھ گیا تو کیا ہوا

جانور کو پکڑ کر ذبح کراتے ہیں۔ سب سے خدا کا نام لینے کو کہتے ہیں
ڈنڈا لے کر جو غرور کے ساتھ شاہ مدار بنتے ہیں۔ رام ان سے بھی جدا ہے
کبیر کہتے ہیں اصلیت کو سنو۔ ہم نے اصلی بات پکار کر کہہ دی ہے
جو ہمارا کہنا نہیں مانتے۔ رام ان سے بھی جدا ہے

۱۹۴۔ تجھے اندر کی آواز کا پتہ نہیں، وہاں انہد کا ساز بجتا ہے
مندر یعنی دل رس سے شرابور ہو جاتا ہے، تو نے باہر کی آوازیں سنیں تو کیا ہوا
تو گانجا، افیوں اور پوستہ کھاتا ہے بھنگ اور شراب پیتا ہے
تو نے محبت کا رس نہیں چکھا تو تیرے نشہ باز ہونے سے کیا ہوا
تو کاشی گیا، دوارکا گیا، سارے تیرتھوں میں گھومتا پھرا
لیکن اگر تو نے کپٹ کی گانٹھ نہ کھولی تو تیرے تیرتھ کرنے کا کیا فائدہ

پوتھی کتابیں باپنچتا اوروں کو نت سمجھاوتا
ترکٹی محل کھوجے نہیں بک بک مرا تو کیا ہوا
قاضی کتابیں کھوجتا کرتا نصیحت اور کو
محرم نہیں اس راز سے قاضی ہوا تو کیا ہوا
شطرنج چوپڑ گنجفہ اک نرد ہے بد رنگ کی
بازی نہ لائی پریم کی کھیلا جوا تو کیا ہوا
جوگی دگمبر سے بڑا کپڑا رنگے رنگ لال سے
واقف نہیں اس رنگ سے کپڑا رنگے سے کیا ہوا
مندر جھروکے راوٹی گل چمن میں رہتے سدا
کہتے کبیرا ہیں سہی گھٹ گھٹ میں صاحب رم رہا

تو کتابیں اور پوتھیاں پڑھتا ہے دوسروں کو ہمیشہ سمجھاتا ہے
اگر تو نے ترکٹی کا مقام تلاش نہ کیا تو بک بک کر کے مرجائے گا اور کچھ نہ ہوگا
قاضی کتابیں کھوجتا ہے اور دوسروں کو نصیحت کرتا ہے
لیکن اصل راز کا محرم نہیں ہے تو پھر تیرے قاضی ہونے سے کیا فائدہ
شطرنج، چوسر، گنجفہ وغیرہ بدرنگ نرد یعنی بے کار چیزیں ہیں
اگر تم نے محبت کی بازی نہ لگائی تو صرف جوا کھیلنے سے کیا ہوگا
ناگا سادھو سے جوگی اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اور لال کپڑا پہنتا ہے
لیکن اُس رنگ یعنی مالک کے رنگ سے واقف نہیں ہے تو کپڑا رنگنا بے کار ہے
لوگ چاہے مندر میں رہتے ہوں، محلوں کے جھروکھوں میں، خیموں میں یا باغوں میں
کبیر یہی کہتے ہیں کہ سارے لوگوں میں مالک بسا ہوا ہے

۱۹۵۔ جن کے نام نا ہے ہیئے

کیا ہووے گل مالا ڈالے کہا سمرنی لیئے
کیا ہووے پستک کے بانچے کہا سنکھ دھن کیئے
کیا ہووے کاسی میں بس کے کیا گنگا جل پیئے
ہوئے کہا برت کے راکھے کہا تلک سردیئے
کہیں کبیر سنو بھئی سادھو جاتا ہے جم لیئے

۱۹۶۔ ارے ان دوؤن راہ نہ پائی

ہندو اپنی کرے بڑائی گاگر چھون نہ دیئی
ولیسا کے پائن تر سووے یہ دیکھو ہندوائی
مسلمان کے پیر اولیا مرغا مرغی کھائی
خالہ کیری بیٹی بیاہیں گھر ہی میں کریں سگائی

۱۹۵۔ جن لوگوں کے دل میں مالک کا نام نہیں ہے

وہ چاہے گلے میں مالا ڈالیں یا ہاتھ میں تسبیح لیں اس سے کچھ نہیں ہوتا
نہ پستک کے پڑھنے سے کچھ ہوتا ہے نہ سنکھ کی آواز نکالنے سے
نہ کاشی میں بسنے سے کچھ ہوتا ہے نہ گنگا جل پینے سے
برت رکھنے اور ماتھے پر تلک لگانے سے کیا ہوتا ہے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو، ان سب کو جم راج لے جائیں گے

۱۹۶۔ ان دونوں کو صحیح راستہ نہ ملا

ہندو اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں، اپنا گھڑا کسی کو نہیں چھونے دیتے
لیکن زن بازاری کے پیروں کے پاس سوتے ہیں، یہ ہندوپن دیکھو
مسلمانوں کے پیر اور اولیا مرغ مرغیاں کھاتے ہیں
اور خالہ کی بیٹی بیاہ لیتے ہیں، گھر ہی میں شادی رچاتے ہیں

باہرے اک مردہ لائے دھوئے دھائے چڑھوائی
سب سکھیاں مل جیون بیٹھیں گھر بھر کرے بڑائی
ہندون کی ہندوائی دیکھی ترکن کی ترکائی
کہے کبیر سنو بھئی سادھو کون راہ ہوئے جائی

۱۹۷۔ اودھو بھجن بھید ہے نیارا

کیا گائے کیا لکھ بتلائے کیا بھرمے سنسارا
کیا سندھیا ترپن کے کینہے جو نہیں تت بچارا
مونڈ منڈائے جٹا رکھائے کیا تن لائے چھارا
کیا پوجا پاہن کی کینہے کیا پھل کیے اہارا
بن پریچے صاحب ہوئے بیٹھے کے ٹوشے بیوپارا

باہر سے ایک مردہ لائے اور اسے دھو دھا کر چولہے پر چڑھوا دیا
ساری سہیلیاں مل کر اسے کھانے بیٹھ گئیں اور گھر بھر نے تعریف کی
میں نے ہندوؤں کا ہندوپن دیکھ لیا اور مسلمانوں کا مسلمان ہونا
کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو، ان میں سے کس راہ سے ہو کر جائیں

۱۹۷۔ اے اودھوت سادھو بھجن کا بھید دوسرا ہی ہے

اسے کیا گایا جائے کیا لکھ کر بتایا جائے اور کیا دنیا کو چکر میں ڈالا جائے
اگر اصلیت پر غور نہیں کیا تو سندھیا کرنے اور پانی چڑھانے سے کیا ہوگا
سر منڈانے، جٹا رکھوانے یا بدن میں راکھ ملنے سے بھی کیا ہوگا
پتھروں کے پوجنے یا پھلوں سے پیٹ بھرنے سے بھی کیا ہوگا
بغیر اصلیت جانے سادھو بن بیٹھے اور لذت کوشی کی تجارت کرنے لگے

گیان دھیان کا مرم نہ جانیں باد کہیں ہنکارا
اگم اتھاہ مہاات گہرا بیجن کھیت نوارا
مہا سو دھیان مگن ہوئے بیٹھے کاٹ کرم کی چھارا
جن کے سدا اہار انتر میں کیول تت بچارا
کہت کبیر سنو ہو گورکھ ترین سہت پریوارا

۱۹۸۔ من نہ رنگائے رنگائے جوگی کپرا
آسن مار مندر میں بیٹھے نام چھانڑ پوجن لاگے پتھرا
کنوا پھڑائے جوگی جٹوا بڑھولیں داڑھی بڑھائے جوگی ہوئے گیلیں بکرا
جنگل جائے جوگی دھنیا رموئے کال جرائے جوگی بن گیلیں ہجرا
متھوا منڈائے جوگی کپڑا رنگولیں گیتا باچ کے ہوئے گیلیں لبرا
کہت کبیر سنو بھئی سادھو جم دروزواں باندھل جیبے پکرا

گیان دھیان کا راز سمجھتے ہی نہیں باتیں ضرور غرور کے ساتھ کرتے ہیں
جو لوگ کہ اس لامحدود کھیت میں گہری جمی گھاس پات کی نرائی کرتے ہیں
اور پرانے اعمال کی گرد دور کر کے عظیم دھیان میں مگن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں
جن کے دل میں ہمیشہ لافانی کا خیال رہتا ہے اور صرف اصلیت کو سوچتے رہتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ گورکھ سنو ایسے لوگ اپنے خاندان کے ساتھ نجات پا جاتے ہیں

۱۹۸۔ جوگی جی تم نے کپڑے رنگا لیے لیکن من نہیں رنگایا
تم آسن لگا کر مندر میں جا بیٹھے، نام چھوڑ کر پتھر پوجنے لگے
کان پھٹوا کر جٹا بڑھائی اور داڑھی بڑھا کر جوگی جی بکرا بن گئے
جنگل جا کر جوگی جی نے دھونی رمائی اور شہوت مار کر مخنث بن گئے
سر منڈا کر جوگی جی نے کپڑے رنگوا لیے اور گیتا پڑھ کر جھوٹے بن گئے
کبیر کہتے ہیں کہ اے سادھو سنو، جم راج کے دروازے پر یہ لوگ باندھ کر لے جائے جائیں گے

۱۹۹۔ سادھو بھجن بھید ہے نیارا
کا مالا مدرا کے پہرے چندن گھسے للارا
مونڈ منڈائے جٹا رکھائے انگ لگائے چھارا
کا پانی پاہن کے پوجے کند مول پھل ہارا
کہا نیم تیرتھ برت کینہے جو نہہ تت بچارا
کا گائے کا پڑھ دکھلائے کا بھرمے سنسارا
کا سندھیا ترپن کے کینہے کا کھٹ کرم اچارا
جیسے بدھک اوٹ ٹاٹی کے ہاتھ لئے بکھ چارا
یوں بک دھیان دھرے گھٹ بھیتر اپنے انگ وکارا
دے پرچے سوامی ہوئے بیٹھے کریں وشے بیوپارا
گیان دھیان کو مرم نہ جانیں باد کریں ہنکارا

۱۹۹۔ اے سادھو بھجن کا بھید دوسرا ہی ہے
مالائیں انگوٹھیوں کے پہننے اور ماتھے پر چندن لگانے سے کچھ نہیں ہوتا
سر منڈانا جٹا رکھوانا یا بدن میں راکھ ملنا بے کار ہے
پانی یا پتھر کے پوجنے اور جڑوں اور پھلوں کا کھانا کھانے سے کیا ہوتا ہے
تیرتھ برت نیم وغیرہ کرنے میں کیا رکھا ہے اگر اصلیت پر دھیان نہ دیا
گانے یا پڑھ کر جتانے اور دنیا کو بھلاوے میں ڈالنے سے کیا ہوتا ہے
سندھیا کرنے پانی چڑھانے اور چھ طرح کے کرم کرنے سے کیا ہوتا ہے
جیسے بہلیا ٹٹی کی اوٹ بیٹھا شکار کے لیے زہریلا چارا ہاتھ میں لیے بیٹھتا ہے
اسی طرح بگلے جیسا دھیان لگا کر یہ لوگ اپنے اندر گندگی ڈالے رہتے ہیں
اپنا تعارف دے کر یہ لوگ سوامی بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور لذت کی تجارت کرتے ہیں
گیان دھیان کا بھید نہیں جانتے اور بے کار بحث کرتے ہیں

پھونکے کان کو متی اپنے سے بوجھ لیے سر بھارا
بن ست گورو گورو کیتک بہہ گے لوبھ لہر کی دھارا
گہر گنبھیر پار نہہ پاوے کھنڈ اکھنڈ سے نیارا
درشٹی اپار چلن کو سہجے کٹے بھرم کے جارا
نرمل درشٹی آتما جاکی صاحب نام ادھارا
کہت کبیر وہی جن آوے تیں میں تجے وکارا

---

۲۰۰. بھیکھ لو دیکھ کے کوئی بھولو متی بھیکھ پہرے سے کوئی سدھ ناہیں
کام اور کرودھ مدلوبھ ناہیں تجے سیل اور سانچ سنتو کھ ناہیں
کرے بھیکھ تے کاج سیجھے نہیں کپٹ پٹ کے بھیکھ نہہ رام رجھیں
کہت کبیر اک سانچ کرنی بنا کال کی چوٹ سر کھائے گا جی

اپنے کان بُری باتوں سے جلائے ہوئے یہ لوگ سر پر بھاری بوجھ لیے رہتے ہیں
بغیر ست گورو کے کتنے ہی گورو لالچ کی ندی میں بہہ گئے
مالک بہت گہرا اور وسیع ہے اس کا پار نہیں ملتا، وہ نہ جُز و ہے نہ کُل
ست گورو سہج ہی لامحدود نظر دیتے ہیں جس سے بھرم کے جال کٹ جاتے ہیں
جس کی روح صاف ہو اور جو مالک کے نام پر تکیہ کرتا ہو
کبیر کہتے ہیں کہ سچے راستے پر وہی شخص چل سکتا ہے جو تیرے میرے کی گندگی چھوڑ چکا ہو

---

۲۰۰. صرف بھیس دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ، بھیس بنانے سے کوئی باکمال فقیر نہیں ہو جاتا
شہوت، غصہ، غرور، لالچ اگر چھوڑا نہیں اور بربادی اور صبر نہ اپنایا
تو صرف بھیس بنانے سے کام نہیں چلے گا کپٹ کے بھیس سے رام خوش نہ ہوں گے
کبیر کہتے ہیں کہ سچی کرنی کے بغیر ہر آدمی موت کی چوٹ سر پر کھائے گا

سنسار اسارتا (دنیا کا عارضی ہونا)

۲۰۱. بنسے ناگ گروڑ گل جائی بنسے کپٹی اور ست بھائی
بنسے پاپ پُن جن کینہا بنسے گن نرگن جن چینہا
بنسے اگن پون اور پانی بنسے سرشٹی جہاں لوں گانی
بشنو لوک بنسے چھن ماہی ہوں دیکھا پرلے کی چھاہی

مچھ روپ مایا بھئی یمرا کھیل اہیر
ہری ہر برہم نہ اوبرے سُر نر مُنی کہہ کبیر

---

۲۰۲. گے رام اور گے لچھمن سنگ نہ گے سیتا اس دھن
جات کوروں لاگ نہ وارا گے بھوج جن ساجل دھارا
گے پانڈو کنتی سی رانی گے سہدیو متی جن بھانی

---

۲۰۱. سانپ بھی ختم ہوں گے اور انھیں کھانے والے گرڑ بھی کینہ ور اور سچے لوگ سبھی ختم ہوں گے
جنھوں نے گناہ ثواب کیا ہے وہ ختم ہوں گے جنھوں نے بے صفات اور باصفت خدا کو پہچانا تو وہ بھی ختم ہو جائیں گے
آگ ہوا اور پانی ختم ہونے والے ہیں۔ جہاں تک مخلوق دکھائی دیتی ہے سبھی فانی ہے
وشنو کا مقام بھی ایک لمحے میں ختم ہو جائے گا۔ میں نے پرلے یعنی فنائے کل کا سایہ دیکھا ہے
مایا یعنی دنیا نے مچھلی کا روپ لیا ہے اور یم راج شکار کر رہے ہیں
جب برہما وشنو اور مہادیو بھی فانی ہیں تو دیوتا، مُنی اور آدمی کس گنتی میں ہیں

---

۲۰۲. رام بھی گئے اور لکشمن بھی۔ اور ان کے ساتھ سیتا جیسی عورت نہ گئی
کورو لوگوں کے جانے میں دیر نہ لگی۔ دھارا نگری سجانے والے بھوج بھی گئے
پانڈو بھی گئے اور کنتی جیسی رانی بھی۔ اچھی عقل والے سہدیو بھی چلے گئے

سرب سون کے لنک اُٹھائی — چلت بار کچھ سنگ نہ لائی
کریا جا سو انتر چھ چھائی — چلت بار کچھ سنگ نہ لائی
مورکھ مانکھ ادھک سنجووے — اپنا مول اور لگ رووے
ای نہ جان اپنو مرجیبے — ٹکا دس بڑھیں اورے کھیبے
اپنی اپنی کر گئے لگی نہ کیہو کے ساتھ
اپنی کر گیو راونا اپنی دشرتھ ناتھ

۲۰۲۔ مانکھ جنم چکے جم ما جھی — ایہہ تن کیر بہت ہیں ساجھی
تات جنت کہہ ہمر و بالا — سوارتھ لاگ کینہہ پرت پالا
کامنی کہے مور پیہ آہی — باگھن روپ گراسے چاہی
پتر کلتر رہیں لو لائے — جنبک نائیں رہیں منہ بائے
کاک گدھ دوؤ مرن بچاریں — سیار سوان دوؤ پنتھ نہاریں

جنھوں نے پوری کی پوری سونے کی لنکا ئی بنائی تھی۔ وہ بھی چلتے وقت اسے ساتھ نہ لے گئے
جنھوں نے آسمان میں اپنی کٹی بنائی تھی وہ بھی چلتے وقت اسے ساتھ نہ لے گئے
احمق انسان خوب جمع کرتا ہے۔ بعد میں خود تو مرتا ہی ہے دولت سے چمٹ کر روتا بھی ہے
زندگی میں یہ نہیں سمجھتا کہ میں بھی مرجاؤں گا۔ اسی فکر میں رہتا ہے کہ کھانے کے لیے دس ٹکے اور آئیں
۱ اپنی اپنی کرنی سب کر گئے، کسی کی کرنی ساتھ نہ گئی
راون بھی اپنی سی کر گیا اور دشرتھ یعنی رام چندر بھی

۲۰۳۔ آدمی کی زندگی موت ہی پر ختم ہوتی ہے۔ اس جسم کے بہت سے دعویدار ہیں
پیدا کرنے والا باپ ہمیں اپنا بیٹا بتاتا ہے۔ لیکن اپنی غرض کے لیے ہی ہماری پرورش کرتا ہے
بیوی کہتی ہے کہ یہ میرا شوہر ہے۔ لیکن شیرنی کی طرح اسے کھانا ہی چاہتی ہے
بیوی بچے بھی محبت جتلاتے ہیں۔ لیکن گیدڑ کی طرح منہ پھیلائے رہتے ہیں
کوے اور گدھ سوچتے ہیں کہ یہ کب مرے گا۔ کتے اور گیدڑ بھی یہی انتظار کرتے ہیں

دھرتی کہے موہ مل جائی — پون کہے میں لیب اڑائی
اگنی کہے میں ای تن جاروں — سوان کہے میں جرت اباروں
جیہہ گھر کو گھر کہے گنوارے — سو بیری ہے گلے تمھارے
سو تن تم آپن کے جانی — وشے سروپ بھول اگیانی
اتنے تن کے ساجھیاں جنموں بھر دکھ پائے
چیتن ناہی باورے مور مور گو ہرائے

۲۰۴۔ بھولا لوگ کہیں گھر میرا
جا گھروا میں پھولا ڈولے سو گھر ناہی تیرا
ہاتھی گھوڑا بیل بانہا سنگھرہ کیا گھنیرا
بستی میں سے دیو کھدیرا جنگل کیو بسیرا

زمین چاہتی ہے کہ اس کا جسم مجھ میں ملے۔ ہوا کہتی ہے کہ اسے تو میں اڑاؤں گی
آگ کہتی ہے اس جسم کو جلاؤں گی۔ کتا کہتا ہے میں بیچ ہی میں نکال لوں گا
اے گنوار تو جس کو اپنا گھر سمجھتا ہے وہ دشمن بن کر تیرے گلے پڑا ہے
اس جسم کو تو اپنا سمجھتا ہے۔ اور عیش کوشی میں نادانی سے مبتلا ہے
تیرے جسم کے اتنے دعویدار جنم جنم سے منتظر ہیں
اے باولے تو سمجھتا نہیں اور میرا میرا چلاّ رہا ہے

۲۰۴۔ گمراہ لوگ کہتے ہیں یہ میرا گھر ہے
جس گھر میں تو اتنا خوش ہے وہ گھر تیرا نہیں ہے
تو نے ہاتھی گھوڑے بیل اور گاڑیاں بہت جمع کر لیں
لیکن تجھے بستی میں سے کھدیڑ دیا جائے گا اور تیرا بسیرا جنگل میں ہوگا

گانٹھی باندھی خرچ نہ پٹھیو بہُر کیو نہہ پھیرا
بیوی باہر حرم محل میں بیچ میاں کا ڈیرا
نو من سوت ارجھ نہہ سرجھے جنم جنم ارجھیرا
کہت کبیر سنو ہو سنتو یہ پد کرو نبیرا

---

۲۰۵. جو دیکھا سو دُکھیا دیکھا تن دھر سکھی نہ دیکھا
اُدے است کی بات کرت ہوں تاکر کرو وویکا
باٹے باٹے سب کوئی دکھیا کیا گرہی بیراگی
شنکر آچاریہ دکھ ہی کے کارن گرہ بھے مایا تیاگی
جوگی دکھیا جنگم دکھیا تاپس کو دکھ دونا
آشا ترشنا سب گھٹ بیاپے کوئی محل نہہ سونا

تو نے سب کچھ کما کر گانٹھ میں باندھ لیا اور خرچ نہ کیا، پھر واپس بھی نہیں آیا
عجیب حال ہے بیوی یعنی دولت تو باہر ہے اور شوہر حرم یعنی قبر کے اندر ہے
تو نے نو من سوت الجھا لیا ہے، یہ سلجھ نہیں رہا، جنم جنم کا الجھاؤ ہے
کبیر کہتے ہیں اے سنتو اس پد کا مطلب سمجھو

---

۲۰۵. جو میں نے دیکھا وہ دکھی دیکھا کسی کو آرام میں نہ پایا
میں ابتدا اور انتہا کی بات کرتا ہوں اس کو اچھی طرح سمجھو
اپنے اپنے طریقے سے سبھی دکھی ہیں چاہے خانہ دار ہوں یا بیراگی
شنکر اچاریہ نے دکھ کی وجہ ہی سے زمانہ حمل ہی میں دنیا ترک کر دی تھی
جوگی بھی دکھی ہیں، گھومنے والے سادھو بھی، تپ کرنے والے دوگنے دکھی ہیں
سبھی لوگوں میں امید اور خواہش موجود ہے، کوئی جسم اس سے خالی نہیں

سانچ کہوں تو سب جگ کھیجے جھوٹ کہیو نہہ جائی
کہہ کبیر تیئی بھے دکھیا جن یہ راہ چلائی

---

۲۰۶. اب کہہ چلے اکیلے میتا اُٹھ کن کرہو گھر ہوکی چنتا
کھیر کھانڈ گھرت پنڈ سنوارا سو تن لے باہر کو ڈارا
جیہہ سر رچ رچ باندھیو پاگا سو سر رتن بدارہ نہہ کاگا
ہاڑ جرے جس لکڑی جھوڑی کیس جریں جس ترن کے کوڑی
آوت سنگ نہ جات کی ساتھی کاہ بھیو دل ساجے ہاتھی
مایا کو رس لیے نہ پایا انتر جم بلار ہوئے دھایا
کہت کبیر نرا جہوں نہ جاگا
یم کو موگرا دھم سر لاگا

اگر میں سچی بات کہتا ہوں تو دنیا جھنجھلاتی ہے، جھوٹ مجھ سے کہا نہیں جاتا
کبیر کہتے ہیں کہ وہ بھی دکھی ہیں جنھوں نے یہ دنیا ایسی بنائی ہے

---

۲۰۶. اے دوست اب تنہا کہاں چلے۔ اب اُٹھ کر گھر کی فکر کیوں نہیں کرتے
کھیر، مصری وغیرہ سے بنا وہ تمھارا جسم سب نے باہر نکال دیا
جس سر پر تم نے سجا سنوار کر پگڑی باندھی تھی۔ وہ قیمتی سر کوے توڑ رہے ہیں
تمھاری ہڈیاں سوکھی لکڑی جیسی جل رہی ہیں اور بال تنکوں کے ڈھیر کی طرح
یہ نہ آنے کے ساتھی ہوئے نہ جانے کے۔ تم نے ہاتھیوں کا جھنڈ بے کار سجایا
دولت کا مزہ تم لے نہ سکے، بیچ ہی میں موت بلی بن کر جھپٹ پڑی
کبیر کہتے ہیں کہ انسان اب بھی نہیں جاگا
اور اس پر موت کا گرز دھم سے آ لگا

۲۰۷. رام نام بھج رام نام بھج چیت دیکھ من ماہی ہو
نکھ کرور جوردھن گاڑے چلے ڈلاوت باہی ہو
داؤ دادا اور پرپاجا اُہ گاڑے بھوئیں بانڑے ہو
اندھرے بھئے ہئے کی پھوٹیں تن کاہے سچ چھانڑے ہو
ای سنسار اسار کو دھندھا انت کال کوئی ناہی ہو
اپجت جنست بار نہ لاگے جیوں بادر کی چھاہی ہو
ناتا گوتا کل کٹنب سب تن کی کون بڑائی ہو
کہہ کبیر اک رام بھجے بن بوڑی سب چترائی ہو

---

۲۰۸. ایسن دیہہ نراپن بورے موے چھوئے نہہ کوئی ہو
ڈنڈک ڈوروا تورے آنی جو کوٹک دھن ہوئی ہو

---

۲۰۷. رام کے نام کی یاد کر، دل میں آگاہی لا
تو نے کروڑوں بیلوں کے بوجھ کے برابر دولت جمع کی، زمین میں گاڑی اور ہاتھ جھلاتے چلا
تیرے باپ، دادا اور پردادا نے زمین میں برتن گاڑے
سب اندھے ہو گئے ہیں، دل کی آنکھیں پھوٹی ہیں، اس دولت کے لیے جسم کو تیار کر کے کیوں چھوڑ دیا
یہ دنیا مایا کا دھندھا ہے، آخری وقت میں کوئی نہیں ہوتا
اسے پیدا ہوتے اور ختم ہوتے دیر نہیں لگتی جیسے بدلی کی چھاؤں ہو
رشتے داری، گوتر، خاندان ان سب چیزوں کی کیا وقعت ہے
اے کبیر ایک رام بھجے بغیر ساری ہوشیاری بے کار ہو جاتی ہے

---

۲۰۸. اے باولے یہ جسم ایسا بیگانہ ہے کہ موت کے بعد اسے کوئی چھوتا بھی نہیں
چاہے کسی کے پاس کروڑوں کی دولت ہو مرنے پر اس کے لیے ڈنڈا ڈوری یعنی ارتھی ہی ہے

اوردھ سوا سا اپجت تراسا ہنکرا ئن پریوارا ہو
جو کوئی آوے بیگ چلاوے پل اک رہن نہ ہارا ہو
چندن چور چتر سب لیپیں گل گج مکتا ہارا ہو
چونچن گیدھ موئے تن لوٹیں جنبک اودر پھارا ہو
کہت کبیر سنو ہو سنتو گیان ہین مت ہینا ہو
اک اک دن یہ گتی سب ہی کی کہا راؤ کہا دینا ہو

---

۲۰۹. پھولا پھولا پھرے جگت میں رے من کیسا ناتا رے
ماتا کہے یہ پتر ہمارا بہن کہے بیر میرا
کہے بھائی یہ بھجا ہماری ناری کہے نر میرا
پیٹ پکر کے ماتا رووے بانہہ پکر کے بھائی
لپٹ جھپٹ کے تریا رووے ہنس اکیلا جائی

سانس کے باہر جاتے ہی خاندان میں پریشانی ہو جاتی ہے اور اسے نکالنے کی فکر ہوتی ہے
جو بھی آتا ہے جلدی اٹھانے کی کہتا ہے، کوئی ایک پل بھی نہیں رہنے دیتا
زندگی میں سب سج دھج کر چندن گھس کر لیپ کرتے ہیں اور گلے میں گج موتی کی مالا پہنتے ہیں
مرنے پر گدھ اپنی چونچوں سے جسم کو ادھیڑتے ہیں اور گیدڑ پیٹ پھاڑتے ہیں
کبیر کہتے ہیں کہ سنتو سنو دنیا کے لوگ بے علم اور بے وقوف ہیں
ایک نہ ایک دن سبھی کی یہ حالت ہوگی چاہے بادشاہ ہو چاہے مفلس

---

۲۰۹. اے دل، تو دنیا میں کیا پھولا پھولا پھرتا ہے۔ یہاں کس کا کیسا ناتا ہے
ماں کہتی ہے یہ میرا بیٹا ہے بہن کہتی ہے یہ میرا بھائی ہے
بھائی کہتا ہے یہ میرا بازو ہے بیوی کہتی ہے یہ میرا شوہر ہے
پیٹ پکڑ کر ماں روتی ہے بانہہ پکڑ کر بھائی روتا ہے
چمٹ کر کے بیوی روتی ہے سب کو چھوڑ کر ہنس اکیلا چلا جاتا ہے

جب لگ جیوے ماتا رووے بہن رووے دس ماسا
تیرہ دن تک تریا رووے پھیر کرے گھرواسا
چار گزی چرگزی منگایا چڑھا کاٹھ کی گھوڑی
چاروں کونے آگ لگایا پھونک دیا جس ہوری
ہاڑ جرے جس لاکڑی کیس جرے جس گھاسا
سونے ایسی کایا جر گئی کوئی نہ آیا پاسا
گھر کی تریا رون لاگی ڈھونڈھ پھری چہو پاسا
کہے کبیر سنو بھئی سادھو چھاڑو جگ کی آسا

۲۱۰۔ رہنا نہہ دیس برانا ہے
یہ سنسار کاگد کی پڑیا بوند پڑے گھل جانا ہے
یہ سنسار کانٹ کی باڑھی الجھ پلجھ مرجانا ہے

جب تک زندہ رہتی ہے تب تک ماں روتی ہے' دس مہینے بہن روتی ہے
تیرہ دن تک بیوی روتی ہے پھر گھر بسا لیتی ہے
چار گز کفن کا کپڑا منگایا اور لکڑی کی گھوڑی یعنی چتا پر چڑھا
اس کے چاروں کونوں میں آگ لگا دی گئی اور ہولی کی طرح جلا ڈالا
لکڑی کی طرح ہڈی جلتی ہے گھاس کی طرح بال جلتے ہیں
سونے جیسا جسم جل گیا کوئی بھی پاس نہ آیا
گھر کی عورت رونے لگی چاروں طرف ڈھونڈھنے لگی
کبیر کہتے ہیں سادھو سنو' دنیا کی امید چھوڑ دو

۲۱۰۔ یہاں رہنا نہیں ہے' یہ پرایا دیس ہے
یہ دنیا کاغذ کی پڑیا ہے بوند پڑتے ہی گھل جائے گی
یہ دنیا کانٹوں کی باڑھ ہے اس میں الجھ کر مرجانا ہی ہے

یہ سنسار جھاڑ کا جھانکھر آگ لگے برجانا ہے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو ست گورو نام ٹھکانا ہے

۲۱۱۔ جیرا جاوگے ہم جانی
پانچ تت کو بنو پنجرا جا میں وستو پرانی
آوت جاوت کوؤ نہ دیکھو ڈوب گیو بن پانی
راجا جیہیں رانی جیہیں اور جیہیں ابھمانی
جوگ کرنتے جوگی جیہیں کتھا سنتے گیانی
پاپ پن کی ہاٹ لگی ہے دھرم دنڈ دربانی
پانچ سکھی مل دیکھن آئیں ایک سے ایک سیانی
چندو جیہیں سور جو جیہیں جیہیں پونو پانی
کہہ کبیر اک بھکت نہ جیہیں جن کی مت ٹھہرانی

یہ دنیا جھاڑی کی سوکھی ٹہنیاں ہے یہ آگ لگنے پر جل جائے گی
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو' ست گورو کا نام ہی سہارا ہے

۲۱۱۔ اے جان میں جانتا ہوں تو جائے گی
پانچ عناصر کا پنجرا بنا ہے جس میں دوسرے کی چیز رکھی ہے
کسی نے اسے آتے جاتے نہیں دیکھا وہ جیسے بغیر پانی ہی ڈوب جاتی ہے
راجا' رانی اور سبھی متکبر لوگ چلے جائیں گے
جوگ کرنے والے جوگی اور کتھا سنانے والے گیانی بھی چلے جائیں گے
گناہ ثواب کا بازار لگا ہے' دھرم لاٹھی باندھ کر دربانی کر رہا ہے
پانچ سہیلیاں جو ایک سے ایک ہوشیار ہیں اسے مل کر دیکھنے آئی ہیں
چاند بھی جائے گا سورج بھی جائے گا اور ہوا اور پانی بھی چلے جائیں گے
کبیر کہتے ہیں صرف وہ بھکت نہ جائیں گے جن کی فہم میں استقلال آگیا ہے

٢١٢۔ من تو کیوں بھولا رے بھائی۔ سُدھ بُدھ تیری کہاں ہِرائی

جیسے پنچھی رین بسیرا ایسے برچھ پر آئی

بھور بھئے سب آپ آپ کو جہاں تہاں اُڑ جائی

سپنے میں تو بے راج ملیو ہے حاکم حکم دُہائی

جاگ پر و تب لاو نہ لسکر پلک کھلے سدھ پائی

ماتا پتا بندھو ست تریا نا کوئی سگو سگائی

یہ تو سب سوارتھ کے سنگی جھوٹھی لوک بڑائی

ساگر ماہی لہر اٹھت ہے گنتی گنی نہ جائی

کہت کبیر سنو بھئی سادھو دریا لہر سمائی

٢١٣۔ مانت نہہ من مورا سادھو مانت نہہ من مورا رے

بار بار میں کہہ سمجھاؤں جگ میں جیون تھورا رے

٢١٢۔ اے دل تو کیوں بھولا ہوا ہے، تیری سمجھ کہاں کھو گئی ہے

جس طرح سے پرندے رات بھر ٹھہرنے کے لیے درخت پر بیٹھ جاتے ہیں

صبح ہوتے ہی ادھر اُدھر اپنی اپنی راہ اُڑ جاتے ہیں

تجھے جیسے خواب میں سلطنت ملی ہے، تیرے حاکم ہیں تیرا حکم چلتا ہے، تیری دہائی دی جاتی ہے

جب تو جاگ جاتا ہے تو لاؤ لشکر کچھ نہیں رہتا، آنکھ کھلنے پر ہوش آتا ہے

ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بیوی کوئی بھی تیرا سگا اور ساتھی نہیں ہے

یہ سب اپنے مطلب کے ساتھی ہیں۔ دنیا کی بڑائی بے اصل ہے

سمندر میں کتنی لہریں اٹھتی ہیں ان کا شمار نہیں ہو سکتا

کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو لہر دریا میں سما جاتی ہے

٢١٣۔ میرا من نہیں مانتا، سادھو میرا من نہیں مانتا

میں اسے بار بار کہہ کر سمجھاتا ہوں کہ دنیا کی زندگی تھوڑی ہے

یا کایا کو گرب نہ کیجے کیا ساںور کیا گورا رے

بنا بھگتی تن کام نہ آوے کوٹ سگندھ چبھورا رے

یا مایا لکھ کے مت بھولو کیا ہاتھی کیا گھورا رے

جور جور دھن بہت بگوچے لاکھن کوٹ کرورا رے

دبدھا درمتی اور چترائی جنم گیا نہ بورا رے

اجہوں آن ملا ست سنگت ست گورو مان نہورا رے

کھیت اُٹھائے پرت بھوئیں گر گر جیوں بالک بن کورا رے

کہت کبیر چرن چت راکھو جیوں سوئی بچ ڈورا رے

٢١٤۔ کھیل سب رین کا سپنا سمجھ من کوئی نہہ اپنا

کٹھن یہ موہ کی دھارا بہا سب جات سنسارا

اس جسم پر فخر نہ کرو چاہے یہ گورا ہو چاہے سانولا

بغیر بھگتی کے جسم کسی کام کا نہیں اس پر چاہے جتنی خوشبو چھڑکو

اس دولت کو دیکھ کر مت بھولو، ہاتھی گھوڑے سب بے کار ہیں

لاکھ اور کروڑ کی دولت جمع کر کے بھی بہت لوگ مشکل میں پڑ گئے

اے دیوانے تیری زندگی آخر تشویش، کج فہمی اور چالاکی میں برباد ہو گئی نا

ابھی تو آ کر ست سنگ کر لے اور ستگورو کو خوش کر

زمین سے اُٹھ اُٹھ کر گود سے محروم بچے کی طرح بار بار گر پڑتا ہے

کبیر کہتے ہیں کہ رام کے قدموں میں اسی طرح دل کو رکھو جیسے سوئی میں دھاگہ

٢١٤۔ یہاں کا سارا کھیل رات کا خواب ہے۔ اے دل سمجھ لے کہ اپنا کوئی نہیں

یہ لگاؤ کی دھار بڑی تیز ہے۔ اس میں ساری دنیا بہی جا رہی ہے

گھڑا جو نیر کا پھوٹا　　پتا جو ڈار سے ٹوٹا
ایس نر جات زندگانی　　اجھو لگ چیت ابھانی
بھولو مت دیکھ تن گورا　　جگت میں جیونا تھورا
تجو مد لوبھ چترائی　　رہو نہ سنگ جگ ماہی
نکس جب پران جاویں گے　　کوئی نہ کام آویں گے
سجن پریوار ست دارا　　اُسی دن ہوئیں گے نیارا
اَیس نر جان من دیہا　　لگا لے نام سے نیہا
کٹے جم جال کی پھانسی　　کہے کبیرؔ اوناسی

---

۲۱۵ ۔ کا مانگوں کچھ تھر نہ رہائی　　دیکھت نین چلو سب جائی
اک لکھ پوت سوا لکھ ناتی　　تیہہ راون گھر دیا نہ باتی

جیسے پانی کا گھڑا پھوٹ جائے ۔ یا ڈال کا پتّا ٹوٹ جائے
اسی طرح آدمی کی زندگی ختم ہو جاتی ہے ۔ اے مغرور تو اب بھی ہوش میں آجا
اپنے گورے جسم پر غرور نہ کرو ۔ دنیا میں تھوڑے عرصے تک ہی جینا ہے
غرور، لالچ اور چالاکی کو چھوڑو ۔ دنیا میں بے خوف ہو کر جیو
جب جان نکل جائے گی تو یہ سب لوگ کسی کام نہ آئیں گے
رشتے دار، خاندانی، بیٹا، بیوی ۔ موت کے دن سب علاحدہ ہو جائیں گے
اے انسان ایسے ہی جسم کو سمجھو ۔ اور خدا کے نام سے محبت کرو
تو تمھاری موت کی بندش ٹوٹ جائے گی ۔ لافانی کبیر یہ کہتے ہیں

---

۲۱۵ ۔ میں کیا مانگوں، دائمی کچھ بھی نہیں ہے ۔ آنکھوں کے دیکھتے ہی سب چلا جاتا ہے
جس کے ایک لاکھ بیٹے اور سوا لاکھ پوتے تھے ۔ اس راون کے گھر اب دیا بتی بھی نہیں

لنکا سی کوٹ سمدر سی کھائی　　تیہہ راون کی خبر نہ پائی
سونے کے محل روپے کے چھاجا　　چھوڑ چلے نگری کے راجا
کوئی کر محل کوئی کرٹا ٹی　　اُڑ جائے ہنس پڑی رہ ماٹی
آوت سنگ نہ جات سنگاتی　　کہا بھئے دل باندھت ہاتی
کہے کبیر انت کی باری　　ہاتھ جھار جیوں چلا جواری

انتم درشیہ (آخری منظر)

۲۱۰ ۔ سُگوا پنجروا چھوڑ بھاگا

اس پنجرے میں دس دروازہ دس دروازے کیورو الا گا
آنکھیں سیتی نیر بہن لاگیو اب کس نا نہہ تو بولت بھاگا
کہت کبیر سنو بھئی سادھو اُڑ گا ہنس ٹوٹ گیو تاگا

جس کا لنکا جیسا مضبوط قلعہ اور سمندر جیسی خندق تھی ۔ اس راون کا اب پتہ بھی نہیں ملتا
سونے کے محل اور چاندی کے چھجّوں کو ۔ شہر کے راجا چھوڑ چلے
کسی کا محل ہو یا کسی کی جھونپڑی ہو ۔ ہنس اُڑ جائے گا اور مٹی پڑی رہ جائے گی
نہ یہ آتے وقت ساتھ تھے نہ جاتے وقت ساتھ جائیں گے ۔ ہاتھیوں کے جھنڈ باندھنے کا کیا فائدہ
کبیر کہتے ہیں کہ سبھی لوگ آخری وقت میں ہارے جواری کی طرح ہاتھ جھاڑ کر چل دیں گے

---

۲۱۶ ۔ پنجرا چھوڑ کر توتا اڑ گیا

اس پنجڑے میں دس دروازے ہیں اور دسوں دروازوں میں کواڑ لگے ہیں
اے ابھاگے اب تیری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اب تو بولتا کیوں نہیں
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو ہنس اُڑ گیا اور دھاگا یعنی تعلق ٹوٹ گیا

۲۱۷۔ کون ٹھگوا نگریا لوٹل ہو

چندن کاٹھ کے بنت کھٹولنا تا پر دلہن سُوتل ہو
اُٹھو سکھی مور مانگ سنوارو دلہا موسے رُوٹھل ہو
آئے جم راج پلنگ چڑھ بیٹھے نینن آنسو ٹوٹل ہو
چار جنے مل کھاٹ اُٹھائن چہوں دِش دھوں دھو اُٹھل ہو
کہت کبیر سنو بھئی سادھو جگ سے ناتا ٹوٹل ہو

۲۱۸۔ ہم کا اُڑھاوے چدریا چلتی بیریاں

پران رام جب نکسن لاگے الٹ گئیں دوؤ نین پُتریا
بھیتر سے جب باہر لائے چھوٹ گئی سب محل اٹریا
چار جنے مل کھاٹ اٹھائن روؤت لے چلے ڈگر ڈگریا
کہت کبیر سنو بھئی سادھو سنگ چلی وہ سوکھی لکریا

۲۱۷۔ شہر کو کس ٹھگ نے لوٹا ہے

چندن کی لکڑی کا کھٹولا بنا ہے جس پر دلہن سو رہی ہے
سہیلیو اٹھ کر میری مانگ سنوارو میرے شوہر مجھ سے روٹھ گئے ہیں
یم راج یعنی موت کے دیوتا پلنگ پر چڑھ بیٹھے میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے
چار لوگوں نے میری کھاٹ اُٹھائی چاروں طرف دُھوں دھو کر کے آگ جل اُٹھی
کبیر کہتے ہیں اے سادھو سنو، دنیا سے تعلق ٹوٹ گیا

۲۱۸۔ ہمیں چلتی بار چادر اڑھا رہے ہیں

جب جان نکلنے لگی تو دونوں آنکھوں کی پتلیاں الٹ گئیں
جب اندر سے باہر لائے تو ہماری محل اٹاری سب چھوٹ گئیں
چار لوگوں نے مل کر ہماری کھاٹ یعنی ارتھی اٹھائی اور گلی گلی روتے لے چلے
کبیر کہتے ہیں کہ سادھو سنو ساتھ میں صرف سوکھی لکڑی چلی

اہم بھاؤ (احساسِ خودی)

۲۱۹۔ رمیا کی دلہن لوٹا بازار

سُر پُر لوٹا ناگ پُر لوٹا تینوں لوک مچا ہاہا کار
برہما لوٹے مہا دیو لوٹے نارد مُنی کے پری پچھار
سِنگی کی منگی کر ڈاری پارا سر کے اور بدار
کن پھونکا چدکا سی لوٹے لوٹے جوگیسور کرت بچار
ہم تو بچ گے صاحب دیا سے سبد ڈور گہہ اُترے پار
کہت کبیر سنو بھئی سادھو اس ٹھگنی سے رہو ہوشیار

۲۲۰۔ جب ہم رہل رہا نہ کوئی — ہمرے مانہہ رہل سب کوئی
کہہو سو رام کون تور سیوا — سو سمجھائے کہو موہے دیوا
پُھر پُھر کہو مار سب کوئی — جھوٹے جھوٹا سنگت ہوئی

۲۱۹۔ رام کی دلہن یعنی مایا نے سارا بازار لوٹ لیا

دیوتاؤں اور ناگوں کے لوک لوٹ لیے تینوں دنیاؤں میں چیخ پکار مچ گئی
برہما اور مہا دیو کو لوٹا اور نارد مُنی کے پیچھے پڑ گئی
شرنگی رشی کو توڑ کر ان کی گری نکال دی، پارا شر کا پیٹ پھاڑ دیا
کانوں میں منتر دینے والے عارف لوٹے اور غور کرتے ہوئے جوگی راج بھی لوٹ لیے
ہم تو مالک کی مہربانی سے بچ گئے اور شبد کی ڈور پکڑ کر پار اتر گئے
کبیر کہتے ہیں سادھو سنو، اس ٹھگنی مایا سے ہوشیار رہو

۲۲۰۔ ہم اس وقت بھی تھے جب کوئی نہیں تھا، ہمارے اندر ہی سب رہتے تھے
رام بتاؤ کہ تمہارا کیا احسان ہے۔ اے معبود مجھے یہ سمجھا کر بتاؤ
اگر سچی بات کہو تو سبھی مارنے دوڑتے ہیں۔ جھوٹوں کو جھوٹوں کا ساتھ ہی پسند ہے

آندھر کہے ہے ہم دیکھا   تہہ دٹھیار بیٹھ منہہ پیکھا
ایہہ بدھی کہوں مان سب کوئی   جس مکھ تس جو ہر دیا ہوئی
کہت کبیر سنت مکتائی   ہمرے کہلے چھوٹھو بھائی

۲۲۱۔ ہم نہ مریں مرہیں سنسارا   ہم کو ملا جیاون دارا
اب نامروں مور من مانا   سوئی موا جن رام نہ جانا
ساکت مریں سنت جن جیویں   بھر بھر رام رسائن پیویں
ہری مرہیں تو ہم ہو مرہیں   ہری نہ مریں ہم کاہے مرہیں
کہہ کبیر من منہہ ملاوا   امر بھئے سکھ ساگر پاوا

۲۲۲۔ جنہوا تے آیا امروہ دِسوا
پانی نہ پون نہ دھرتی اکسوا

جہاں اندھا دعویٰ کرے کہ میں نے سب کچھ دیکھا ہے۔ تو دیکھنے والا منہ ہی تکے گا
اس لیے اس طرح کہوں کہ سب لوگ مانیں۔ لیکن وہی لوگ جن کی زبان اور دل ایک سے ہوں
کبیر کھل کر سنتوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے کہے پر چل کر ہی تمھیں نجات ملے گی

۲۲۱۔ ہم نہیں مریں گے ساری دنیا مر جائے گی۔ کیوں کہ ہمیں آب حیات مل چکا ہے
میرے دل کو یقین ہے کہ اب میں نہ مروں گا۔ مرتا وہی ہے جس نے رام کو نہیں پہچانا
بدکردار لوگ مرتے ہیں سنت لوگ جیتے ہیں کیوں کہ وہ رام نام کا امرت جی بھر کر پیتے ہیں
اگر خدا مرے گا تو ہم بھی مریں گے۔ اگر خدا نہیں مرا تو ہم کیوں مرنے لگے
کبیر کہتے ہیں کہ ہم نے دل سے دل ملایا۔ ہم لافانی ہو گئے اور راحت کا سمندر پا گئے

۲۲۲۔ ہم جہاں سے آئے ہیں وہ مقام لافانی ہے
وہاں نہ پانی ہے نہ ہوا نہ زمین نہ آسمان

چاند نہ سورج نہ رین دوسوا
باہمن چھتری نہ سودر بیسوا
مغل پٹھان اور سید شیخوا
آدی جوتی نہہ گوری گنیسوا
برہما وشنو مہیس نہ سوا
جوگی نہ جنگم منی درویشوا
آدی نہ انت نہ کال کلیسوا
داس کبیر لے آئے سندسوا
سار سبد گہہ چل وہ دسوا

۲۲۳۔ جھینی جھینی بینی چدریا
کاہے کے تانا کاہے کے بھرنی کون تار سے بینی چدریا

وہاں چاند، سورج، رات، دن کچھ نہیں ہیں
وہاں برہمن، کشتری، ویشیہ یا شودر نہیں ہیں
نہ ہی شیخ، سید، مغل یا پٹھان
نہ وہاں آدی جیوتی ہے نہ پاروتی نہ گنیش
نہ برہما ہیں نہ وشنو نہ مہادیو نہ شیش ناگ
نہ وہاں جوگی ہیں نہ گھمکڑ سادھو، نہ منی نہ درویش
وہاں نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ وقت کا جھنجھٹ
کبیر داس پیغام لائے ہیں
سار شبد یعنی اصلی شبد کو پکڑ کر اس دیش کو چلو

۲۲۳۔ بہت مہین چادر بُنی گئی ہے
اس چادر میں کاہے کا تانا بانا لگا ہے اور کس تار سے یہ بُنی گئی ہے

اِنگلا پنگلا تانا بھرنی سکھمن تار سے بینی چدریا
آٹھ کنول دل چرخہ ڈولے پانچ تت گن تینی چدریا
سائیں کو سیت ماس دس لاگے ٹھوک ٹھوک کے بینی چدریا
سو چادر سُر نر مُنی اوڑھے اوڑھ کے میلی کینی چدریا
داس کبیر جتن سے اوڑھی جیوں کی تیوں دھر دینی چدریا

۲۲۴۔ تور ہیرا ہیرائل یا کچرے میں
کوئی پورب کوئی پچھم ڈھونڈھے کوئی ڈھونڈھے پانی پتھرے میں
سُر نر مُنی اور پیر اولیا سب بھول لل بار میں نخرے میں
صاحب کبیرا ہیرا یہ پرکھیں باندھ لیں لنگوٹی کے انچرے میں

۲۲۵۔ دھندھ مئی کا میلا تاہی نہیں گورو نہ چیلا
سکل پسارا تیہہ دن ماہی جیہہ دن پُرکھ اکیلا

اڑا اور پنگلا ناڑیوں کا تانا بانا ہے اور سوشومنا ناڑی کے تار سے بُنی گئی ہے
آٹھ پنکھڑیوں کے کمل کا چرخہ گھومتا ہے' اس چادر میں پانچ عنصر اور تین اوصاف ہیں
مالک کو اسے تیار کرنے میں دس مہینے لگے' ہوشیاری سے ٹھونک ٹھونک کر چادر بنی ہے
اس چادر کو دیوتاؤں' منیوں اور انسانوں نے پہنا اور پہن کر اسے گندہ کر دیا
کبیر داس نے اسے ہوشیاری سے اوڑھا اور اسے جیسے کا تیسا رکھ دیا

۲۲۴۔ تیرا ہیرا کوڑے میں کھو گیا ہے
کوئی اسے مشرق میں تلاش کرتا ہے کوئی مغرب میں کوئی پانی اور پتھر میں
آدمی' منی' دیوتا' پیر' اولیا سب فضول نخروں میں بھولے ہوئے ہیں
کبیر صاحب نے یہ ہیرا پرکھ لیا اور اسے لنگوٹی کے چھور میں باندھ لیا

۲۲۵۔ اس جگہ دھند لکے کا جماؤ ہے وہاں گورو یا چیلا نہیں ہوتا
یہ سارا معاملہ اس دن شروع ہوا جب پُرکھ اکیلا ہی تھا

گورکھ ہم تب کے بیراگی ہمری سرت نام سے لاگی
برھما نہہ جب ٹوپی دینہا بشنو نہیں جب ٹیکا
شیو شکتی کے جنمو ناہی جبے جوگ ہم سیکھا
ست جگ میں ہم پہر پانوری ترتیا جھوری جھنڈا
دواپر میں ہم اڑبند پہرا کلو پھروں نو کھنڈا
کاسی میں ہم پرگٹ بھئے ہیں رامانند چتائے
سمرتھ کو پروانہ لائے ہنس اُبارن آئے
سہجے سہجے میلا ہوئے گا جاگی بھگتی اُتنگا
کہے کبیر سنو ہو گورکھ چلو سبد کے سنگا

۲۲۶۔ پڑھ پڑھ پنڈت کر چترائی نج مکتی موہے کہہ سمجھائی
کنہہ بس پرکھ کون سو گاؤں سو موہے پنڈت سنا وہ گاؤں

اے گورکھ ہم اسی دن کے بیراگی ہیں ہماری سرت اسی نام سے لگی ہے
اس وقت برہما نے ٹوپی نہیں پہنی تھی اور وشنو نے ٹیکہ نہیں لگایا تھا
جب ہم نے یوگ سیکھا اس وقت شیو و شکتی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے
ست یگ میں ہم نے کھڑاؤں پہنی' ترتیا یگ میں جھول جھنڈا لیا
دواپر یگ میں ہم نے لنگوٹی پہنی کلجگ میں ساری دنیا میں گھومنے لگے
ہم کاشی میں ظاہر ہوئے ہیں رامانند کے آگاہ کیے ہوئے ہیں
ہم قادر مطلق کا حکم نامہ لائے ہیں اور نیک لوگوں کو نجات دلانے آئے ہیں
بہت آسانی سے ہمیں مالک کا وصل نصیب ہوا اور زبردست بھگتی ہم میں جاگی
کبیر کہتے ہیں کہ گورکھ سنو' شبد کے ساتھ چلو

۲۲۶۔ اے پنڈت تو پڑھ پڑھ کر بہت ہوشیار ہو گیا ہے۔ اپنی مکتی مجھے سمجھا دے
پرکھ کہاں اور کس گاؤں میں بستا ہے۔ پنڈت مجھے وہ بتا تا کہ میں بھی گاؤں

چار بید برہما نج ٹھانا — مکتی کا مرم اُنہُہ نہہ جانا
وان پُن ان بہت بکھانا — اپنے مرن کی خبر نہ جانا
ایک نام ہے اگم گمبھیرا — تہواں استھر داس کبیرا

شوڈشوپچار ساتوِک پوجا (سولہ فرائض والی پاک پوجا)

۲۲۷۔ اگر چندن گھس چوک پُراوا ست سھاونت من بھاوا
بھر جھاری چرنا مرت کینہا جنسن کو بتراوا
پورن موج اور رکھوارا ست گورو شبد لکھاوا
لونگ لاچی نریر آرتی دھوتی کلس بساوا
سویت سنگھاسن اگم اپارا سواتی بر ٹھہرایا
چھانڑے لوک امرت کی کایا جگ میں جولہ کہایا
چوراسی کی بند چھڑایا نہ اچھر بتلایا

برہما نے چار وید اپنے انداز سے نکالے۔ لیکن نجات کا بھید انھوں نے بھی نہ پایا
تم نے دان پُن کی بات تو بہت کی۔ لیکن اپنی موت کی تمھیں خبر نہ ہوئی
ایک نام ہے جو گہرا اور لامحدود ہے۔ وہیں پر کبیر داس کا قیام ہے

۲۲۷۔ اگر چندن گھس کر چوک پورا اور دل میں اچھی نیت رکھی
کلسی بھر کر چرنامرت بنایا اور سادھوؤں کو دعوت دی
انھیں مکمل راحت اور حفاظت دینے والا ست گورو کا شبد بتایا
لونگ، الائچی، ناریل، آرتی، دھوتی اور کلس پر لیپ کر کے ان کے ساتھ رکھا
لامحدود بعید از فہم کو سفید سنگھاسن پر قائم کیا
پھر میں نے امرلوک کا جسم چھوڑا اور اس دنیا میں آکر جولاہا نام رکھوایا
یہاں میں نے لوگوں کو چوراسی لاکھ جنموں کے بندے سے چھڑایا اور اچھر کے بعد کے معبود کا بھید بتایا

سادھو بے مل آرتی گاویں سو کرتی بھوگ لگایا
کہیں کبیر شبد ٹکسارا جم سوں جیو چھڑایا

---

۲۲۸ پورن ماسی آدی جو منگل گایئے
ست گورو کے پد پرس پرم پد پایئے
پرتھمے مندر جھرائے کے چندن لیایئے
نوتن وستر انیک چند دو تنایئے
تب پورن گورو ہیت آسن بچھایئے
گورو چرنن پر چھال تہاں بیٹھایئے
گج مکتن کی چوک سو تہاں پُرایئے
تا پر نریر دھوت مٹھائی دھرایئے
کیرا اور کپور بہت بدھ لایئے
اشٹ سوگندھ سپاری پان منگایئے

سبھی سادھو مل کر آرتی گاتے ہیں اور اچھے کاموں کا بھوگ لگاتے ہیں
کبیر نے اصل شبد دے کر انسانوں کو موت کے پھندے سے چھڑایا ہے

۲۲۸۔ پورن ماسی کے دن آدی منگل گانا چاہیے
ست گورو کے پاؤں چھو کر اعلیٰ ترین مرتبہ پانا چاہیے
پہلے مندر کو صاف کروا کر اپنے چندن لگاؤ
نئے کپڑوں کا بنا ہوا شامیانہ تانو
پھر پورے گورو کے لیے آسن بچھاؤ
گورو کے پاؤں کو دھو کر انھیں وہاں بٹھاؤ
پھر وہاں گج موتیوں سے چوک پرواؤ
اس پر ناریل، دھوتی اور مٹھائی رکھو
طرح طرح کے کیلے اور کافور لاؤ
اشٹ گندھ، سپاری اور پان منگواؤ

پتّو کلس سنوار سو جیوتی برائیے
جھال مردنگ بجائے کے منگل گائیے
سادھو سنگ لے آرتی تبنہہ اتائیے
آرتی کرتب نریر تبنہہ بھرائیے
پُرکھ کو بھوگ لگائے سکھا مل کھائیے
یگ یگ چھوا بجھائے تو پائے اگھائیے
پرم انندت ہوئے تو گورو بنہ منائیے
کہہ کبیر ست بھائے سو لوک بدھائیے

کلس کو پتّوں سے سجا کر آرتی کی جوت جلاؤ
جھال اور مردنگ باجوں کو بجا کر آدی منگل گاؤ
سادھوؤں کو ساتھ لے کر پھر آرتی اتارو
آرتی کے بعد ناریل بھراؤ
پرکھ کو بھوگ لگانے کے بعد ساتھیوں کے ساتھ مل کر پرساد کھاؤ
اسے پاکر تمھاری جگ جگ کی بھوک مٹیں گی اور تم سیر ہو جاؤ گے
بہت خوشی کے ساتھ گورو کی توصیف کرو
کبیر کہتے ہیں کہ اس طرح ست لوک کا راستہ بناؤ

کبیر کو ہندوستان کے انقلابی مذہبی پیشواؤں میں شمار کیا جاتا ہے۔ انھوں نے کچھ ایسے اعتقادات پر، جو ناموزوں اور سماجی طور پر ضرر رساں تھے، سخت حملے کیے۔ ان کی کوشش ایک غیر طبقاتی سماج اور مذہبی رسوم سے مبرا روحانیت کے قیام کی تھی۔

اس صدی میں کبیر پر بہت کام ہوا ہے۔ اس صدی کے اوائل کے معروف ہندی ادیب پنڈت ایودھیا سنگھ اُپادھیائے ہری اودھ نے کبیر وچناولی کے عنوان سے کبیر کی شاعری کا نمائندہ انتخاب کیا ہے۔ موجودہ کتاب اسی کا فارسی رسم خط میں نسخہ ہے، جس میں اس کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔

سرسوتی سرن کیف، جنھوں نے اردو ترجمہ اور رسم خط کی تبدیلی کی ہے، انگریزی، ہندی، اردو اور فارسی کے پرانے ادیب اور شاعر ہیں۔ انھوں نے مصنّف، مؤلف یا مترجم کی حیثیت سے مندرجہ بالا چاروں زبانوں میں دو درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ مذہب اور فلسفے میں ان کی خصوصی دلچسپی ہے۔